ترغیب

قاسم علی شاہ

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق
بحق ناشر
محفوظ ہیں

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھا دے

کتاب کا نام	:	ترغیب
مصنف	:	قاسم علی شاہ
ناشر	:	چوہدری کاشان طارق
مطبع	:	حاجی حنیف پرنٹنگ
قانونی مشیر	:	چوہان لاء ایسوسی ایٹس
سن اشاعت	:	فروری 2019ء
قیمت	:	400

نئی سوچ

47, 1st Floor,
Hadia Halima centre
Ghazni Street,
Urdu Bazar Lahore
Contact: 0300 8475843
04237361416

Https://www.facebook.com/
qasim.Ali.Shah/

فہرست

○	انتساب	5
○	فکروعمل کی جانب ترغیب (میجر شہزاد نیر)	6
○	اظہارِ خیال (سبین ساجد)	11
○	ترغیب	13
○	بڑی منزلوں کے مسافر	16
○	زندگی ہیرو بن کر گزاریں	20
○	نئے سال میں جینا کیسے ہے؟	24
○	سمجھوتوں سے بھری زندگی میں کیا ضروری ہے؟	28
○	نوجوانوں میں رہنمائی اور تربیت کا فقدان کیوں؟	33
○	محبت فاتح عالم	37
○	رہنما کی ضرورت کیوں؟	43
○	کامیابی کے لیے وقت سے پہلے کی تیاری	50
○	نئے سال کی پلاننگ کریں	54
○	تجسس: انسان کو عظمت دلانے والی خوبی	59
○	اپنی محرومی کو طاقت بنائیں	66
○	اپنے رب سے تعلق کامیابی کی راہیں ہموار کرتا ہے	72

Scanned by CamScanner

○	احساس گناہ سے بچیں	79
○	بے روزگاری سے نجات: مگر کیسے؟	86
○	کامیاب بزنس مین بننے کے راز	92
○	اپنی دلچسپی کے پیشے کا انتخاب کریں	97
○	آپ ذہین ہیں	104
○	امتحانات میں بہترین کامیابی کے راز	111
○	بات سمجھانے کی صلاحیت کو بہتر بنائیں	115
○	کامیاب پروفیشنل ٹرینر کیسے بنا جائے؟	120
○	تنقید کا سامنا کرنا سیکھیں	126
○	چہرے پر لکھی کہانی	132
○	خوشحالی کا راز	135

Scanned by CamScanner

انتساب

اُمید کا بابا
عرفان الحق کے نام

Scanned by CamScanner

فکروعمل کی جانب ترغیب

زندہ معاشرے خیال کی طاقت سے آگے بڑھتے ہیں خیال جتنا مثبت، توانا اور قابلِ عمل ہوگا اُسے حقیقت میں ڈھالنا اُتنا ہی مفید اور آسان ہوگا۔ خیال کی توانائی دراصل عمل کو طاقت دیتی ہے۔ تاریخ انسانی ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ جب کسی دُور اندیش مفکر نے پوری طاقت سے ایک خیال فضا میں اُچھالا تو انسانوں کے ساتھ ساتھ فطرت کی سب قوتیں بھی اس خیال کو حقیقت بنانے میں لگ گئیں پھر وہ خیال حقیقت بن کے رہا۔ دور کیوں جائیں، ہمارا پیارا وطن پاکستان علامہ اقبال کی قوتِ تخیل سے اُبھرا پھر دیکھتے ہی دیکھتے قائداعظم نے اپنے رُفقاء اور عوام کی طاقت سے اس خواب کو حقیقت کر دکھایا۔ دنیا میں گوناگوں ایجادات کا ایک سلسلہ جاری وساری ہے۔ ہر ایجاد پہلے پہل مُوجد کے پردہ خیال پر اُبھرنے والی ایک شبیہہ ہوتی ہے جسے بعد میں وہ عالم وجود میں لاتا ہے اسی لیے اچھے افکار پیدا کرنا اور پھر انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پھیلانا زندہ اقوام کا وتیرہ رہا ہے اچھے خیالات کی ترویج صدقہ جاریہ ہے۔ اچھا خیال، اچھے عمل میں ڈھل کر اچھے کردار کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے کردار کی عظمت سے ہی قومیں عظیم بنتی ہیں اور ملک وقوم ترقی کرتے ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ جناب قاسم علی شاہ نے فکروعمل پر اُبھارتی ہوئی کتاب ''ترغیب'' لکھی ہے۔ میں جوں جوں یہ کتاب پڑھتا گیا، زندگی کے بارے میری تفہیم میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہ مختصر مضامین کا مجموعہ دراصل زندگی کے مختلف پہلوؤں کو روشن کر کے بہتر اور کامیاب زندگی کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے ہم سب جانتے ہیں کہ

Scanned by CamScanner

ترغیب

قاسم علی شاہ ہمارے ملک کے متحرک، توانا اور صاحب فکر انسان ہیں۔ میں انہیں وسیع المطالعہ سماجی سائنس دان کہوں گا جنہوں نے اپنے مطالعے، مشاہدے اور تجربے کی مدد سے مفید اور مقصدی زندگی گزارنے کے مجموعی اصول جمع کیے ہیں۔ وہ اپنی باتیں تحریر و تقریر ہر دو وسیلوں سے ہم تک پہنچاتے ہیں۔ ان کی ترغیبی گفتگوئیں ویڈیو کلپس کی شکل میں بے حد مقبول ہیں جن سے تربیت پاکر لاتعداد افراد نے اپنی صلاحیتوں کا پہچانا اور پھر انہیں بروئے کار لاکر کامیابی حاصل کی اُن کی کتابیں بھی بہت مقبول و معروف ہیں جن میں وہ لوگوں کو کچھ کر گزرنے کا درس دیتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان ان ویڈیوز اور کتابوں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ قاسم علی شاہ کی باتیں اتنی مدلّل، سادہ اور عام فہم ہوتی ہیں کہ بلا لحاظ عمر، تعلیم، ہر کسی کو متاثر کرتی ہیں ان بظاہر سادہ نکات کے پیچھے قاسم علی شاہ کا بہت سا مطالعہ اور مشاہدہ کارفرما ہوتا ہے وہ چُن چُن کر ایسے قابل عمل مشورے ہمارے سامنے لاتے ہیں جو ہمارے سوچنے اور سمجھنے کا انداز بدل کر ہمیں بہتر تفہیم کے ساتھ عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اس کتاب میں بھی انہوں نے متنوع مضامین جمع کیے ہیں جو کارآمد زندگی کے رہنما اصول وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور ہمیں محنت پر ابھارتے ہیں۔

''ترغیب'' میں شامل ہر مضمون فکر و عمل کا ایک نیا دریچہ وا کرتا ہے۔ دراصل ہدف کے حصول کیلئے زاویہ نظر اور عمل کی سمت کا درست ہونا از حد ضروری ہوتا ہے جس سے ہم اپنی اپنی منزل کے قریب تر ہوتے جاتے ہیں۔ ہم تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا عملی زندگی میں کسی پیشے سے وابستہ ہوں یا گھریلو زندگی گزار رہے ہوں یہ کتاب ہمیں اپنے کام سے محبت کرنے کا گُر سکھاتی ہے اس سے ہماری استعداد کار بڑھتی ہے ہم بہتر انداز میں کام کرتے ہیں اور نتیجتاً ہمیں کامیابی کی خوشی ملتی ہے ایمانداری اور محنت سے

Scanned by CamScanner

حاصل کی گئی کامیابی کی ایک اپنی ہی خوشی اور اپنا ہی لطف ہوتا ہے!

فکریات کی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دانش ور کے افکار ہر انسان تک نہیں پہنچ پاتے ۔ یوں سمجھ لیں کہ ہم اپنی زندگی میں بہت سے مفکرین کے مفید افکار سے آشنا ہی نہیں ہو پاتے یوں ہم دانش کی بہت سی باتوں سے محروم رہ جاتے ہیں ۔اس کتاب میں قاسم علی شاہ نے ہمیں مشرق ومغرب کے فکری سرچشموں سے سیراب کیا ہے اور مغربی ممالک میں ہونے والی سماجی سائنس تحقیقات کے تجربی نتائج کی روشنی زندگی بدلنے کے فارمولے موجود ہیں ۔ یوں سمجھیں کہ اس ایک کتاب میں کئی کتابوں اور تجربات کا نچوڑ ہے لیکن بات یہیں تک نہیں ۔مصنف نے مذہبی ، سائنسی ، اخلاقی اور صوفیانہ دانش کو نئے عہد کی عملیت پسندی (Practical Approach) سے جوڑ کر پیش کیا ہے اور اپنے مُلک کے سماجی حالات کو بھی مدنظر رکھا ہے انہوں نے عملی نکات قابل عمل بنا کر تحریر کیے ہیں اور مثالوں سے وضاحت بھی کی ہے اس طرح یہ کتاب نفسیات ، بشریات (Anthropology) عمرانیات (Sociology) تاریخ، تصوف اور مذاہب کے کارآمد حوالوں سے مزیّن ہے ۔ یہاں ایسی باتیں ہیں جو آپ کو قائل کر کے عمل پر مائل کریں گی ۔ آپ کو مثبت طرز فکر اور مثبت طرز عمل کی ترغیب دیں گی ۔ میری قارئین سے گزارش ہے کہ ایک نشست میں طرز عمل کی ترغیب دیں گی ۔ میری قارئین سے گزارش ہے کہ ایک نشست میں ایک مضمون پڑھیں ۔اُس پر خوب غور کریں، بیان کردہ باتوں کو سیکھیں اور پھر عملی طور پر انہیں اپنی زندگی میں شامل کریں پھر اگلا مضمون پڑھیں اور یہی عمل دُہرائیں ۔

نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں

Scanned by CamScanner

اس کتاب میں شامل ہر مضمون زندگی کے کسی ایک پہلو پر روشنی ڈالتا ہے تمام مضامین مل کر گویا زندگی کو روشن کرنے کی سعی کرتے ہیں مثال کے طور پر ایک مضمون میں دوسروں کو بات سمجھانے کی صلاحیت بہتر بنانے کے راہنما نکات درج ہیں میں نے چونکہ ابلاغیات میں ایم فل کر رکھا ہے اور شاعر بھی ہوں لہذا قدرتی طور پر ابلاغی مہارت (Communication Skill) کی طرف میری دلچسپی زیادہ ہے۔

قاسم علی شاہ نے اپنے اس مضمون میں مؤثر انداز میں اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے نہایت اہم اور کارآمد طریقے درج کیے ہیں جس نے محسوس کیا ہے کہ روزمرہ زندگی میں اکثر لڑائی جھگڑے غلط فہمیوں سے جنم لیتے ہیں ان غلط فہمیوں کی بنیاد غلط ابلاغ یا نامکمل ابلاغ (Wrong Communication Miscommunication) پر ہوتی ہے مطلب ہم جو کہہ رہے ہوتے ہیں وہ مخاطب تک مکمل یا درست پہنچ ہی نہیں رہا ہوتا اس لیے وہ اپنا ہی مطلب اخذ کر لیتا ہے بعد میں صلح صفائی ہوتی ہے تو بات کھلتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ میرا تو کہنے کا وہ مطلب تھا ہی نہیں جو تم نے نکالا۔ اسی طرح ہم خود بھی بعض اوقات دوسروں کی باتوں کا درست مطلب نہیں سمجھتے ، اس لیے مناسب الفاظ کا چناؤ اور درست ابلاغی مہارت بہت اہم ہیں ۔ یہ صلاحیت نجی، تعلیمی اور کاروباری زندگی میں کئی سہولتوں اور کامیابیوں کی ضامن ہے اچھی ابلاغی مہارت کیا ہوتی ہے یہ جاننا ہو تو قاسم علی شاہ کی کوئی گفتگو ، یوٹیوب پر سُن لیں یا ان کی کوئی کتاب پڑھ لیں !! اس کتاب میں شامل مضامین میں کئی ایسے چمکتے جملے موجود ہیں جو بطور اقوال زریں (Quotable Quotes) استعمال کیے جا سکتے ہیں ۔ ایسے جملے دراصل کتابوں کا عطر ہوتے ہیں یہ آسانی سے یاد ہو کر زندگی کا جزو بن جاتے ہیں اور ہمیں تا دیر فائدہ پہنچاتے رہتے ہیں اس کتاب سے ایسے ہی چند جملے میں نے نکالے

Scanned by CamScanner

ہیں، باقی آپ خود نکال سکتے ہیں۔ انسان کی زندگی میں سب سے بڑی رہنما سچی طلب ہی ہوتی ہے۔

زندگی کا دوسرا نام وقت ہے جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے دراصل وہ زندگی کی قدر نہیں کر رہے ہوتے۔

☆ دنیا کے تمام بڑے انسان معاف کر دینے کے عادی ہوتے ہیں۔

☆ اچھے لوگوں کی تلاش کریں ان کی سنگت اختیار کریں آپ کے اندر ذہنی اور جذباتی پختگی پیدا ہو جائے گی۔

☆ زندگی کا راز آپ کے اندر ہی دفن ہے اپنے اندر دیکھئے کہ قدرت نے کیا کیا خزانے دفن کر رکھے ہیں۔

قارئین! آپ یہ کتاب پڑھتے جائیں گے اور آپ کی سمجھ بوجھ میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ جب آپ کتاب ختم کر لیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ کی معلومات بڑھ گئی ہیں۔ تفہیمی صلاحیت میں اضافہ ہوگیا ہے اور زندگی کے بارے آپ کے شعور کی سطح بلند تر ہو چکی ہے بتائی گئی باتوں کو زندگی میں شامل کر کے آپ خود کو بدلا ہوا محسوس کریں گے آئیں اس کتاب سے "ترغیب" حاصل کر کے خود کو عجز واحساس کی دولت سے مالا مال کریں، اپنی صلاحیتیں پہچانیں، اپنا زاویہ نظر مثبت کریں اور زندگی کو کارآمد اور مفید بنانے کے سفر پر روانہ ہوں۔

میجر شہزاد نیرّ (شاعر، ادیب)

ایم فل ابلاغیات۔ ایم اے اُردو، ڈپلومہ فارمیسی

https://www.facebook.com/shahzad.nayyar.7

Scanned by CamScanner

اظہارِ خیال

میرے محترم سر! میں ایک ماہر کی طرح لفظوں کو ترتیب دینا تو نہیں جانتی لیکن ترغیب بک پروجیکٹ کے بعد میں کچھ کہنا چاہوں گی۔ آپ کے لکھنے کا انداز نہایت مختلف ہے۔ ایسی دلچسپی لیے ہوئے ہے جو آخر تک برقرار رہتی ہے۔ یہ ایسی دِلکش اور مسحور کُن آواز ہے جس کے سحر سے نکلنا بہت مشکل ہے۔ مجھے اِس کتاب سے محبت ہوگئی ہے۔ الفاظ اور اُن کے ربط سے محبت ہوگئی ہے۔ اپنے اندر جہاں سموئے ہوئے اِس اندازِ بیاں سے بھی محبت ہوگئی ہے۔ جس میں خوش خیالی کی اِنتہا ہے۔

ان کالمز سے پہلی نظر میں محبت مجھے تب ہوئی جب آپ نے یہ بتاتے ہوئے مجھے تھمائے کہ یہ میرے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہیں۔ یہ محبت اپنی اِنتہا کو تب پہنچی جب میں نے اِن کو پڑھنے کا آغاز کیا اور ختم کر کے جب اُٹھی تو وقت گزرنے کا اِحساس کسی لمحہ کے پل بھر میں ختم ہونے کی طرح تھا۔ اِن کو پڑھتے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ اس میں کچھ باتیں آپ نے نہیں لکھیں بلکہ آپ کی روح نے لکھ ڈالی ہیں۔ اور کچھ آپ کے جذبات نے رقم کی ہیں۔ کچھ آپ کی ذات کی گہرائی سے اُتر کر احساسات کی دنیا سے مل کر باہر آئی ہیں۔ ہر بات اپنے اندر ایک فلاسفی لیے نہایت ہی دلچسپ انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ جبکہ بعض آپ کی تحقیق کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کالمز حقیقی اور یقینی طور پر آپ کے اندرونی تجربے کی عکاسی کرتے ہیں۔ آپ کی یہ کتاب ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ ''اندرونی تجربہ انسانی علم کا واحد ذریعہ ہے۔''

ان پر کام کرنا میرے لیے باعثِ فخر ہے اور میری یہ خوشی بھی نا ختم ہونے والی خوشی معلوم ہوتی ہے۔ جو چاند رات کو محسوس ہوتی ہے۔ کیوں کہ چاند رات کی خوشی رات میں ڈھل کر کسی راز کی طرح پوشیدہ ہونے کا فن جانتی ہے۔ جس کے دوبارہ محسوس

Scanned by CamScanner

ہونے اور نظر آنے کی اُمید ہمہ تن، ہر طرف موجود رہتی ہے۔ یہ عید کے دِن کی خوشی کی طرح محسوس نہیں ہوئی۔ شاید اس لیے کہ عید کے دن تو خوشی آہستہ آہستہ دَم توڑ دیتی ہے۔ اِس کے بعد اپنے اُستاد سے میرا ادب، محبت اور عقیدت کا تعلق اور مضبوط ہو گیا ہے۔ شاید محبت کی تجدید ہو گئی ہے۔ اِس میں وہ شدت ایک نئی عقیدت کے ساتھ تازہ ہو گئی ہے۔ جو اوائل دنوں میں آپ کو دیکھنے سے پہلے تھی۔ جب مَیں آپ کے نام سے ناواقف تھی لیکن آپ کی آواز اور چہرے سے آشنائی تھی۔ جو شدت آپ کا نام تلاش کرنے اور قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن تک پہنچنے میں تھی۔ یہ اُس کی مانند بھی ہے جو 11 مئی 2017 کو ٹی ٹی ٹی-1 میں بیٹھ کر آپ کو دیکھنے کے انتظار میں تھی۔ یہ اُن لمحوں کی مانند بھی ہے جب یہ انتظار مکمل ہوا، اور جو آپ کے آنے پر، آپ کو دیکھتے ہوئے کئی لمحے کھڑے ہو کر اور تا دیر آنکھوں میں نمی لیے تالیاں بجاتے گزرے۔

پہلی بار دیکھنے کے بعد سے آج تک، آپ کو گھنٹوں کسی مصّور کی آنکھ سے دیکھنے کو دِل چاہتا ہے۔ کہ میرے مُرشد کی صورت گری میں دنیا بھر کی معصومیت و خوبصورتی چھپا کر اُس مالکِ کُل کائنات نے اپنے ہونے کا لمحہ بہ لمحہ احساس زندہ ثبوت کے طور پر دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ جو لاکھوں دِلوں کی دعا اور پیار پائے، کسی درویش کی طرح اپنے پاؤں میں بچوں جیسی معصومیت لیے قدم اُٹھاتا ہے تو ہر دیکھنے والی آنکھ حیران رہ جاتی ہے۔

نہایت ہی ادب کے ساتھ میرے مُرشد اور گُرو کے لیے بہت سا پیار اور بے شمار دعائیں۔

سبین ساجد

قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن

sabeensajid786@gmail.com

https://www.facebook.com/sabeensajid786/

Scanned by CamScanner

ترغیب

ہرانسان کی زندگی میں کچھ واقعات بہت خاص ہوتے ہیں۔ یہ واقعات اکثر زندگی کو ایک نئی سمت عطا کرتے ہیں۔ نئی سوچ اور نیا نقطہ نظر دیتے ہوئے مستقبل کا تعین کرتے ہیں ۔ جب میں نے اپنی زندگی کے ایسے واقعات تلاش کرنے کی کوشش کی تو مجھے وہ دن یاد آیا جب میں نے ایک بچے کو پڑھانے سے آغاز کیا جو بعد میں ایک ادارے کی شکل اختیار کر گیا۔ میرا یہ سفر بحثیت اُستاد میٹرک کے طلباء سے لے کر کالج تک ، کالج سے یونیورسٹی لیکچرار تک ہی نہیں رُکا بلکہ اس سے آگے کے مراحل طے کرتے ہوئے بے شمار اداروں میں ٹرینر کے طور پر مَیں اپنی خدمات سرانجام دینے لگا۔ آج میرے شاگردوں میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگ شامل ہیں ۔ بیوروکریسی ، فوج کے افسران، ججز اور پولیس کے ساتھ ساتھ کالجز اور یونیورسٹیوں کے سٹوڈنٹس کا ایک جمِ غفیر بھی اپنی اہمیت کا احساس دلاتا ہے۔ جیسے ہی میرا پیغام (نظریات، افکار، فلسفے) ویڈیو کے ذریعے منظر عام پر آیا تو یہ سات براعظم تک پھیل گیا۔ جہاں اُردو سمجھنے اور بولنے والا موجود تھا، اس کے موبائل، واٹس ایپ میں میری ویڈیوز دیکھی جانے لگیں۔

جب میرے نظریات، افکار اور فلسفوں کو سوشل میڈیا کے ذریعے حیران کن پذیرائی ملی تو میں نے سوچا کہ اس ساری کامیابی کی کہانی میں ایسا کیا خاص ہے؟ کیا کوئی خاص فارمولا، اُصول ، قانون میں نے شعوری یا لاشعوری طور پر فالو کیا ؟ اللہ تعالیٰ نے سارے کاموں میں برکت کیسے شامل کر دی ؟ تو ایک رات کے پچھلے پہر جب میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا تو میرے سامنے سے یہ آیت گزری۔

Scanned by CamScanner

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا۔ چنانچہ کئی نالے اس سے اپنی اپنی وسعت کے مطابق بہہ نکلے۔ پھر سیلاب نے اُبھرا ہوا جھاگ اُٹھا لیا اور اسی طرح کا جھاگ ان چیزوں پر بھی آتا ہے جن کو زیور یا برتن بنانے کے لیے آگ پر تپاتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے۔ چنانچہ جو جھاگ ہے سو وہ بیکار چلا جاتا ہے لیکن جو انسانوں کو فائدہ دیتی ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتا ہے۔''

(سورۃ الرعد:13، آیت:17)

یہ پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم درحقیقت مخلوق کی خیر سے جڑا ہوا ہے۔ جس طرح جھاگ اور پانی میں سے وہی ٹھہرتا ہے جو مخلوق خدا کے لیے سودمند ہوتا ہے۔ اسی طرح زمین پر قائم وہی رہ جاتا ہے جس سے مخلوق کا نفع جڑا ہوا ہو۔ جب میں نے زندگی میں پیچھے مڑ کر دیکھا تو میرے سارے کام، لیکچرز، سیمینارز، کتابیں، سوشل میڈیا اور ٹریننگ سب ترغیب دے رہے تھے۔ یہ ترغیب اچھائی کی ترغیب تھی، خیر کے راستے کی ترغیب، بے لوث محبت کی ترغیب، والدین کی خدمت کی ترغیب، رشتوں کو نبھانے کی ترغیب، مشکلات کے باوجود نیک راستے پر چلتے رہنے کی ترغیب، آسانیاں پیدا کرنے کی ترغیب، سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب، کامیابی کے پیغام کی ترغیب، بڑی منزل کے مسافر بننے کی ترغیب، اپنی تلاش کی ترغیب، اُونچی اُڑان کی ترغیب، اللہ کا بندہ بننے کی ترغیب اور رسول ﷺ سے محبت کی ترغیب!!!

میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے وہ بچہ یاد آیا جس کو کبھی مرشد واصف علی واصفؒ

کی کتاب کرن کرن سورج سے با مقصد زندگی گزارنے کی ترغیب ملی تھی۔ زندگی کے حقیقی معنی کو سمجھنے کی ترغیب ملی تھی۔ یہ ایک ایسی تبدیلی تھی جس نے زندگی کے معنی بدلے، ترجیحات بدلیں، اور پھر سوچ اور نظریہ بدلا۔ جس نے محبت کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا جس کے نقوش وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گہرے ہوتے گئے۔ اگر وہ ترغیب نہ ملی ہوتی تو یہ سارا کام، سارا سفر محبت سے طے کرنا ناممکن تھا کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ محبت زبردستی نہیں کی جاسکتی۔ یہ تو اندر کی دنیا میں والہانہ جذبے سے خودبخود پروان چڑھتی ہے جس کی آبیاری خلوص سے ہوتی ہے۔ ایک حدیثِ مبارکہ کا مفہوم ہے کہ کچھ لوگوں کے نامہ اعمال جب قیامت کے روز پیش کیے جائیں گے تو اُن کی نیکیاں پہاڑ کے برابر ہوں گی جس کے بارے میں وہ خود بھی لاعلم ہونگے۔ اور پھر وہ اپنی ہی نیکیوں کے متعلق سوال کریں گے تو اُنہیں جواب دیا جائے گا کہ اُنہوں نے دنیا میں نیکی کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے نیکی کرنے کے ذرائع پیدا کیے اور نیکی کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔

قصہ مختصر، اس دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو شر کی ترغیب دے رہے ہیں، دوسرے وہ جو خیر کی ترغیب دے رہے ہیں۔ یہ کتاب پیش خدمت ہے۔ اس سے اچھائی کی ترغیب لیجیے اور پھر خود اچھائی کی ترغیب دینے والے بن جائیے۔ یہی راستہ بہترین راستہ ہے اور یہی منزل ایک سچے انسان کیلئے بہت بڑی منزل ہے۔

قاسم علی شاہ

https://www.facebook.com/Qasim.Ali.Shah/

Scanned by CamScanner

بڑی منزلوں کے مسافر

زندگی کے بعد بھی زندہ رہنے کا راز خدمت میں ہے

سردیوں کی ٹھنڈی شام اور تاحدِ نگاہ قبریں میرے سامنے تھیں۔ دونوں مل کر میری اداسی اور تنہائی کو بڑھانے میں مصروف تھیں، لیکن سامنے بیٹھے بزرگ کی آواز میرے لیے امید کا چراغ تھی۔ سات دن کی خاموشی آج ٹوٹی اور میں اپنی عرضی کو آج پیش کر رہا تھا۔ ایک سوال کے جواب کے لیے لمبا انتظار کرنا پڑا۔ پورے سات روز میں شام پانچ بجے سے رات بارہ بجے تک ان کے سامنے بیٹھ جاتا اور ایک ہی سوال دہراتا کہ ''زندگی میں اتنے مسائل، دکھ اور رکاوٹیں کیوں ہیں؟ وہ خاموشی سے سر ہلا کر آنکھوں کے اشارے سے انتظار کرنے کو کہتے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار محسوس کیا کہ ابلاغ الفاظ اور جملوں کے بغیر بھی ممکن ہے، کیوں کہ اس کا عملی مظاہرہ میرے سامنے سات دن سے ہو رہا تھا۔ آخر وہ آٹھویں دن بولے اور ان کا بولنا ایسے ہی لگا جیسے ایک ادھوری عمارت مکمل ہوگئی ہو۔ وہ بولے ''بیٹا...... یہ قبرستان دیکھو! یہاں کتنے لوگ دفن ہیں لیکن ان کو کوئی دکھ نہیں۔ کوئی رکاوٹ اور کوئی مشکل اب ان کے راستے میں نہیں کھڑی۔ مسائل ،رکاوٹیں اور پریشانیاں تو صرف زندہ لوگوں کو پیش آتی ہیں اور یہی زندگی کی اصل قیمت ہوتی ہے۔ یہ رکاوٹیں بدل بدل کر آتی ہیں، کبھی تنقید کرنے والوں کی شکل میں، کبھی ناموافق حالات کی شکل میں، کبھی اپنی نا اہلی اور کبھی دوسرے کی نالائقی کی شکل میں۔ کئی دفعہ یہ حاسد کے روپ میں بھی ظاہر ہوجاتی ہیں۔ کبھی کسی کی ناسمجھی راستے کی

Scanned by CamScanner

رکاوٹ بن جاتی ہے اور تو اور کبھی ہم خود ہی اپنے راستے کی رکاوٹ بنے ہوتے ہیں۔ بیٹا کبھی نہ بھولنا کہ یہ سب بڑی منزل کے مسافر کے راستے کے امتحان ہیں۔ یہی تو فیصلے کا وقت ہوتا ہے کہ آپ بڑی منزل کے مسافر بننا چاہتے ہیں یا عام سی زندگی گزار کر جانا چاہتے ہیں۔'' باہر اندھیرا اور میرے اندر روشنی بڑھنے لگی۔ بابا جی دوبارہ بولے ''بیٹا درویش واصف علی واصف نے ہی تو کہا ہے کہ بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹے جھگڑوں میں نہیں پڑتے اور نہ ہی دل چھوٹا رکھتے ہیں۔'' بابا جی دوبارہ خاموش ہو گئے تو مجھے اس وقت یہ علم ہوا کہ روح کی خوراک اور روح کا ہاضمہ کیا چیز ہے۔ وہ جملے جو آنکھوں کو نم کرتے ہیں وہ روح تک سرایت کر جاتے ہیں۔ خیال بدل دیتے ہیں اور خیال کا بدلنا آپ کے حال اور مستقبل کو بدل دیتا ہے۔ بابا جی بولے ''بیٹا آپ ڈاکٹر ہو یا انجینئر، ٹیچر ہو یا سٹوڈنٹ، آفیسر ہو یا ماتحت، بزنس میں ہو یا مزدور۔ آپ کچھ بھی ہو، روز قدرت آپ کو مسئلے مسائل بھیج کر آزماتی ہے کہ میرے بندے کی ہمت بڑی ہے یا مسئلہ؟ آپ اگر بڑی منزل کے مسافر ہو تو آپ کو مسئلہ چھوٹا لگنے لگتا ہے اور چھوٹی منزل والے کی ہمت کم ہوتی ہے اس لیے مسئلہ اس کے لیے بہت بڑا ہو جاتا ہے''۔

بابا جی نے ایک سوال مجھے بھی داغ دیا کہ ''یہ بتاؤ کہ قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ کیوں کیا گیا؟'' میں نے جواب دیا کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اور یہ تاریخ کا ایک اہم واقعہ تھا۔ بابا جی مسکرائے اور بولے اس واقعہ کو قرآن میں بیان کرنے کی اس لیے بھی ضرورت تھی کہ ہم میں سے ہر شخص کو روز یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کی صف میں شامل ہیں یا فرعون کا ساتھ دے رہے ہیں۔ کیوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی منزل کے مسافر تھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کے ذریعے یہ پیغام دیتا ہے کہ زندگی کو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں، مسئلے مسائل،

Scanned by CamScanner

لالچ، حسد اور نا امیدی کے نام نہ کر دینا یہ زندگی بہت قیمتی ہے اسے کسی بڑی منزل اور بڑے مقصد کے ساتھ گزارنا۔

میرا تجسس اور بڑھ گیا اور میں نے سوال کیا کہ ''باباجی بڑی منزل کے مسافر کی کچھ نشانیاں بتادیں؟'' میرے سوال کو سن کر باباجی چند ساعتیں خاموش رہنے کے بعد گویا ہوئے کہ ''بیٹا بڑی منزل کے مسافر کی پانچ نشانیاں ہیں۔ دراصل یہ اشارے ہیں اور میں نے دنیا کی دس ہزار سال کی تاریخ میں جتنے بھی بڑے انسان اور بڑی منزل کے مسافر دیکھے ہیں ان میں یہ خوبیاں ضرور موجود تھیں۔'' اس سے پہلے کہ باباجی یہ راز آشکار کرتے میں نے جیب سے کاغذ اور قلم نکال لیا اور باباجی نے بھی حکم دینے کے انداز میں باآواز بلند کہا ''نوٹ کرلو''۔

1- دنیا کے تمام بڑے انسان معاف کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ اپنی غلطی پر معافی مانگ لیتے ہیں اور دوسرے کی غلطی معاف کر دیتے ہیں۔ دراصل معاف کرنا علامت ہے کہ آپ کوئی بہت اہم کام کرنے جا رہے ہو۔ وہ کام اتنا ضروری ہے کہ راستے میں آنے والے کی غلطی کو آپ نظر انداز کر کے آگے چل پڑے ہو۔ بڑے لوگ نہ بوجھ بنتے ہیں اور نہ غیر ضروری بوجھ اٹھاتے ہیں اور گلہ شکوہ ایک غیر ضروری بوجھ ہے۔

2- بڑی منزل کا مسافر دوسروں کے لیے جیتا ہے۔ اسے خبر ہو جاتی ہے کہ زندگی کے بعد بھی زندہ رہنے کا راز خدمت میں ہے۔ وہ سب کی خیر سوچتا ہے اس لیے قدرت اس کے نصیب میں خیر لکھ دیتی ہے۔

3- خوش اخلاق انسان ہی خوش قسمت انسان ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ آج تک کسی خوش مزاج انسان کو اپنی قسمت پر نہیں رونا پڑا۔ دوسروں کو عزت دینے والا، نرمی اور پیار سے بات کرنے والا اور آسانیاں بانٹنے والا دراصل بڑی منزل کا

Scanned by CamScanner

مسافر ہوتا ہے۔

4- بڑی منزل کا مسافر سب میں رہتا ہے، سب میلے دیکھتا ہے، لیکن اس کی نظر اپنی آخری منزل پر ہوتی ہے۔ جناح سے کسی نے پوچھا کہ اگر آپ ہار گئے؟ جناح نے اعتماد سے جواب دیا کہ ''اتنا ہی کافی ہوگا کہ روز قیامت میرا اللہ کہہ دے کہ جناح تم نے کمال کیا۔'' آخری منزل پر نظر آپ کو چھوٹی موٹی ہار جیت سے نکال دیتی ہے۔

5- بڑی منزل کا مسافر اس کام کو تلاش کر لیتا ہے، جس کے لیے اسے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اپنی شناخت کے بغیر کوئی انسان عظمت حاصل نہیں کر سکا۔ کامیابی کا سفر خودشناسی سے شروع ہوتا ہے اور خودشناسی کسی خودشناس سے شروع ہوتی ہے۔

باباجی خاموش ہوگئے اور میرا قلم بھی رک گیا۔ میں نے تھوڑا انتظار کیا کہ شاید مزید کچھ ارشاد فرمائیں، لیکن انھوں نے ہاتھ سے اٹھنے کا اشارہ کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ''یہ باتیں تیرا حصہ تھیں...... تیرا انتظار تو صرف سات دن کا تھا مگر میں نے سات سال تیرا انتظار کیا۔ اب چلا جا یہاں سے'' میں اٹھا آنسوؤں کے ساتھ...... یہ آنسو شکریہ اور سرشاری کے آنسو تھے۔ ساتھ ہی ساتھ اس عزم کے بھی کہ میں اب بڑی منزل کا مسافر بنوں گا۔

Scanned by CamScanner

زندگی ہیرو بن کر گزاریں

آپ کے حالات بہت برے، تعلیم ادھوری، لوگ مخالفت کر رہے ہیں، فیملی ساتھ نہیں دے رہی، غربت سے تنگ آ گئے ہیں، امید کا چراغ بجھتا جا رہا ہے، کوئی سننے والا نہیں اور کوئی بتانے والا نہیں تو سمجھ جائیں کہ یہی وہ وقت ہے جس میں آپ کوئی خواب دیکھ سکتے ہیں۔ دنیا میں آج تک کسی بھی بڑے انسان نے سازگار حالات میں بڑا خواب نہیں دیکھا۔ بڑے خواب محرومی کے دور میں دیکھے گئے۔ مشکلات کی انتہا آپ کی تکلیف کو اتنا بڑھا دیتی ہے کہ آپ تنگ آ کر ایک بڑا فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یہی لمحہ آپ کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ آج آپ تیار ہو جائیں فیصلہ کرنے کے لیے، اپنے مستقبل کو بدلنے کے لیے، آپ فیصلہ کریں کہ آپ کو ہیرو بن کے زندگی گزارنی ہے۔ ہیرو بننے کے راز جو دنیا کی دو ہزار سال کے اندر لکھی جانے والی بائیوگرافی (سوانح حیات) اور آٹو بائیوگرافیز (خودنوشت) کی ریسرچ کے بعد سامنے آئے وہ یہ ہیں۔

دنیا کے ہر شعبے میں آنے والے ہیرو کو کئی مراحل سے گزرنا پڑا۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ مراحل سب کے لیے ملتے جلتے تھے اور آپ کے لیے خوش خبری یہ ہے کہ آپ کون ہیں؟ کیا ہیں اور کن حالات میں ہیں؟ ان سب باتوں کو نظر انداز کر کے فقط ان حقائق کو سامنے رکھ لیجیے، آپ کے اندر ہیرو بننے کی امنگ پیدا ہو جائے گی اور یہی امنگ آپ کے مستقبل کو تبدیل کر کے رکھ دے گی۔

1- باہر کے حالات آپ کے مستقبل کو اتنا متاثر نہیں کرتے جتنا آپ کے اندر کے حالات یعنی آپ کے خیالات، یقین، امیدیں اور جذبے آپ کے مستقبل پر اثر

انداز ہو رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کے تمام ہیرو اس بات کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں کہ ہم باہر کے حالات کو تبدیل نہیں کر سکتے، لیکن ہمارے اختیار میں ہماری ذات، اعتماد اور ہماری سوچیں ضرور ہوتی ہیں۔ اس لیے وہ اپنے اندر کی کائنات کو بہتر کرتے ہیں۔ وہ ستاروں کا حساب لگانے کی بجائے اپنا احتساب شروع کرتے ہیں۔ وہ دنیا کو فتح کرنے کا آغاز خود کو فتح کرنے سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے آپ دنیا کے تمام بڑے انسانوں کو دیکھ لیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ یہ عام انسان نہیں ہیں۔

2- دنیا کے تمام ہیروز نے اپنی عظمت کو دریافت کرنے کے لیے اپنے خوابوں کو دریافت کیا۔ زیادہ تر لوگوں کو یہ خبر ہی نہیں ہوتی کہ ''ہم نے کرنا کیا ہے؟'' اس لیے وہ، زیادہ تر ایسے کام کرتے ہیں جن سے عظمت نہیں ملتی۔ آپ ایک ایسا کام ضرور دریافت کریں جس سے آپ کو محبت ہو۔ آپ کا کام آپ کا جنون بن جائے۔ آپ کو اپنے کام سے عشق ہو جائے تو سمجھ جائیں کہ آپ نے عظمت کا راز پا لیا۔ وہ لوگ جو کام کر رہے ہیں لیکن انہیں اپنا کام پسند نہیں ہے، وہ ایک عام سی زندگی تو گزار سکتے ہیں، لیکن ایک شاندار اور مثالی زندگی نہیں گزار سکتے۔ شاندار اور مثالی زندگی کے لیے آپ کو ان خوابوں کو تلاش کرنا ہوگا جن کے لیے آپ کو دنیا میں بھیجا گیا۔ یاد رکھیے آپ کی زندگی میں سب سے بڑی ڈسکوری (Discovery) آپ کی اپنی ذات کی ڈسکوری ہے۔

3- جس طرح قدرت سب کو چوبیس گھنٹے برابر دیتی ہے، سورج سب پر ایک جیسا چمکتا ہے، رات سب کے لیے آتی ہے، آکسیجن پر سب کا برابر حق ہے، اسی طرح قدرت سب کو کچھ کر کے دکھانے کے مواقع بھی یکساں دیتی ہے۔ جس طرح ہم ہر روز ملنے والی نعمتوں سے بے خبر ہوتے ہیں، اسی طرح ان مواقع کو بھی نظر

Scanned by CamScanner

انداز کر دیتے ہیں جو روز قدرت ہماری جھولی میں ڈال رہی ہوتی ہے۔ تمام بڑے لوگوں کی زندگی کے مطالعہ سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ قدرت بچپن سے ہی آپ کو اشارے دے رہی ہوتی ہے۔ قدرت کبھی کسی کے منہ سے کوئی بات نکلوا کر، کبھی کسی حادثے کے ذریعے اور کبھی کبھی آپ کے دل میں خیال ڈال کر آپ کو یاد کرواتی ہے کہ آپ کے کچھ خواب ہیں جو اُدھورے پڑے ہیں۔ آپ کی اسائنمنٹ آپ کو اشاروں سے یاد کروائی جاتی ہے۔ ہمیں زندگی گزارتے ہوئے کبھی ربط محسوس نہیں ہوتا لیکن اگر کبھی رُک کر ماضی یاد کریں تو قدرت کے اشارے محسوس بھی ہونے لگتے ہیں اور ان تمام واقعات میں ایک ترتیب بھی نظر آنے لگتی ہے۔ تمام ہیروز کو علم ہوتا ہے کہ ہر بندہ ہی بڑا اہم ہے۔ یہ حسن اور حسنِ خیال سب کے دم سے ہے۔ سب نہیں تو ہم بھی نہیں۔ قدرت کے اشارے آپ کی زندگی کو معنی دیتے ہیں۔ کبھی مت بھولیے کہ بغیر معنی اور بغیر مقصد کے زندگی فقط موت ہے۔

4- کبھی غور کیا کہ آپ اور آپ کی محنت آپ کو کس طرف لے کر جا رہی ہے؟ آپ کس چیز کے لیے جنونی بنے ہوئے ہیں؟ کبھی آپ کو خیال آیا ہو کہ کہیں میں بہت بڑی قیمت ادا کر کے بہت سستی چیز حاصل کر رہا ہوں؟ آپ نے کبھی تو سوچا ہوگا کہ میرا مقصدِ حیات کیا ہے؟ میں اپنی تلاش کو کیا نام دوں؟ میں آج کہاں کھڑا ہوں اور میں نے جانا کہاں ہے؟ میں کون ہوں؟ میری شناخت کیا ہے؟ صدیوں بعد میں آیا ہوں اور دوبارہ آنے کا موقع بھی نہیں ملنا آخر مجھے کیوں بھیجا گیا؟ میں حساب کتاب جانتا ہوں لیکن کیوں بھول جاتا ہوں کہ میرا بھی حساب ہونا ہے؟ میں اس زندگی سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہوں؟ میں دنیا کو کیا دے کر جانا چاہتا ہوں؟ اگر یہ سوال آپ کے دل میں پیدا ہوتے ہیں تو

Scanned by CamScanner

مبارک ہو کیونکہ یہی سوال ہر ہیرو کے دل میں بھی اٹھتے ہیں۔ اب سوال اٹھنے کے بعد اگلا مرحلہ آتا ہے آپ سوال کے جواب کے بارے میں کتنے مخلص ہیں؟ کیوں کہ سچا سوال سچے جواب کو تلاش کر رہا ہوتا ہے۔

5- اوسط عمر ساٹھ سال ہے، یعنی قدرت 21900 دن ہمیں عنایت کرتی ہے۔ ہیرو کو علم ہوتا ہے کہ یہ دن......روز بروز کم ہوتے جا رہے ہیں ۔اس لیے وہ اپنے زیادہ وقت اور صلاحیتوں کو اپنے خوابوں کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ہیرو کو خبر ہوتی ہے کہ جس کا اپنا کوئی خواب نہیں ہوتا وہ کسی اور کے خواب اور پلان میں فٹ آجاتا ہے اس لیے اسے اپنے خواب سے عشق ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام بڑے انسانوں کی زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ اگر کچھ کر کے دکھانا ہو تو ایک زندگی ہی کافی ہے اور اگر کچھ نہ کرنا ہو تو سو زندگیاں ملنے کے بعد بھی کچھ نہیں ہونے والا۔ تاریخ کے تمام بڑے ہیروز نے اپنے وقت کی بہت قدر کی ہے۔ جب دنیا فیس بک پر رات تین بجے تک چیٹنگ (Chatting) کر رہی ہوتی ہے، وقت کا ہیرو اس وقت کتاب ہاتھ میں لیے اپنے عزائم کی تکمیل میں مصروف ہوتا ہے۔

کبھی مت بھولیے کہ فلم کا ہیرو صرف تین گھنٹے کے لیے ہیرو ہوتا ہے۔ اصل ہیرو اپنی زندگی اور زندگی کے بعد بھی ہیرو رہتا ہے۔ آج تھوڑا سا وقت نکال کر خود سے ملیے اور خود سے ذرا خود ہی پوچھیے کہ زندگی زیرو بن کے گزارنی ہے یا ہیرو بن کے؟

Scanned by CamScanner

نئے سال میں جینا کیسے ہے؟

بڑے خواب سجائیں، کیوں کہ جو چیز آپ کے تصوّر میں نہیں وہ حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتی

آپ کو مبارک ہو آپ کی زندگی کا مزید ایک سال کم ہوگیا۔ آپ نے تین سو پینسٹھ دن گزارے، پچاس سے زائد ہفتے، بارہ مہینے یعنی ایک سال......پورا ایک سال......آج مڑ کر دیکھیں آپ کو یہ سال ایک صدی کی طرح معلوم ہوگا، لیکن گزرے وقت کا کیا ماتم۔ مٹھی ریت سے بھری تھی اور اب ہاتھ خالی ہے۔ ساری دنیا میں ہر سال اکتیس دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو جشن ہوتا ہے۔ کیک کاٹے جاتے ہیں، نئے سال کی آمد کے کارڈ دیے جاتے ہیں۔ ساری دنیا میں رنگ اور رونق بڑھ جاتی ہے لوگ جشن کی طرف ایسے متوجہ ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت ، کہ زندگی کا مزید ایک سال کم ہوگیا، نظر انداز ہوجاتی ہے۔ ہم عجیب لوگ ہیں ہم بہت کچھ سیکھتے ہیں جیسے چلنا ، دوڑنا، بولنا، لکھنا، علم و تعلیم اور بہت کچھ لیکن ہمیں کوئی نہیں سکھاتا۔ کہ ''جینا کیسے ہے؟'' ہم جس سے راستہ پوچھ رہے ہوتے ہیں وہ اکثر خود اندھا ہوتا ہے۔ ہم کتنے سال گزار چکے ہیں۔ کتنی زندگی گزر گئی ہے لیکن ہمیں آج بھی نئے سال کا آغاز کرنا نہیں آتا۔ اس لیے ہر سال تقریباً ایک جیسا ہی تھا۔ حالات اور قسمت کے رحم و کرم پر چلنے والا بدقسمت ہی کہلاتا ہے۔ گلے شکوے کرتے کرتے کئی سال گزر گئے، اندازہ لگائیں اتنے عرصے سے اتنے زیادہ گلے اور شکوے ہم کر چکے ہیں کہ آج گلے اور شکوے کرنے آسان اور

Scanned by CamScanner

شکر کرنا مشکل ہوگیا ہے۔ لیکن یہاں ہم آپ کو وہ کام بتاتے ہیں جو دنیا کے انتہائی پُر اثر اور کامیاب لوگوں نے نئے سال کی آمد پر کیے۔ آپ بھی یہ چند قدم اٹھائیں آپ کی زندگی اور زندگی کے سفر کا رخ بدل جائے گا۔

1- ہم بہت سی غلطیاں کرتے ہیں۔ ان غلطیوں سے نقصان ہوتا ہے لیکن یہ نقصان دراصل ایک قیمت پر ہوتا ہے۔ اس کی قیمت جو ہم نے غلطی کر کے سیکھا ہوتا ہے۔ پچھلے سال بھی آپ نے بہت سی غلطیاں کی ہوں گی۔ ان سب کی لسٹ بنا لیں ساتھ ہی یہ بھی لکھ لیں کہ آپ نے ان سب غلطیوں سے کیا سیکھا ہے۔ آپ کے یہ اسباق انمول ہیں۔ ان کو پلے سے باندھ لیں۔ آئندہ زندگی میں یہ اسباق کام آئیں گے۔ تجربہ سب سے بڑا اُستاد ہے۔ اپنے تجربات سے فائدہ اٹھائیں ان کو ایک ڈائری میں لکھ لیں۔ ان اسباق کو آپ پچھلے سال کے اسباق کا عنوان بھی دے سکتے ہیں۔

2- کئی لوگوں کے دل آپ نے دکھائے ہوں گے۔ ان سے معافی مانگ لیں۔ دل سے معافی مانگیں۔ کل کسی نے نہیں دیکھا اس لیے معافی مانگنے میں دیر نہ کریں۔ واصف علی واصف فرمایا کرتے تھے کہ "بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں نہیں پڑتے" اس لیے یاد رکھیے اگر آپ کی زندگی میں کوئی بڑا مشن ہے، بڑا مقصد ہے اور کوئی بڑی منزل آپ کا انتظار کر رہی ہے تو چھوٹے چھوٹے جھگڑوں اور مسئلوں میں خود کو ضائع نہ کریں۔

3- غور کیجیے کہ آپ کی ساری کوششیں آپ کو آگے لے کر جا رہی ہیں یا پیچھے۔ اگر آپ پروگریسو (Progressive) یا ترقی کرنے والے اور آگے بڑھنے والے ہیں، تو ان کاموں کی فہرست بنا لیں جو آپ کو اور آپ کے وقت کو ضائع کرتے رہے۔ آگے بڑھنے کا سوچیں اور آگے بڑھنے کی تگ و دو کریں۔ آگے

Scanned by CamScanner

بڑھنے والے لگن والے لوگ ہوتے ہیں۔ وہ اپنی لگن اور جنون کو ہی عبادت سمجھتے ہیں۔ فیصلہ کریں کہ اس سال کو آگے بڑھنے کا سال قرار دیں گے۔ گھر میں لکھ کر لگا دیں یہ سال آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کا سال ہے۔''

4- نئے اور بڑے خواب سجائیں، خواب زندگی میں موٹیویشن (تحریک) لے کر آتے ہیں۔ ہمارا جینے کو دل کرتا ہے۔ خواب دیکھنے والے لوگ پُر امید رہتے ہیں۔ ہر شعبے کے خواب بنائیں۔ کاروبار، پڑھائی، تعلقات، گھر، معاشرہ سب کے بارے میں خواب بنائیں اور انہیں لکھ لیں۔ خواب لکھ کر رکھے ہوں تو یاد رہتے ہیں۔ یاد رکھیں جو چیز آپ کے تصوّر میں نہیں وہ حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتی۔

5- نئے سال کو دعا سے شروع کریں۔ ہم اپنی خوشیوں میں اپنے اصل مالک اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ آغاز اس کے نام سے ہونا چاہیے۔ ہم چھوٹے چھوٹے کاموں کو شروع کرتے ہوئے اسے یاد رکھتے ہیں اور اتنے اہم کام یعنی نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے اسے کیوں بھول جائیں؟ نئے سال کی آمد سے پہلے دو نفل شکرانے کے ادا کیجیے اور پھر ایک نئے آغاز کے لیے دعا کیجیے۔ کمال یہ ہے کہ دنیا اس کو بھول کر جشن میں مست ہو اور آپ اس وقت اس کے در کے گدا بن کر جھولی پھیلائے ہوئے آنسو پیش کر رہے ہوں۔ خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ نظارہ خوبصورت نہیں لگے گا؟

6- اپنے آپ کو بہتر بنانے کی پلاننگ کریں۔ اس سال کو اپنی بہتری کا سال قرار دیں۔ کتنی کتابیں پڑھنی ہیں، کتنے لیکچرز لینے ہیں اور کیا کیا سیکھنا ہے۔ کون کون سی خوبی خود میں پیدا کرنی ہے۔ مثلاً زیادہ تر لوگ بد اخلاق ہوتے ہیں۔ آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس سال میں مَیں نے اخلاق کو بہتر کرنا ہے۔ مسکرا کر بات کرنا سیکھنا ہے، ہاتھ ملانے میں پہل کرنی ہے۔ دوسروں کا اور اُن کی رائے کا

Scanned by CamScanner

احترام کرنا ہے۔ برداشت بڑھانی ہے۔ سخی بننا ہے۔ فیصلہ کریں کہ آپ آسانیاں بانٹیں گے۔

7- زندگی کی قدر دراصل وقت کی قدر ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ دنیا کے مؤثر ترین لوگ اپنے وقت کی بہت قدر کرتے ہیں کیوں کہ ان میں یہ احساس کہ ''وقت بہت کم ہے اور زندگی ختم ہونے والی ہے'' دوسرے لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ آپ بھی اس سال کو اگر زندگی کا آخری سال اور اس کے ہر دن کو زندگی کا آخری دن سمجھ کر گزاریں گے تو آپ بھی مؤثر ہو جائیں گے۔ گزرے ہوئے سال نے واپس نہیں آنا اِسی طرح کہیں یہ سال بھی نہ گزر جائے۔

8- آخری بات آئن سٹائن کی کرتے ہیں۔ اس نے ایک لیکچر میں کہا تھا کہ ''اپنی زندگی کو ایک مقصد کے ساتھ باندھ دو تمھاری زندگی ضائع نہیں ہوگی۔'' ایک معیارِ زندگی وہ ہے جو بامقصد ہے۔ با مقصد زندگی کے لیے ایک سال تو کیا انسان سو سال قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی مقصد نہیں ہے تو زندگی سالوں اور صدیوں کی بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سر جھکائے حسیب نے سوال کیا ''سر بہت سے کاموں کے لیے وقت کیسے نکال لیتے ہیں؟'' میرے پاس صدیوں پرانا جواب تھا کہ ''بیٹا جو سالوں کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام دنوں میں اور دنوں کا کام گھنٹوں میں کرنے لگ جائیں وہ ایک زندگی میں کئی زندگیاں جی جاتے ہیں اور کئی زندگیاں بدل جاتے ہیں۔'' حسیب کی چمکتی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ ''سمجھ آگئی سر جی'' اور میں سر جھکائے سوچنے لگا کہ یہ تحریر کتنوں کو آغاز دے گی؟ کامیابی کے سفر کا آغاز...... خیر کے راستے کا آغاز۔

Scanned by CamScanner

سمجھوتوں سے بھری زندگی میں کیا ضروری ہے؟

زندگی کے دس نکات جن پر کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے

زندگی کے سفر میں آپ چلتے جا رہے ہیں اور رکنا نہیں چاہتے کیونکہ آپ بڑی منزلوں کے مسافر ہیں۔ آپ بہت محنتی، ایماندار اور مستقل مزاج ہیں لیکن پھر بھی زندگی میں بے شمار مواقع ایسے آتے ہیں جب آپ کو کچھ اہم فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کو کچھ چیزیں قربان کر کے کئی طرح کے سمجھوتے کرنے پڑتے ہیں۔ آپ یہ نہیں جان پاتے کہ میرے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ ایسے وقت میں آپ کو رہنمائی چاہیے ہوتی ہے اور رہنما بھی وہ جس کا تجربہ آپ سے زیادہ ہو۔ آپ کسی دانشور، مفکر، عالم دین، استاد یا پیر و مرشد کو تلاش کرتے ہیں۔ اگر آپ سچے ہیں تو ممکن ہے کہ آپ کو رہنمائی کسی انسان کے بجائے کسی کتاب یا کسی مضمون کے ایک جملے سے مل جائے۔ اور یہ ایک جملہ آپ کی زندگی میں فیصلہ کرنے کے عمل کو آسان بنا دے۔ آپ کے علم میں آ جائے کہ آپ نے کن چیزوں پر کمپرومائز کرنا ہے اور کن پر نہیں۔ رہنمائی بالکل ایسے ہی ہے جیسے سردی کی طویل رات ختم نہ ہونے پر آئے اور ناامیدی بڑھنے لگ جائے لیکن اچانک سورج کی پہلی کرن آپ کے دل کے دروازے پر دستک دے کر کہے کہ ”ناامید نہ ہونا کیونکہ ہر رات کے بعد ایک روشن دن نے آنا ہوتا ہے“ یہ تحریر بھی ایک کرن بلکہ روشن کرن کا کام کرے گی۔

یہ بات ہمیشہ مدِنظر رکھیں کہ زندگی گزارتے ہوئے کن چیزوں پر کمپرومائز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دنیا کی ریکارڈڈ ہسٹری کے تمام بڑے مفکر اور دانشوران دس نکات پر

متفق ہیں۔ ان کے افکار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تاریخ میں ہر خاص و عام نے جب بھی ان باتوں پر کمپرومائز یعنی سمجھوتہ کیا وہ نہ صرف پچھتایا بلکہ ناکام بھی ہوا۔ آئیں ان دس سنہری اصولوں کو سمجھیں اور زندگی کو ایک نئی سمت دیں۔

1- کبھی بھی اپنی صحت پر کمپرومائز نہ کریں، جان ہے تو جہان ہے۔ زندگی کے سارے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں اگر آپ کی صحت اچھی نہیں ہے۔ بے شمار لوگ اپنے کاروبار اور پیسے کے لئے اپنی صحت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس طرح زندگی کے اصل حسن کو دیکھنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کبھی بھی صحت کو دل سے کم ترجیح نہ دیں۔ روزانہ ورزش یا واک کریں ہو سکے تو کوئی کھیل ہفتے میں تین سے چار بار ضرور کھیلیں۔ اس طرح آپ کا جسم چاک چوبند رہتا ہے۔ بیمار وجود کے ساتھ بے شمار پیسے سے بہتر ہے کہ آپ تھوڑے پیسے مگر صحت کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ اگر کبھی صحت کی قدر محسوس نہ ہو رہی ہو تو کسی ہسپتال کا دورہ کریں ،آپ کو زندگی اور صحت کی قدر خود بخود آ جائے گی۔

2- زندگی کا دوسرا نام وقت ہے۔ جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے دراصل وہ زندگی کی قدر نہیں کر رہے ہوتے۔ وقت اور سمجھ ایک ساتھ خوش قسمت لوگوں کو ملتے ہیں کیونکہ اکثر وقت پر سمجھ نہیں ہوتی اور سمجھ آنے تک وقت نہیں رہتا۔ وقت اور وقت کا درست استعمال بھی اللہ تعالی کے فضل و کرم کی ایک نشانی ہے۔ دنیا کے کامیاب ترین لوگ اپنے روز کے وقت کا دس فیصد اپنے مستقبل کے خوابوں کو پورا کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ اس دس فیصد کا کوئی فوری نتیجہ نہیں آ رہا ہوتا لیکن ایک وقت آتا ہے جب یہ وقت ایک بڑے نتیجے کی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔

3- ہماری خوراک، آکسیجن اور پانی کی طرح وہ تمام رشتے جو اللہ تعالی بناتا ہے بہت

Scanned by CamScanner

اہم ہوتے ہیں ۔ہمیں سب فیصلے اس بات کو مدنظر رکھ کر کرنے ہوتے ہیں کہ ہماری فیملی لائف ڈسٹرب نہ ہو۔ ہم اپنی محبت کو تقسیم کرکے زندگی گزارتے ہیں اور والدین، بہن بھائی، بیوی اور بچوں کی خوشیوں سے ہی خوشی حاصل کرتے ہیں۔اپنے خاندان کی خوشی کو قربان کرنے والا دراصل اپنی خوشیاں تباہ کررہا ہوتا ہے۔ ہمارے کاروبار اور ساری کامیابی کا کوئی فائدہ نہیں اگر ہمارے گھر والے خوش نہیں۔اپنی فیملی لائف کو اپنی ترجیح پر رکھیں۔فیملی کو صرف وقت نہیں چاہیے ہوتا بلکہ خاص وقت چاہیے ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں ان لوگوں کی فیملی لائف زیادہ بہتر ہوتی ہے جنہوں نے وقت پر گھر والوں کو توجہ اور محبت دی ہوتی ہے۔

4- گھر اور زندگی کا پہیہ ملازمت یا کاروبار سے چل رہا ہوتا ہے ۔اگر کبھی کوئی کمپرومائز کرنا پڑ جائے تو اپنے کیریئر کو سامنے رکھیں۔دنیا میں صحت کے بعد ایک بڑی اہم چیز معاشی آسانی ہے ۔کام وہ کریں جس سے آپ کو محبت ہے ۔انسان اس کام میں ترقی کر جاتا ہے جس کام میں اس کا شوق بھی داخل ہو جائے۔ ماہرین کی ریسرچ کے مطابق دنیا کے خوش قسمت لوگ وہ ہیں جن کا کام اور شوق ایک ہے۔

5- ہم اتنی محنت اور قربانیاں اس لیے دیتے ہیں تاکہ ہم خوش رہ سکیں۔بہت سی کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد بھی اگر آپ خوش نہیں ہیں اور آپ کو سکون نہیں مل رہا تو یہ ایک مکمل ناکامی ہے۔زندگی میں سکون اور امن سے بڑی دولت کوئی نہیں۔کبھی بھی اپنی جائز خوشیوں اور ذہنی سکون پر کمپرومائز نہ کریں۔آج ہی ان کاموں کی لسٹ بنائیں جو آپ کو خوشی دیتے ہیں۔جیسے ہوٹلنگ کرنا ،میوزک سننا ،واک پر جانا ،لانگ ڈرائیو کرنا، دوستوں اور فیملی سے گپ شپ لگانا،کسی اچھی جگہ کی تفریح اور سیر و سیاحت پر کبھی کمپرومائز نہ کریں۔اپنے پیسے کو اپنا غلام

بنائیں، کبھی بھی پیسے کے غلام نہ بنیں۔

6- کبھی بھی اپنی عزت شناخت اور تاثر پر کمپرومائز نہ کریں۔ آپ کے پاس بہت سی دولت ہو اور لوگ آپ کی عزت نہ کرتے ہوں یہ بھی ناکامی ہے۔ ہمیں اپنی عزتِ نفس یعنی سیلف رسپیکٹ کو ہمیشہ سامنے رکھ کر فیصلے کرنے چاہییں۔ بے شمار کام ایسے ہیں جو ہمیں مزہ بھی دیتے ہیں اور ان کو کرنے کا دل بھی بہت کرتا ہے۔ لیکن اگر ان سے ہمارا سماجی تاثر خراب ہوتا ہے تو یہ ساری محنت کو برباد کرنے والی بات ہے۔ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں نقش رکھیں کہ آپ کی آنے والے دنوں میں کیا شناخت ہونی چاہیے؟ ہماری عزت اور اچھی شناخت بھی دراصل ہماری کمائی ہی کہلاتی ہے۔

7- دنیا میں بقا اس کو ملتی ہے جو وقت کے ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔ کبھی بھی اپنی ذاتی اور شخصی بہتری کے مواقع پر کمپرومائز نہ کریں۔ کتابیں ضرور پڑھیں اور دانشوروں کے لیکچر بھی ضرور سنیں۔ ظاہری حلیے کی تبدیلی کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اصل تبدیلی باطن اور اندر کے انسان کی تبدیلی ہے۔ اگر آپ کے اندر کا انسان ڈیویلپ نہیں ہو رہا تو مہنگے سے مہنگا لباس بھی کسی کام کا نہیں۔ دوسروں کے تجربوں سے ضرور سیکھیں۔

8- اچھی اقدار کو اپناتے رہیں اور اچھی باتوں کی قدر بھی کریں۔ اچھی اقدار ہی ایک اچھے کردار کی عکاسی کرتی ہیں۔ زندگی گزارتے ہوئے ہم بے شمار اقدار اور اچھی باتیں سیکھتے ہیں اور پھر انہی سے اپنی زندگی کے اصول طے کرتے ہیں۔ کبھی بھی اچھے اصولوں پر کمپرومائز مت کریں۔ اچھائی نہ بھی کر سکیں پھر بھی اچھائی اور اچھائی کرنے والے کا ساتھ ضرور دیں۔ دنیا کا بے ایمان ترین انسان بھی ایمانداری کو بہتر سمجھتا ہے۔ جس شخص نے کبھی وقت کی پابندی نہیں کی وہ بھی

Scanned by CamScanner

وقت کی پابندی کو برا نہیں کہتا کیوں کہ یہ لافانی اقدار ہیں اس لئے اقدار پر سمجھوتہ نہ کریں۔

9- حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے ''دنیا کا سب سے غریب انسان وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔'' ہمارے دوست بھی زندگی کے خوبصورت تحفے کی مانند ہوتے ہیں۔ اپنوں کے بغیر بہترین محفل بھی تنہائی بن جاتی ہے۔ زندگی کا لطف تب آتا ہے جب دوست ہوں۔ اس لئے کبھی بھی اچھے اور مخلص دوستوں پر کمپرومائز نہ کریں۔ اچھی دوستی مال واسباب سے نہیں ہوتی بلکہ یہ خلوص اور توجہ مانگتی ہے۔ خلوص اور توجہ کو کبھی خریدا نہیں جاسکتا۔ پرُخلوص لوگ اللہ کریم کے انعام اور محبت کی علامت ہوتے ہیں۔ مالک جب مہربانی کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں آپ کے لئے پیار اور خلوص پیدا ہوجاتا ہے۔ یہ پیار اور خلوص رب کی رحمت ہی تو ہے، اس کی قدر کریں اور کبھی بھی اچھے دوست پر سمجھوتہ نہ کریں۔

10- ہم ایک روحانی مخلوق ہیں اس لئے کبھی بھی ایمان، خدا تعالیٰ سے تعلق اور عبادت پر کمپرومائز نہ کریں۔ آپ کی زندگی کی بڑی دولت یہ ہے کہ آپ کا رب آپ سے راضی ہو۔ لازمی نہیں کہ عبادتیں مسجد اور مندر کی پابند ہوں۔ عبادت کا مفہوم یہ بھی ہے کہ آپ مخلوق خدا کے کام آئیں۔ کبھی بھی ایسی نیکی پر کمپرومائز نہ کریں جس سے رب راضی ہوتا ہو۔

یہ وہ دس اصول ہیں جو انسان کو عام سے خاص بنا دیتے ہیں۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ناکام زندگی یا ایک شاندار اور کامیابیوں سے بھری زندگی۔

Scanned by CamScanner

نوجوانوں میں رہنمائی اور تربیت کا فقدان کیوں؟

رہنماء اور رہنمائی کی اہمیت کو
کسی دور میں بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا

انسان کی ترقی کا سارا سفر اس کی ضرورتوں سے جڑا رہا ہے۔ آج ہم اپنے اردگرد یہ جو سب کچھ دیکھ رہے ہیں، یہ کسی ایک وقت میں اس دنیا میں موجود نہیں تھا۔ ان سب کے وجود میں آنے کی ایک بنیادی وجہ یہ تھی کہ انسان نے محسوس کر لیا کہ یہ ہماری ضرورت ہے۔ اگر یہ لازم ہوتا کہ صبح اٹھ کر سب نے چاند پر جا کر غسل کرنا ہے تو آج انسانیت کی ترقی کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان اس کا بھی راستہ نکال لیتا۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ سارے کا سارا سفر ضرورتوں کا ہے۔ کبھی ہم ہاتھ سے پانی پیتے تھے پھر انسان نے پہلا پیالہ بنایا اور پھر وہ کافی مراحل سے گزر کر آج کے گلاس میں ڈھل گیا۔

انسان کی ان مادی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ ہمیشہ ایک اور ضرورت بھی رہی اور وہ تھی تربیت اور رہنمائی کی ضرورت۔ قدرت نے ہر دور میں ایسی شخصیات کو پیدا کیا جو اپنے وقت میں لوگوں کی رہنمائی اور تربیت کرتے رہے اور یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔ انسان کبھی بھی رہنمائی اور رہنما کی اہمیت کو جھٹلا نہ سکا۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ وہ سفر کر رہے تھے ان کے پاس رقم ختم ہوگئی اور آپ مسجد میں ٹھہر گئے۔ رات کے پچھلے پہر مسجد کے امام نے آپ کی ظاہری حالت

دیکھتے ہوئے آپ کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ آپ باہر بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور آپ کو اس نے اپنے گھر رکنے کی پیشکش کر دی۔ آپ نے ساری رات اس کے گھر پہ گزاری اور دیکھا کہ وہ شخص رات بھر اللہ کے حضور سجدہ ریز رہا اور دعا مانگتا رہا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم اللہ سے اتنی محبت اور لگن سے کیا مانگ رہے ہو۔ اس آدمی نے کہا کہ میری ساری خواہشات پوری اور دعائیں قبول ہو چکی ہیں۔ بس اب ایک ہی دعا ہے کہ کبھی وقت کے امام حنبل سے ملاقات ہو جائے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ تمہاری لگن ہی اتنی سچی تھی کہ مجھے گھسیٹ کر تیرے گھر تک لے آئی۔ یہ معاملہ جتنا سچی طلب سے جڑا ہوا ہے یقین کریں اور کسی چیز سے نہیں جڑا ہوا۔ قدرت ہمیشہ سچی طلب کو ہی عطا کرتی ہے۔ یہ ساری باتیں لگن اور سچی طلب کی ہیں اور یہ اتنی طاقتور چیز ہے کہ خود ہی سارے راستے بنا لیتی ہے۔ انسان کی زندگی میں سب سے بڑی رہنما بھی یہ سچی طلب ہی ہوتی ہے۔ سچی طلب ایسی چیز ہے کہ جھوٹے پیر سے بھی آپ کو فائدہ پہنچا دیتی ہے۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جب انسان نے سفر شروع کیا تو جھوٹے بندے کو اپنا ساتھی غلطی سے بنا لیا مگر خود وہ سچا تھا قدرت نے اس کی اس سچی لگن کی وجہ سے اسے کامیاب کر دیا۔

واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں کئی بار لوگوں نے یہ سوال پوچھا کہ سچا پیر نہیں ملتا تو آپ نے کہا کہ بعد میں بات کریں گے اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس سے پوچھا کہ بتا تیرا سوال کیا تھا تو وہ آدمی اپنا سوال ہی بھول چکا تھا۔ اصل میں یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جب ہم میں کسی چیز کی سچی لگن نہیں ہوتی تو پھر ہمیں اس کا جواب بھی نہیں ملتا۔ آپ کی یہ سوچ کہ کوئی مل جائے جو آپ کی رہنمائی کر دے، آپ کو سیدھا راستہ دکھا دے، کوئی کامل پیر مل جائے تو ان سب باتوں کا تعلق آپ کی سچی لگن کے ساتھ ہے

۔اگر آپ کی لگن اور طلب سچی ہے تو قدرت سے آپ کو یہ سب مل جائے گا۔ آپ کے راستے خود ہی بنتے چلے جائیں گے۔ آپ کو لوگ خود ہی مل جائیں گے جو آپ کو منزل کی طرف لے جائیں گے۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استاد، پیر، مرشد اور بزرگان دین کا ادب کیسے اور کیوں کیا جائے؟ دیکھیئے! دنیا میں رانجھے کو کسی نے یہ نہیں سکھایا تھا کہ وہ کس طرح ہیر سے عشق کرے۔ اسی طرح ہمارے بڑے کہتے ہیں کہ جب عورت ماں بنتی ہے تو اسے کسی سے ماں کی ٹریننگ لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ جب وہ ماں بنتی ہے تو اللہ اس کے اندر ممتا خود ہی ڈال دیتا ہے۔ آپ کسی ماں سے پوچھیں وہ آپ کو بتائے گی کہ جیسے ہی بچے کی آواز پہلی دفعہ کانوں میں پڑتی ہے تو قدرت کی طرف سے اس آواز کے ساتھ ہی ممتا کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ کبھی پوچھ اور سیکھ کر کسی کا ادب نہیں کرتے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی انسان کے پاس کچھ ہو جو ہم اس سے سیکھ سکتے ہوں اور ہماری آنکھیں اسے دیکھ کر ادب سے جھک نہ جائیں۔ ہم لوگ دوسروں کی عقیدت کو دیکھ کر اس عقیدت کو عقیدہ سمجھ لیتے ہیں۔ یاد رکھیں کبھی بھی عقیدے کے پیمانے سے عقیدت کی پیمائش مت کریں۔ اب اگر ایک بیٹا اپنی مرحوم ماں کی قبر پر پاؤں کی طرف بیٹھ کر آنسو بہا رہا ہو اور آپ اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیں تو یہ غلط بات ہے۔ وہ تو اپنی ماں سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہے۔ یہ اس کی محبت و عقیدت ہے جبکہ تم اس کو اس کا عقیدہ سمجھ رہے ہو۔ پھر ہمیں دوسروں کا عقیدہ ماپنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنے عقیدے کو ماپنا چاہئے کیونکہ کل اسی کے جواب دہ ہوں گے۔

ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ ہر جگہ ہماری عزت کی جائے، ہر کوئی ہماری پیروی کرے، ہمیں سر آنکھوں پر رکھے، لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے ہمارے اندر بھی تو

Scanned by CamScanner

وہ صفات ہونی چاہیں جو ہمیں اس قابل بنائیں کہ ہر کوئی ہمیں اہمیت دے۔ پہلے ہمیں اپنی بات نہیں بلکہ اپنا آپ منوانا ہوتا ہے۔ ہمیں اپنی خامیوں کو کنٹرول کر کے خود کو سچا اور مخلص انسان منوانا ہوتا ہے۔ تنگ دل انسان تبلیغ نہیں کرسکتا، وہ اچھا استاد نہیں ہوسکتا۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ استاد کا دنیا میں کوئی اور نام رکھا جاتا تو سخی سے اچھا اور خوبصورت لفظ نہیں جو استاد کے درجے کو بیان کر سکے۔استاد ہمیشہ علم کے معاملے میں سخی ہوتا ہے ۔اسے ہمیشہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ لوگوں میں یہ انمول دولت بانٹ دے۔وہ اپنے شاگردوں کو آگے بڑھتا دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔یہ علم کی ہی وراثت ہے جو ہمارے مرنے کے بعد بھی ہمیں فائدہ دے رہی ہوتی ہے۔

ایک پہلوان کی موت کا وقت قریب تھا۔اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی ۔اس کے کسی ساتھی نے اسے طعنہ دیا کہ تم اولاد کے بنا ہی مر رہے ہو،تمہاری نسل آگے نہیں بڑھے گی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی زندگی میں سو لوگوں کو ہنر سکھایا ہے۔وہ میرے ہی شاگرد ہیں اور وہی میری اولاد اور میری نسل ہیں۔

کسی بھی استاد یا رہبر کی اصل اولاد اس کے شاگرد ہوتے ہیں ۔جنھوں نے اس سے کچھ سیکھا ہوتا ہے، وہ اس کے علم کے محافظ ہوتے ہیں۔وہ دنیا میں اس کے ہنر اور علم کو آگے بڑھانے والے ہوتے ہیں۔وہ ارسطو ہوتے ہیں جو افلاطون کے نام کو رہتی دنیا تک امر کر جاتے ہیں۔ دنیا میں رہبر و استاد ہر جگہ اور ہر وقت رہے ہیں ۔پس اگر آپ اپنی سچی طلب کے ساتھ کسی رہبر یا استاد کو تلاش کریں گے تو وہ آپ کو مل ہی جائے گا۔ قدرت کبھی بھی انسان کی محنت رائیگاں نہیں کرتی۔کوئی بھی انسان جس چیز کی تمنا کرتا ہے وہ اسے مل جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

محبت فاتح عالم

نوجوان محبت کے جذبے کا مثبت استعمال کیسے کر سکتے ہیں ؟

انسان میں پائے جانے والے جذبات کی کل اڑتالیس اقسام ہیں لیکن بنیادی طور پر جذبات کو مثبت جذبات اور منفی جذبات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر وہ جذبہ جس کی وجہ سے آپ کو فائدہ ہو، آپ کی دنیا خوبصورت ہو اور دوسروں کو آسانی ملے مثبت جذبہ کہلائے گا اور ہر وہ جذبہ جس کی وجہ سے آپ کو اور دوسروں کو نقصان ملے، منفی جذبہ کہلاتا ہے۔ پچھلے بیس سال میں ماہرین نفسیات اور اینتھر وپالوجی کے سائنسدانوں نے انسانی جذبات پر بہت تحقیق کی ہے اور اس تحقیق کا سب سے بڑا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ انسان تھوڑی سی محنت اور ارادے کو بھی کام میں لا کر فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اڑتالیس جذبوں میں سب سے طاقت ور جذبہ محبت کا ہے اور ماہرین نے یہ ریسرچ بھی کی کہ اگر باقی سنتالیس جذبے انسان میں نہ ہوتے تو انسان ادھورا رہ جاتا۔ لیکن اگر محبت کا جذبہ انسان میں نہ ہوتا تو ساری دنیا اُدھوری رہ جاتی۔ دنیا کا سارا حسن، ساری ترقی، ساری جدت، ساری ایجادات اور ساری تخلیقات محبت کے جذبے کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ محبت کا جذبہ کیا ہے؟ ہمارے معاشرے میں محبت کے جذبے کے حوالے سے بہت زیادہ لا علمی اور بے علمی پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے ہماری نوجوان نسل اپنی اس طاقت اور خدائی تحفے کو استعمال کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔

محبت کے حوالے سے موجودہ علم بے بنیاد اور جہالت پر مبنی ہے۔ ''عشق نے نکما

کیا''، محبت اور عشق بے ہودہ لوگوں کا کام ہے۔''

''محبت گمراہی اور بے راہ روی کا نتیجہ ہے'' اور ''محبت فتور ہے دماغ کا'' اس قسم کے جملوں نے ایک فطری جذبے کو دبا دیا اور بے شمار لوگ جب اس جذبے کا سامنا کرتے ہیں تو وہ شرمندگی اور گلِٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ جب بھی ایک قدرتی اور فطری چیز دبائی جائے گی تو وہ شخصیت کو تباہ کرنے کا سبب بن جائے گی۔

ماہرین کے مطابق محبت واحد جذبہ ہے جو انسان کے اندر یکسوئی پیدا کرتا ہے۔ دنیا میں ہر طرح کی کامیابی اور ہر طرح کا بڑا کام فوکس اور یکسوئی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ محبت میں انسان اپنی مکمل صلاحیت، ساری توانائی، اپنی بھر پور توجہ اور اپنے آپ کو مکمل طور پر ایک مقصد اور ایک نقطہ پر لگا دیتا ہے۔ عام طور پر انسان کسی کام کو کرنے کے لئے کوشش کرتا ہے لیکن محبت میں کسی کی تمنا انسان کے اندر ایک جنون پیدا کر دیتی ہے۔ پھر وہ کوشش کی بجائے سخت محنت کرتا ہے اور اس عمل میں جسم، ذہن اور روح تینوں جُت جاتے ہیں۔ محبوب ملے نہ ملے مگر اپنی شناخت مل جاتی ہے۔

صوفیاء کے مطابق محبت دراصل آپ کے اندر موجود روح کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ ایک روح کی اپنے جیسی دوسری روح کی تلاش کا سفر ہے۔ خوبصورت بات یہ ہے کہ دنیا کے اکثر بڑے لوگوں اور بڑے ناموں نے اپنی عظمت کے سفر کی ابتداء عشقِ مجازی سے کی۔ محبت کی ناکامی نے ان کو درد دیا اور یہ درد اِن کی عظمت کا سبب بن گیا۔ ان لوگوں کو ان کا محبوب نہیں ملا اور ان کی ذات میں ایک خلاء پیدا ہو گیا۔ اس خلا کو انہوں نے کسی بڑے کام سے مکمل کر لیا۔

کمال کی بات یہ ہے کہ محبت پر کتاب پڑھ کر اور اس موضوع پر تقریر سن کر محبت نہیں کی جا سکتی، یہ ہو جاتی ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو فطری ہے۔ ہر جذبہ کسی نہ کسی

Scanned by CamScanner

ایکسپریشن سے ظاہر ہوتا ہے اور محبت کے جذبے کے پاس سب سے زیادہ ایکسپریشن ہیں۔آپ لاکھ چھپانا چاہیں یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس سے آپ کو دنیا میں محبت ہوتی ہے دراصل آپ کی اس سے عالمِ ارواح میں ملاقات ہو چکی ہوتی ہے۔آپ دنیا میں آتے ہیں اور ہزاروں کو ملتے ہیں۔ان ہزاروں میں سے ایک اپنا لگتا ہے، وہ ایک دراصل آپ کی روح سے تعلق رکھتا ہے۔جس طرح اپنوں کو پہچاننا آسان ہوتا ہے اسی طرح آپ اس کو پہچان لیتے ہیں۔محبت ایک سے زیادہ بار بھی ہو سکتی ہے کیوں کہ اس کھرب ہا سال میں لازم نہیں کہ آپ کو ایک ہی ملا ہو۔شاعروں کی شاعری ،موسیقاروں کی دھنوں میں درد، صوفی کی محفل کا سکون، فلسفی کی بحث ،سائنس دان کی ریسرچ، مقرر کی اچھی تقریر اور لکھاری کی تحریر کا حُسن دراصل محبوب کی جدائی کا کمال ہے۔غالب نے بھی کہا تھا کہ

ہے خیالِ حسن میں حسنِ عمل کا سا خیال
خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا

دنیا میں تمام زیادہ پڑھی جانے والی کہانیاں اور داستانیں دراصل محبوب کی جدائی کی کہانیاں اور داستانیں ہیں۔ یہ مکمل داستان سنانے کے بعد بھی ادھوری لگتی ہیں اور یہی ان کا حُسن ہے۔

عموماً محبت کی ناکامی انسان کو نا اُمیدی، ڈپریشن ،زندگی سے بے رخی، بیزاری، بے رغبتی اور غم دیتی ہے۔آپ محبت کے جذبے کو ختم نہیں کر سکتے۔آپ کو اپنے اس جذبے کو سمجھنا اور استعمال میں لانا سیکھنا ہوتا ہے۔آئیں اس حوالے سے چند گزارشات کو زیرِ بحث لے آئیں۔

1- محبت کے لئے کوئی عمر کی قید نہیں لیکن نوجوانی میں اس جذبے کا اظہار زیادہ

Scanned by CamScanner

طاقتور ہوتا ہے۔محبت کے جذبے کے زیرِ اثر رہنے کا ایک دورانیہ ہے۔ ماہرین کی ریسرچ کے مطابق یہ تیرہ سے اٹھارہ ماہ تک ہوتا ہے۔اس کے بعد محبت کا یہ سائیکل ختم ہو جاتا ہے اور اس عمل کا فالو اپ(Follow up) شروع ہو جاتا ہے۔ہمیں اس وقت کو یاد رکھتے ہوئے اپنے مزاج اور ذات میں ایک شفٹ یا نئی تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔آپ اس وقت کے گزرنے کا انتظار کریں۔یہ فیز گزر جائے تو انسان خود بخود نارمل ہو جاتا ہے۔

2- محبت کے جذبے کے ساتھ کسی اور جذبے کو ملانا ضروری ہوتا ہے۔ یاد رکھیے محبت کا جذبہ انجن کی طرح ہوتا ہے۔ یہ بہت سے ڈبوں کو ساتھ کھینچ سکتا ہے۔لہٰذا اس کے ساتھ کوئی ٹارگٹ اور کوئی مشن ملانا ہوتا ہے۔ مثلاً محبت کے جذبے کے ساتھ اگر آپ انسانیت کی بے لوث خدمت کو ملا دیں تو ایک دن آپ کا نام گینیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آجائے گا اور لوگ کہیں گے کہ عبدالستار ایدھی بہت بڑے انسان تھے۔ اسی طرح اپنے اس طاقتور جذبے کو کاروبار میں کامیابی،شہرت،ترقی،خدمت،آرٹ لکھنے اور بولنے کے ساتھ ملانا ہوتا ہے۔ یہ جذبہ اتنا طاقتور ہے کہ باقی کا کام یہ خود ہی کر لیتا ہے۔

3- ہم اپنی محبت کو ایک اچھا اِظہار نہیں دے پاتے۔اگر آپ کے پاس کوئی مقصد ہے تو آپ اس مقصد کی تکمیل کے لئے محبت کے جذبے کو استعمال کریں۔محبت کا جذبہ آپ کی شخصیت اور ذات دونوں کو نکھار دیتا ہے۔ زیادہ تر لوگ کیونکہ بے مقصد زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اس لئے محبت کے حادثے کے بعد ان کی بے مقصد زندگی بے سمت ہو کر بکھر جاتی ہے۔ زندگی میں ایک مقصد کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ انسان محبت سے یکسوئی سیکھتا ہے اور یہ یکسوئی اپنے مقصد کو پورا کرنے میں بہت معاون ثابت ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

4- خودشناسی ان کے لیے آسان ہوتی ہے جن کو زندگی میں محبت کا تجربہ ہوا ہو، کیوں کہ محبت درد دیتی ہے اور یہ درد آنسو دے جاتا ہے۔ دنیا کا ہر بڑا کام تکلیف اور آنسوؤں کے بغیر ممکن نہیں ہوا۔ آنسو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ اس کو مانگنا آجاتا ہے، صبر کرنا آجاتا ہے، دعا کرنی آجاتی ہے، اس لئے صوفیاء کرام دعا کے لئے کسی ٹوٹے ہوئے دل کے پاس بھیج دیتے تھے۔

بقول اقبالؒ

تو بچا بچا کے نہ رکھ اِسے، تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

انہیں خبر تھی کہ اس کے پاس آنسو ہیں اور جس کے پاس آنسو ہوں اُس کا رب تعالیٰ سے تعلق خاص ہوتا ہے۔ غم اور آنسوؤں کے ادوار اصل میں تقدیر ساز ادوار ہوتے ہیں۔ بہت سے خوش قسمت لوگ اس دور میں رات کو جاگنے لگ جاتے ہیں۔ تہجد کی نماز پڑھنے لگ جاتے ہیں اور خدا اُن کو محبوب تو نہیں دیتا لیکن اُن سے راضی ہو جاتا ہے اور انہیں اپنا ضرور بنا لیتا ہے۔

5- محبت کی ناکامی کی وجہ سے ملنے والی پریشانی کو مینیج (Manage) کرنے کے لئے آپ اپنا ماحول اور کمپنی بدلیں۔ دراصل ہمارے رزق کے دانہ پانی کی طرح ہمارے سکون کا دانہ پانی بھی کچھ جگہوں اور لوگوں سے جڑا ہوتا ہے۔ جب ہم ماحول بدلتے ہیں تو ہمارے خیالات بدلنے لگتے ہیں اور اس طرح ہماری زندگی کو ایک نئی سمت مل جاتی ہے۔

6- محبت کے ادوار میں کسی رہبر، پیر یا اُستاد کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اکثر نوجوان جو محبت کی سزا جھیلتے ہیں ان کو رہنمائی ہی نہیں مل رہی ہوتی۔ اشفاق احمد صاحب کہا کرتے تھے کہ ”ہر شخص کو ایک ایسے کندھے کی ضرورت ہوتی ہے جس پر وہ

Scanned by CamScanner

سر رکھے اور دو آنسو بہا کر پھر زندگی کی جنگ کو لڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔"

7- اس جذبے اور اس عمل کو انتہائی قدرتی سمجھنا چاہیے تا کہ انسان میں احساسِ گناہ پیدا نہ ہو۔ بے شمار نا سمجھ والدین اور اُساتذہ نوجوانوں کو نفسیاتی مریض بنا دیتے ہیں کیوں کہ انھیں گائیڈ کرنا نہیں آتا۔ گائیڈ کرنے سے زیادہ اُن کے لیے آسان کام تنقید کرنا اور شرمندہ کرنا ہوتا ہے۔ وہ تنقید اور شرمندگی کے زہر سے نوجوان کو شفا دینے کی غلطی کرتے رہتے ہیں اور پھر یقینی طور پر اُس کا مثبت نتیجہ نہیں نکلتا۔

8- یاد رکھیے بڑی تخلیق بڑی تباہی کے بعد ہی ہوتی ہے۔ اس کا نام زندگی ہے۔ انسان کے ابتدائی ایام کی غلطیاں اور تجربے انسان کو جذباتی اور نفسیاتی طور پر پختہ کر دیتے ہیں۔ محبت اور عشق کی بھٹی میں جلنا برا نہیں ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ جب آپ اس بھٹی سے باہر نکلیں تو آپ کو زمانہ کندن ضرور کہے۔ یہی کامیابی ہے اور یہی آپ کا اصل حاصل ہے۔

میری والدین ،اُساتذہ کرام، دانشوروں اور ماہرینِ تعلیم سے ایک گزارش یہ بھی ہے کہ خدارا تعلیم کا مقصد رہنمائی اور تربیت ہوتا ہے۔ اگر اس سنجیدہ مسئلے پر آپ رہنمائی اور تربیت فراہم نہیں کرتے تو یہ ہیرے جیسی قوم کے نوجوان کوئلے کے بھاؤ بکتے رہیں گے۔

Scanned by CamScanner

رہنما کی ضرورت کیوں؟

ایک اچھا استاد آپ کا وقت اور زندگی ضائع ہونے سے بچا لیتا ھے

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیر مانتے تھے۔ علامہ اقبال کی ان سے ملاقات بھی نہیں ہوئی تھی، کیونکہ پیر رومی اقبال کے وقت سے سات سو سال پہلے وفات پا چکے تھے لیکن اقبال کو مولانا روم اور ان کی مثنوی سے محبت تھی۔ اقبال ان کو استاد اور مرشد کا درجہ دیتے تھے۔ یہ واقعہ مولانا روم کی زندگی کا سب سے زیادہ پڑھا بولا اور سنا جانے والا واقعہ ہے۔ ایک دفعہ مولانا روم اپنی درسگاہ کے صحن میں شاگردوں کو درس دے رہے تھے۔ مولانا کے قریب ان کی اپنی لکھی ہوئی کتابوں کا ڈھیر موجود تھا اور پاس ہی ایک تالاب تھا، جو پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ ایک درویش پھٹے پرانے لباس میں وہاں آ نکلا۔ آتے ہی اس نے سوال کیا کہ یہ کتابیں یہ درس اور یہ درسگاہ یہ سب کیا ہے؟ مولانا نے نظرانداز کرتے ہوئے جواب دیا کہ ''بابا آپ کو کیا پتا اور یہ پوچھنے کی کیا ضرورت کہ یہ سب کیا ہے؟'' درویش نے غصے میں کتابوں کے قیمتی نسخہ جات کو پانی سے بھرے تالاب میں پھینک دیا۔ ہاتھ سے لکھی کتابوں کی سیاہی پانی میں تحلیل ہونے لگی مولانا کو سخت دکھ ہوا۔ اسی دکھ تکلیف اور غصے کے ساتھ کہنے لگے کہ اے درویش تو نے یہ کیا کیا؟ میری عمر بھر کی کمائی ضائع کر دی۔ اس درویش نے مولانا کے غیض وغضب کو دیکھا تو فوراً ہاتھ تالاب میں ڈالا اور پانی سے بھرے تالاب سے کتابیں نکالنا شروع کر دیں۔ درویش کتاب نکالتا اسے جھاڑتا، کتاب سے گرد نکلتی اور وہ خشک کتاب مولانا کو واپس کرتا جاتا۔ تھوڑی دیر میں اس نے ساری کتابیں مولانا کے حوالے کیں اور چلتا بنا۔

Scanned by CamScanner

مولانا نے درویش کو جاتا دیکھ کر سوال کیا ''بابا یہ کیسے؟'' درویش نے کہا تو درس، درسگاہ اور کتابوں کی بات کر، بھرے تالاب میں کتاب کو خشک رکھنے کے فن کی تجھے کیا خبر یہ کہہ کر درویش چلا گیا اور مولانا نے درس درسگاہ اور کتابوں کو وہیں چھوڑا اور درویش کا پیچھا شروع کر دیا۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مولانا نے اس درویش کا تین سال پیچھا کیا تین سال بعد وہ درویش مولانا کو مل گئے۔ مولانا نے ادب کے ساتھ ان کی شاگردی اختیار کی اور کہا بابا جی میں نے تین سال آپ کو تلاش کیا۔ درویش بولے بیٹا میں نے تجھے تیس سال میں تلاش کیا ہے تو تین سال کی بات کر رہا ہے۔ دنیا اس درویش کو شمس تبریز کے نام سے جانتی ہے۔ اس سارے واقعے میں ایک بہت بڑا سبق چھپا ہوا ہے کہ سچی طلب اور تلاش آپ کو رہبر تک پہنچا دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ کہ اگر آپ سچے ہیں تو رہبر آپ سے پہلے آپ کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔

آج اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑا کر دیکھیں تو لوگوں کی اکثریت ناکام نظر آتی ہے۔ زندگی میں کوئی سمت نہیں۔ اگر سمت ہے بھی تو وہ درست نہیں کیونکہ کبھی کسی سے درست سمت پوچھی ہی نہیں۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ لوگوں کو سچا اور مخلص رہبر کیوں نہیں ملتا؟ کیوں آج اندھے کو راستہ بتانے والا بھی اندھا ہے؟ کہاں گئے وہ لوگ جن کی نظر کرم سے تقدیر بدلتی تھی؟ راستہ بتانے والے کہاں چلے گئے؟ کیا یہ سب کہانیاں ہیں یا ان میں کوئی سچ بھی چھپا ہوا ہے؟ آج کا موضوع ہر اس طالب علم کے لئے ہے جو اپنے شاندار مستقبل کا خواب دیکھتا ہے اور خواب صرف خواب ہی رہ جاتا ہے حقیقت نہیں بنتا کیونکہ اس کے خواب کو حقیقت میں بدلنے والا کوئی کیمیاگر نہیں ملتا تو سوال یہ ہے کہ رہنما کیوں نہیں ملتا؟

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ انسان واحد مخلوق ہے جس کی رہنمائی کے لئے رہبر خدا

Scanned by CamScanner

تعالیٰ نے خود بھیجے لیکن رہبر بھی تب رہنمائی کرسکتا ہے جب انسان کی اپنی تلاش اور طلب سچی ہو۔ یہ احساس کہ مجھے بھی سیکھنے کی ضرورت ہے، مجھے علم حاصل کرنا چاہیے اور میں ابھی بھی نہیں جانتا، آپ کی طلب کو سچا کر دیتا ہے۔ انسان راستے بنانے والی مخلوق ہے۔ یہ راستے بتانے والی بھی مخلوق ہے۔ اگر آپ کی تلاش سچی ہو تو نہ صرف راستہ مل جاتا ہے بلکہ درست راستے کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے۔ آج کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم ایم اے کرنے کے بعد اردو، انگلش اور فارسی تو سیکھ جاتے ہیں لیکن زندگی کی اصل زبان اور زندگی کے اصل معنی کی ہمیں خبر ہی نہیں ہوتی کیوں کہ ہم نے کبھی یہ ضرورت ہی محسوس نہیں کی ہوتی کہ ہمیں بھی سیکھنا چاہیے۔ ہمیں خود کو بھی جاننا ہے اور اپنی جہالت بھی دور کرنی ہے۔ اصل جہالت یہ ہے کہ کسی نے کئی ایم اے کیے ہوں اور کسی ایک شعبے کا بھی ماسٹر نہ ہو۔ اصل جہالت یہ ہے کہ ہمیں اپنے نقصان کا احساس بھی نہ ہو اور اپنے فائدے کی خبر بھی نہ ہو۔ یاد رکھیں ہمیں زندگی کے ہر شعبے کی بہتری کے لئے ایک رہنما اور استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ پرانے وقتوں میں اُستاد دانش وحکمت کا مجموعہ ہوتا تھا۔ وہ فزکس کیمسٹری کے قوانین بھی جانتا تھا اور زندگی کے رازوں سے بھی اس کی واقفیت تھی۔ آج ڈگریاں دلانے اور امتحانات میں نمبر دلانے والے اساتذہ رہ گئے اور طالبعلم زندگی کے ہر امتحان میں فیل ہو جاتا ہے۔ آج درسگاہیں پڑھے لکھے جاہل پیدا کر رہی ہیں۔ ان کو نہ اپنی خبر ہے اور نہ زمانے کی خبر۔ ڈگری کے چکر میں طالب علم کی طلب کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ یونیورسٹی سے نکلنے والا پڑھا لکھا کہلاتا ہے لیکن نہ تو وہ ایک کامیاب انسان بنتا ہے کیونکہ اس کی شخصیت میں کامیابی حاصل کرنے کی تڑپ اور طلب مردہ ہو چکی ہوتی ہے اور نہ ہی اچھا پاکستانی کیونکہ اگر استاد کی ترجیح میں پاکستان نہیں تو شاگرد کی ترجیح میں کہاں شامل ہوگا؟

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ ہر دور میں سچی طلب والوں نے رہبر کو تلاش کر لیا۔

مسافر اور آوارہ گرد میں ایک بڑا فرق یہ ہوتا ہے کہ مسافر کی کوئی منزل ہوتی ہے اور آوارہ گرد کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ اس لئے مسافر کو رہنما اور رہبر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ آوارہ گرد اس بات کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا کہ اسے راستہ پوچھنا چاہیے۔ تعلیم سکول کالج اور یونیورسٹی کے بعد بھی مکمل ہو جاتی ہے لیکن علم کا راستہ اور علم کی پیاس کبھی ختم نہیں ہونی چاہیے۔ آئیں عملی قدم اٹھائیں اور اپنی زندگی کے وہ تمام شعبے اور پہلو بہتر کریں جو تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں اس کے لیے آپ کو پانچ باتوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔

1- سب سے پہلے اپنی زندگی کے مقصد کو واضح کریں آپ کیا بننا چاہتے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کس شناخت سے زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو یہ علم نہیں کہ آپ کا مقصدِ حیات کیا ہے تو زندگی بوجھ بن جائے گی۔ ہم لوگ کسی گاڑی میں یہ دیکھے بغیر سوار نہیں ہوتے کہ یہ کہاں جا رہی ہے۔ ہم سب سے پہلے پتہ کرتے ہیں کہ اس گاڑی نے جانا کہاں ہے، اس کی منزل کیا ہے اور اگر اس گاڑی کی وہی منزل ہو جہاں ہم نے جانا ہے تو ہم سوار ہو جاتے ہیں لیکن کبھی آپ نے سوچا کہ زندگی کے سفر کی منزل کا تعین آپ نے ابھی تک نہیں کیا۔ یاد رکھیے رہبر یا رہنما تلاش کرنے سے زیادہ اہم یہ ہے کہ پہلے آپ کو یہ پتا ہو کہ آپ نے بننا کیا ہے اور جانا کہاں ہے؟ راستہ بتانے والا اس کی مدد کر سکتا ہے جو کسی خاص منزل یا ٹارگٹ پر پہنچنا چاہ رہا ہو۔

2- اپنی شخصیت کے کمزور اور طاقتور پہلوؤں کی فہرست بنائیں۔ جس کو اپنی خامی کی خبر نہیں ہوتی وہ اپنی اصلاح کبھی نہیں کر سکتا۔ تھوڑا سا غور کرنے سے اپنی خامیوں کی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ ممکن ہے آپ کو پتہ چلے کہ آپ میں اعتماد

کی کمی ہے یا آپ کو اچھی بات چیت کرنی نہیں آتی، آپ کا اخلاق اچھا نہیں ہے یا آپ کو غصہ جلدی آتا ہے یا آپ پلاننگ کرنا نہیں جانتے۔ جب آپ کو پتہ چل جائے کہ آپ کی خامیاں کیا ہیں تو ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے کسی بہتر استاد کی مدد لیں۔

اس کے بعد اپنی خوبیوں کو استعمال میں لانا شروع کریں۔ انہیں مزید نکھاریں، انہیں کام میں لائیں۔ ان لوگوں کی مدد لیں جو انہی خوبیوں کو کام میں لا رہے ہیں۔ ہم اپنی کتنی ہی خوبیوں اور صلاحیتوں کو کام میں نہیں لاتے ان سے نہ ہمیں فائدہ ہوتا ہے اور نہ دوسروں کو۔

3- ان لوگوں کی لسٹ بنائیں جو آپ سے پہلے آپ کے شعبے میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی دنیا میں موجود نہ ہو لیکن ان کی بائیوگرافی زندگی کے کارناموں کی کہانی موجود ہو اس کو پڑھیں یاد رکھیں اگر کوئی اور کامیاب ہوسکتا ہے تو آپ بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

کامیاب لوگوں کی لسٹ میں جو لوگ اس دنیا میں موجود ہیں ان سے رابطہ کریں۔ آج ابلاغ بہت آسان ہے۔ ہم اپنا پیغام فون موبائل ایس ایم ایس اور ای میل کے ذریعے پہنچا سکتے ہیں۔ اس سارے عمل میں ایک بات نہ بھولیے گا کہ ممکن ہے ان سب کامیاب لوگوں میں کچھ لوگ اچھے استاد نہ ہوں کیوں کہ بات سمجھانا اور سکھانا ہر کسی کو نہیں آتا۔ ہمیں جس شعبے میں رہنمائی چاہیے ہوتی ہے اس کے لئے ایک بہتر استاد کافی ہوتا ہے۔

4- آپ جس سے متاثر ہیں اور اس سے رہنمائی لینا چاہتے ہیں اسے باقاعدہ طور پر ملیں اور اس کے سامنے اس بات کا اظہار کریں کہ آپ اس کی شاگردی میں آنا چاہتے ہیں۔ شرمائیں مت کیونکہ اپنی زندگی سنوارنے کے لیے سیکھنا کوئی بُری بات نہیں۔ جب آپ کسی کو رہنما مان لیں تو دل سے اس کا احترام کریں۔ ہمیشہ

Scanned by CamScanner

شکر گزار رہیں۔ ہو سکے تو اس کے کسی کام یا ٹاسک میں شامل ہو جائیں۔اس کے مشن کا حصہ بن جائیں۔اس طرح آپ زیادہ سیکھ سکتے ہیں۔اُستاد یا رہبر کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں۔ یاد رکھیں انسان دوسروں کی نصیحتوں سے کم اور کردار سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔اس لئے ایک اچھا استاد رول ماڈل ہوتا ہے وہ خود مثال بن جاتا ہے۔ انسان کتاب سے زیادہ کسی عالم کی صحبت سے سیکھتا ہے۔اچھا استاد شاگرد کے اندر چھپے ٹیلنٹ کو باہر نکال لیتا ہے۔وہ خود شناسی کے عمل کو تیز کر دیتا ہے اور جو خود کو جان جاتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔

5- اگر آپ کو بہتر استاد نہ ملے تو اپنی ناکامیوں سے حاصل ہونے والے سبق کو اپنا مرشد مان لیں ہم تجربات سے بہت کچھ سیکھتے ہیں بعض اوقات ناکامیاں کامیابیوں سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہے کیوں کہ وہ ہمیں وہ کچھ سکھا دیتی ہیں جو کسی کتاب میں بھی نہیں لکھا ہوتا۔غلطی کرنا فطری عمل ہے کیونکہ فطرت غلطیوں کے ذریعے سے سبق دیتی ہے اس لئے ناکامیوں اور غلطیوں سے کبھی نہ گھبرائیں جو تکلیف آپ کو اٹھانا پڑی وہ درحقیقت وہ قیمت تھی جو آپ نے اس قیمتی سبق کو حاصل کرنے کے لئے ادا کی۔اس لیے کہتے ہیں کہ تجربہ بذاتِ خود بہت بڑا استاد ہے۔

یاد رکھیں! جو وقت ہم گزار رہے ہیں اس کا دوسرا نام زندگی ہے۔اس کو ضائع ہونے سے بچا لیں۔اُستاد و رہبر و مرشد اور رہنما آپ کے وقت کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے۔وہ اس راستے سے پہلے ہی گزر چکا ہوتا ہے جہاں سے آپ گزرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس راستے کی دشواریوں کو اچھی طرح جانتا ہے اس لیے آپ کی انگلی پکڑ کر مشکل راستوں سے گزار دیتا ہے۔استاد کھرَا ہو تو کھوٹے سکے بھی چلا لیتا ہے۔آج ہم سب دوست جو اپنے اپنے شعبے میں کامیاب ہو چکے ہیں، اکٹھے ہو کر یاد کرتے ہیں کہ ہم کتنے نالائق تھے، کتنے نااہل تھے،صرف استاد کی محبت اور شفقت نے ہماری زندگیوں کو سمت

Scanned by CamScanner

دے دی۔ میرے اُستاد واصف علی واصف فرمایا کرتے تھے کہ ''استاد اگر اہل ہے اور مخلص بھی ہے تو وہ ولی ہے'' آپ پہلے خود مخلص ہوں اور پھر کسی مخلص کی تلاش شروع کریں۔ نالائق ہونا کوئی مسئلہ نہیں، نااہل اور گمراہ ہونا کوئی بڑی بات نہیں بشرطیکہ آپ سچے اور مخلص ہوں۔ کیونکہ اللہ کریم سچے اور خلوص والے شخص کو انعام سے ضرور نوازتا ہے اور یہ انعام ایک اچھے استاد اور مرشد کی شکل میں ہوتا ہے۔ اپنی آج کی حالت دیکھیں یقیناً اس میں بہتری کی گنجائش موجود ہے حدیث پاک میں ہے کہ ''مومن کا آج کا دن گزرے کل سے بہتر ہوتا ہے'' آج آپ کی جو بھی حالت ہے اپنے آئندہ کل کو بدلنے کے لئے اپنے آج کی حالت کو بدلیں۔ اپنے کل کے حالات کو بدلنے کے لئے آج کے خیالات بدلیں۔ بہتر خیالات کا دوسرا نام ہدایت ہے۔ جس طرح رزق کا دانہ پانی نصیب میں لکھا ہوتا ہے اسی طرح ہدایت کا دانہ پانی بھی نصیب میں لکھا ہوتا ہے یا یہ خود آپ تک آجاتا ہے یا تھوڑی سی کوشش سے اسے تلاش کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مہربان ہوتا ہے تو اسے اچھے لیڈرز اور رہنما عطا کرتا ہے اور جب کسی فرد پر مہربان ہوتا ہے تو اسے اچھا اُستاد عطا کرتا ہے۔ آپ جب دعا کریں تو یہ دعا بھی کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھے اُستاد عطا فرمائے ہر شعبے کے اچھے لوگ قیمتی ہوتے ہیں۔ آپ اپنی زندگی کے ہر شعبے کے لئے اُستاد ڈھونڈیں۔ اپنی شخصیت کی بہتری کے لئے، اپنے کاروبار کو بڑھانے کے لئے، اپنی تعلیم اور فیلڈ کے لئے، روح اور روحانیت کے لئے، اپنے تعلقات کو بہتر کرنے کے لئے، اپنی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کے لیے اور اپنی عظمت دریافت کرنے کے لیے۔

کبھی نہ بھولیے گا جس طرح آپ کئی برسوں سے ایک اچھے اُستاد کا انتظار کر رہے ہیں اسی طرح کئی برسوں سے ایک اچھا اُستاد بھی آپ کا انتظار کر رہا ہے۔

کامیابی کے لیے وقت سے پہلے کی تیاری

ماضی کی غلطیوں سے سیکھیں لیکن فکر صرف مستقبل کی کریں

''مؤثر ترین لوگوں کی سات عادات'' دنیا کی معروف ترین اور سب سے زیادہ بکنے والی کتب میں سے ایک ہے۔ اس کی ایک کروڑ پچاس لاکھ سے زائد کاپیاں فروخت ہوچکی ہیں جب کہ پاکستان سمیت دنیا کے متعدد مما لک میں اس کی غیر قانونی پرنٹنگ ہوکر بھی فروخت ہورہی ہے۔ جس کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں کہ اس طرح کتنی کتب فروخت ہوئی ہیں۔اس کتاب میں سٹیفن نے مؤثر ترین لوگوں کی سب سے پہلی عادت Proactiveness بیان کی ہے۔ پرو ایکٹو (Proactive) کا مطلب یہ ہے کہ آپ مستقبل میں آنے والے حالات و واقعات کے لیے پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔ کسی شاعر نے بھی اسی نقطہ کو بیان کیا تھا کہ ''سفینہ بنائے رکھنا طوفان آنے سے پہلے''۔ لہٰذا وقت سے پہلے ہی ہمیں آنے والے حالات کا بندوبست کرنا ہوتا ہے۔ آپ نے روزانہ کچھ ایسا کرنا ہوتا ہے جو آپ آج کے لیے نہیں بلکہ آنے والے کل کے لیے کر رہے ہوتے ہیں۔ آپ اپنے اردگرد موجود لوگوں پر غور کریں تو آپ کو علم ہوگا کہ ہمارے معاشرے میں زیادہ تر لوگ آج کے لیے یا گزرے ہوئے کل کے کاموں میں مشغول ہیں جبکہ یہ لوگ مستقبل سے پریشان تو ضرور ہیں مگر انہوں نے اس کو سنوارنے کے لیے کچھ نہیں کیا ہوتا۔ اگر آپ پرو ایکٹو (Proactive) ہیں تو دنیا کے موثر ترین لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور اگر نہیں ہیں تو پھر آپ کو اس بارے میں لازمی سوچنا

Scanned by CamScanner

چاہیے۔ کامیاب لوگ وہ ہوتے ہیں جو آج کے کاموں کے ساتھ ساتھ تھوڑے کام ایسے بھی کرتے ہیں جن کا کوئی بھی فائدہ آج میں نہیں ہوتا مگر مستقبل میں اس کام کے بہت ہی سودمند نتائج سامنے آنے کی امید ہوتی ہے۔ اگر آپ ایسا کر رہے ہیں تو آپ Visionary انسان ہو، Visionary انسان وہ ہوتا ہے جس نے اپنے کل کا خواب دیکھ لیا ہوتا ہے، مستقبل اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے، جس نے اپنی منزل کو اپنی نظروں میں رکھا ہوتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے آپ کو اپنے اندر Proactiveness پیدا کرنا ہے۔

تعلیم کا سب سے زیادہ تعلق مستقبل سے ہوتا ہے، اسی نے کل کو قوم کا مستقبل سنوارنا ہوتا ہے۔ یوں اساتذہ کرام کے لیے پرو ایکٹو (Proactive) ہونا نہایت ضروری ہے۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا تو سنی ہوگی کہ یا اللہ میرا سینہ کھول دیا اور میرا کام مجھ پہ آسان کردے میری زبان کی لکنت ختم کردے تاکہ یہ میری بات کو سمجھ پائیں۔ اس دعا میں استاد کے لیے مکمل پیغام موجود ہیں۔ آپ نے سوچا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کیوں نہیں کہا کہ یا اللہ ان کو بدل دے، یہ بہت لائق ہوجائیں، یہ بہت تہذیب یافتہ ہوجائیں، یہ بہت نیک و پرہیزگار ہوجائیں۔ اگر یہ ایسے ہوجائیں تو پھر موسیٰ علیہ السلام کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ استاد کی ضرورت ہی تب پڑتی ہے، جب اس نے ایک عام سے بچے کو شاہکار بنانا ہوتا ہے اور تب ہم کو وہ کام سیکھنے ہوتے ہیں جن سے ہم ان کی تربیت کرسکیں اور ان کو شاہکار بنا سکیں۔ ہمیں اپنے کام کا طریقہ بدلنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کا بچہ اگر کھیل رہا ہو اور ساتھ ہی ایک کھائی ہو تو آپ اس کے بارے میں بڑے فکرمند ہوں گے اور آپ کا مکمل دھیان بچے کی طرف ہوگا کہ کہیں وہ کھائی میں نہ گر جائے تو آپ اسے کھائی کے پاس جانے سے پہلے ہی روک لیں گے۔ اسی طرح آپ کو اپنے شاگردوں کے بارے میں بھی فکرمند ہونا چاہیے۔

Scanned by CamScanner

ان کی مانیٹرنگ کریں کیوں کہ یہی چیز آپ کے شاگردوں کو شاہکار بنائے گی۔ آخری قطار میں بیٹھے بچوں کو پتہ ہو کہ استاد ہر وقت انہیں دیکھ رہا ہے تو پھر سمجھ لیں کہ وہ بچے بھی مکمل دھیان سے آپ کو سننے لگ جائیں گے۔ استاد کی اس آبزرویشن کا اگر بچے کو پتہ ہے تو وہ غلطی ہی نہیں کرے گا۔ بچہ فنکار تب بنتا ہے جب اسے یقین ہوتا ہے کہ استاد کو نہیں پتہ چلتا اور پھر وہ کلاس میں ہر وہ کام کرتا ہے جس کی اجازت نہیں ہوتی۔

اساتذہ کرام کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پرانے طریقے ہی استعمال کرتے چلے جاتے ہیں جب کہ آج کے دور میں روزانہ بہت کچھ نیا کرنے کو ملتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بھی پڑھانے کے نئے نئے طریقے استعمال کریں۔ اپنے پڑھانے کے طریقے کو ترقی یافتہ دور سے ہم آہنگ کریں۔ اپنی کارکردگی کو تنخواہ کے ساتھ منسلک نہ کریں کہ ہم کو اتنی تنخواہ ملتی ہے تو ہم اس میں صرف اسی طرح کا پڑھا سکتے ہیں۔ آپ اپنے کام کو عروج پر لے کر آئیں اور وہ مہارت سیکھیں جس سے آپ اپنے شاگردوں کو شاہکار بنا سکیں۔ ہمیشہ اپنے مضامین میں ہونے والی تازہ ترین ایجادات اور جدت سے واقف رہیں۔ ہر انسان کے اندر اچھائی اور برائی ہوتی ہے، غصہ اور پیار، نفرت اور محبت ہوتی ہے۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ اچھا انسان وہ ہے جو اپنے اندر موجود غیر ضروری چیزیں نکال دیتا ہے۔ اب آپ کو بھی یہی کرنا ہے۔ جو چیزیں آپ کی راہ میں رکاوٹ ہیں ان کو اپنی شخصیت میں سے نکال دیں۔ اچھا استاد وہ ہے جو پہلے خود اپنی تربیت کرے اور اپنے اندر کے بھیڑیے کو بھوکا مار دے۔ ہم جن چیزوں کو اہمیت نہیں دیتے وہ ہماری شخصیت سے نکل جاتی ہیں۔ اپنی شخصیت کی منفی چیزوں کو اہمیت دینا بند کر دیں اور جو مثبت ہیں ان کو اہمیت دیں، ان کی تعریف کریں اور سننا پسند کریں۔ کہتے ہیں کہ تعریف ہی ایک چھوٹے سے چور کو بہت بڑا چور بناتی ہے اور ایک چھوٹی سی نیکی

Scanned by CamScanner

کرنے والے کو دنیا کا نیک ترین انسان بنانے میں بھی تعریف کا ہی عمل دخل ہوتا ہے۔

یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھیں کہ جو کام ہم آج کر سکتے ہیں وہ ہمیں کل کرنے کا موقع نہیں ملے گا سو ہمیں آج ہی ان کاموں کو سرانجام دینا ہے۔ دنیا میں کوئی انسان واپس نہیں جا سکتا مگر ہر کوئی آگے جا سکتا ہے، سو ہم کو اب آگے کا سوچنا ہے۔ ہر نئے دن کو زندگی کا پہلا دن سمجھ کر گزاریں، نئی سوچ کے ساتھ نئے کام کریں۔ ماضی کا صرف ایک کام ہے کہ ماضی کی غلطیوں سے سیکھا جائے اور مستقبل کی فکر کی جائے۔

Scanned by CamScanner

نئے سال کی پلاننگ کریں

درست سمت کا تعین کیے بغیر منزل پر پہنچنا ممکن نہیں

کسی مجسمہ ساز کی گھڑی ہوئی خوبصورت مورتی کی جب تعریف کی گئی تو اس نے کمال انکساری سے کہا کہ ''پتھر کے اندر ایک مورتی پہلے سے موجود تھی۔ میں نے اس کے اردگرد سے غیر ضروری پتھر ہٹائے ہیں۔'' بالکل اسی طرح ہمارے اردگرد کتنے ہی غیر ضروری پتھر یعنی رکاوٹیں پڑی ہوتی ہیں اور ہم اپنے اصل کو ان پتھروں میں دفن کر دیتے ہیں۔ کسی بھی کامیابی کے تین مراحل ہوتے ہیں۔ اوّل منزل کی نشاندہی، دوم راستے پر چلتے ہوئے رکاوٹوں کو ہٹانا، سوم منزل تک پہنچ کر ہی دم لینا یعنی استقامت۔ دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں، کامیاب اور ناکام۔ آرٹ، سیاست، تعلیم، کاروبار، سائنس اور ادب اس بات کے گواہ ہیں کہ کامیاب لوگ پلاننگ کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ یہ پلاننگ آپ بھی کر سکتے ہیں۔ نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ساری دنیا کے انسانوں کو نئے سال کا تحفہ دیا ہے۔ آپ انصاف دیکھیے کہ ہر ایک کے لیے سال کے دن تین سو پینسٹھ ہیں۔ ہر ایک کے لیے سال کے مہینے بارہ ہیں۔ ہر ایک کے لیے اس میں اڑتالیس ہفتے ہیں۔ ہر ایک کا دن چوبیس گھنٹوں کا ہوگا اور ہر ایک کے گھنٹے میں ساٹھ منٹ ہیں۔ کوئی کسی سے نہ تو یہ وقت چھین سکتا ہے اور نہ ہی قدرت کسی کے لیے سال کے دنوں، ہفتوں اور مہینوں کو بدلے گی۔ اب اس انصاف کے بعد اصل کمال یہ ہے کہ کیا ہم نے نئے سال کو پلاننگ کے ساتھ گزارنا ہے یا بغیر پلاننگ کے۔ یاد رکھیے زندگی میں

انسان کو ہار اور جیت پر مکمل اختیار نہیں ہوتا۔ ہمیں اختیار صرف انتخاب کرنے کا ہوتا ہے۔

اب یہ آپ کا انتخاب ہے کہ آپ نے نئے سال کو کتنا مفید بنانا ہے۔ نئے سال کی پلاننگ کا طریقہ کار بتانے سے پہلے آیئے ذرا آپ کو آپ کی خوش بختی کا بتا دیں۔

ہم ماضی کی نسبت آج ایک بہت بہتر دور میں زندہ ہیں۔ کس طرح؟ آپ کسی شعبے کو لے لیں۔ آج سے چند سو سال پہلے سفر کرنا بہت مشکل تھا۔ لوگ حج پر پیدل جاتے تھے اور بعض زندہ واپس بھی نہیں آ پاتے تھے۔ اس لیے لوگ ان کو رخصت کرتے ہوئے ایسے ملتے تھے جیسے آخری بار مل رہے ہوں۔ آج جہازوں نے یہ سفر چند گھنٹوں کا کردیا ہے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک، ایک شہر سے دوسرے شہر جانا بہت آسان ہوگیا ہے۔ آپ اپنی کار میں میوزک سنتے اور باتیں کرتے دوسرے شہر میں چلے جاتے ہیں اور آپ کو مسافت کا اندازہ بھی نہیں ہوتا۔ پرانے وقت میں کتابیں بہت نایاب ہوتی تھیں۔ امام بخاری نے بادشاہ وقت کی اجازت سے اس کی لائبریری استعمال کرنا شروع کی تب کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں۔ جبکہ آج ہر بیگ میں دس کتابیں اور ایک یو ایس بی (USB) میں چار ہزار سے زائد کتابیں آجاتی ہیں۔ آپ امریکہ یا برطانیہ کی کسی بھی ویب سائیٹ سے کتاب مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس زمانے میں کتاب اور علم آپ کی رسائی میں آ گئے ہیں۔ ماضی میں ایک خط ایک قاصد لے کر چلتا تھا اور اکثر راستے میں شہید ہو جاتا تھا۔ اور اگر پہنچ جاتا تو راستے میں ہی خط کو دس بار پڑھ کر زبانی یاد کر چکا ہوتا تھا۔ آج آپ ای میل، فیس بک، ایس ایم ایس وغیرہ کے ذریعے مکمل داستانِ دل منتقل کرتے ہیں اور آپ کی پرائیویسی بھی قائم رہتی ہے۔ ماضی میں درسگاہیں عام نہیں تھیں اور اگر تھیں بھی تو صرف امراء کے بچے وہاں پڑھ سکتے تھے۔ آج آپ ٹاپ کرتے ہیں تو دنیا کی بہترین یونیورسٹیاں سکالرشپ پر آپ کے لیے اپنے دروازے کھول دیتی ہیں۔ کبھی کاروبار کرنا صرف اور صرف سرمایہ دار کا کام تھا۔ آج جدت کی بدولت کاروبار کرنا ہر ایک کے لیے آسان ہوگیا۔ بات صرف یہ سمجھنے

Scanned by CamScanner

کی ہے کہ آج کے دور میں بھی اگر کوئی کامیاب نہیں ہوتا تو وہ بہت بدقسمت ہے
۔ کیوں کہ اتنی آسانیوں اور سہولتوں کے بعد ناکامی کیوں؟

نئے سال کو کامیابی کا سال بنائیں۔ اس کی پلاننگ کے لیے اپنے اہداف واضح کریں۔ ابھی ایک لسٹ بنائیں۔ تمام مقاصد اس میں واضح طور پر لکھیں۔ ہزار میل کا سفر بھی آپ کو منزل تک نہیں لے کر جا سکتا اگر سفر کی سمت درست نہ ہو۔ چلنے سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کس سمت میں چلنا ہے۔ یورپ میں سب سے پہلے ترقی کرنے والا ملک برطانیہ ہے۔ جس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ایک بہت بڑی وجہ اس قوم کے مقاصد کا واضح ہونا ہے۔ سرسید احمد خان نے ایک سو چالیس سال پہلے یہ اُمید ظاہر کی تھی کہ اُمت مسلمہ کا شمار ترقی یافتہ قوموں میں ہو جائے گا۔ وہ ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ ترقی یافتہ قوموں کے برابر آنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنے مقاصد کو واضح رکھیں۔ آیئے اب دوسرے مرحلے کی طرف آتے ہیں۔

نئے سال کی پلاننگ کے لیے اپنے وقت کو درست انداز سے استعمال کرنا شروع کریں۔ آپ کو اپنے سال کے کاموں کا، مہینے کے کاموں کا، ہفتے اور دنوں کے کاموں کا علم ہونا چاہیے۔ تاکہ آپ اپنے وقت کو درست اور مفید انداز میں استعمال میں لائیں۔ ٹائم ٹیبل بنانے کی عادت ڈالیں۔ آج کا دن ختم ہونے سے پہلے کل کے دن کے کاموں کو لکھ لیں۔ ہر مہینے کے شروع ہونے سے پہلے پورے مہینے کے کاموں کی فہرست بنائیں۔ بل گیٹس کا یہ جملہ بہت خوبصورت ہے کہ ”تم مجھے یہ بتاؤ کہ فارغ وقت میں تم کیا کرتے ہو۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہارا مستقبل کیا ہوگا۔“

پلاننگ کرنے سے پہلے اپنی ترجیحات کو جانیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی کی ریسرچ کے مطابق ”کسی شخص کی کامیابی کا پندرہ فیصد دارومدار ذہانت، تعلیم اور قسمت پر ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

جبکہ پچاسی فیصد حصہ اقدار و ترجیحات اور رجحانات کا ہوتا ہے۔ آپ کے لیے کون سے کام بہت اہم ہیں؟ کس بات کو آپ کتنی اہمیت دیتے ہیں؟ یہ ترجیحات متعین کرتی ہیں کہ آپ کے لیے اہم کیا ہے۔ ترجیحات آپ کے اندر موجود قوّت کو متحرک کرتی ہیں۔ ہر شخص کے کام کرنے اور محنت کرنے کی وجہ مختلف ہوسکتی ہے۔ بڑے کام کے لیے وجہ بھی بڑی ہونی چاہیے۔ لہٰذا اس سال کو پلان کرنے اور بڑے بڑے کام کرنے کے لیے پہلے اس کی وجہ دریافت کریں کہ آپ کیوں ایسا کرنا چاہتے ہیں؟

اس سال کو ایک شاندار سال بنانے کے لیے یہ بات سامنے رکھیے گا کہ عظمت اچانک حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ عظمت کے لیے آپ کو بے شمار دنوں اور راتوں کی محنت شامل کرنا ہوتی ہے۔ یہ بات جاننے کے باوجود بے شمار لوگ یقین کی حد تک اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ اگر آپ فی الواقع اس پر یقین رکھتے ہیں تو آپ نئے سال کو محنت سے گزاریں۔ محنت پر یقین پختہ کریں۔ ہر کامیاب شخص محنت پر یقین رکھتا ہے اور سخت محنت سے اپنی قسمت خود بناتا ہے۔

اس سال کو ایک یادگار سال بنانے کے لیے ان کتابوں کی فہرست بنائیں جو آپ نے اس سال پڑھنی ہیں۔ یاد رکھیے کتابیں آپ کی زندگی بدل کر رکھ دیتی ہیں۔ بادشاہِ وقت کے بیٹے نے ایک دانش ور سے پوچھا کہ تمہارے پاس اتنا علم کیوں ہے۔ دانش ور نے جواب دیا ”کیوں کہ میں بادشاہ کا بیٹا نہیں۔ اس لیے میں علم کا راستہ اپناتا ہوں۔“ اس دنیا کے اصل حاکم علم والے ہیں۔ کتابیں آپ کو اچھی سوچ دیتی ہیں۔ یہ سوچ ہی آپ کی قسمت بدل دیتی ہے۔ اس لیے اس سال کی پلاننگ میں کتابیں پڑھنا ضرور شامل کریں۔

نئے سال کی پلاننگ کا سب سے اہم حصہ آپ کی اپنی ذات ہے۔ اگر آپ خود کو

Scanned by CamScanner

بہتر نہیں بناتے تو کچھ بہتر نہیں ہوگا۔ لوگ سب کو بدلنا چاہتے ہیں لیکن خود کو بدلنا نہیں چاہتے۔ جب تک آپ نہیں بدلیں گے حالات نہیں بدلیں گے۔ علامہ محمد اقبال فرمایا کرتے تھے ''اپنے اندر تبدیلی کا فیصلہ کریں۔ ابھی کریں، آج ہی کریں، انتظار نہ کریں۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو اپنے باطن کو (اندر کو) خوبصورت کرتا ہے خدا اس کا ظاہر خود خوبصورت کر دیتا ہے''۔ اپنے اندر کو بدلیں۔ اچھی عادتوں کی لسٹ بنائیں اور انہیں اپنائیں۔ یہاں مجھے ایڈیسن کی بات یاد آ گئی۔ ایڈیسن کہتا ہے، ''یہ دنیا ان کے لیے ہے، جو دنیا والوں سے ایک دن آگے جیتے ہیں۔'' آپ بھی ایک قدم آگے رکھیں۔ وقت سے پہلے اپنے پورے سال کی پلاننگ کریں۔ اس موقع کو ہاتھ سے نہ گنوائیں۔ خدا تعالیٰ کے اس تحفے کی قدر کریں۔

Scanned by CamScanner

تجسس: انسان کو عظمت دلانے والی خوبی

سیکھنے کی تڑپ سے دنیا میں ترقی اور ایجادات کا عمل شروع ہوا

ہم زندگی میں تین طرح کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ پہلی قسم کورس اور نصاب کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ ان کو پڑھے بغیر اور یاد کیے بغیر ہم امتحانات میں پاس نہیں ہوتے اور نہ ہی ہمیں ان کے بغیر ڈگری ملتی ہے۔ کورس کی کتابوں کو اپنے وقت کے ماہرِ تعلیم، دانش ور، سائنسدان اور علماء کرام ترتیب دیتے ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے کی تحقیق کے مطابق کورس تبدیل ہوجاتے ہیں۔اس لیے تعلیم اور تعلیم یافتہ کو ماپنے کے معیار بھی بدل جاتے ہیں۔ دوسری قسم کی کتابیں ہمارے شوق اور مزاج کے انتخاب کا حصہ ہوتی ہیں۔ یہ کتابیں سیاست، مزاح، فکشن، مذہب، سوانح عمری، سفرنامے، سیلف ہیلپ، فلسفہ، شاعری، حکمت و دانش، روحانیت کی ہوسکتی ہیں۔ ہم اپنی پسند کے مطابق ان کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ یہ کتابیں ہمیں سوچ دیتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ہماری شخصیت کو پروان چڑھانے میں بھی مددگار بھی ہوتی ہیں۔ ہم نے ان کتابوں کا امتحان نہیں دینا ہوتا، لیکن یہ کتابیں ہمیں زندگی کے کئی امتحانوں سے کامیاب گزارتی ہیں۔

کتابوں کی تیسری قسم الہامی کتابوں کی ہے۔ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے زمین پر اتاریں اور ان کتابوں میں آخری کتاب قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم عربی میں ہے، ہم اس کتاب کو ادب اور احترام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کو سمجھنے کیلئے اردو ترجمے کی مدد لیتے ہیں۔ تاہم ماہرین لسانیات اس پر متفق ہیں کہ

Scanned by CamScanner

کسی زبان کی تحریر کو دوسری زبان میں ہو بہو منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مجید تو ویسے بھی اللہ کا کلام ہے، جو رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ دل کی آنکھ سے اور غور و فکر کرکے پڑھنے والوں کو اس کی آیات میں جہانِ معانی پنہاں نظر آتا ہے اور علم و معرفت کے نئے نئے در وا ہوتے ہیں۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کے علوم کا احاطہ ممکن نہیں۔ مجھے قرآن کریم سے محبت ہے اور میں اس کا ترجمہ تھوڑی سی محنت کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ کل میں سورۃ العلق پڑھ رہا تھا، یہ آخری پارے کی سورۃ ہے۔ اس کی ابتدائی آیات رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی کے موقع پر نازل ہوئیں۔ اس کی آیت نمبر چار ہے "الذی علم بالقلم" اس آیت کا ترجمہ عموماً یہ کیا جاتا ہے کہ "جس نے علم دیا قلم کی مدد سے" اللہ کریم نے مہربانی فرمائی اور تھوڑی سی محنت اور غور و فکر سے مجھے پتا چلا کہ قرآن میں "قلم" کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک "لکھنے والا آلہ" اور دوسرا "کسی شے کو کاٹنا" اب یاد رکھیے کہ جب ہم کسی شے کو کاٹتے ہیں تو ہمیں اس کی اصل حقیقت کا علم ہوتا ہے۔ کاٹنے کے عمل کو آپ اصل چیز تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ سکتے ہیں۔ اس لیے یہاں قلم سے مراد اس انسانی صفت کو بھی لیا جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دوسری مخلوقات سے اشرف اور ممتاز بنانے کیلئے دی، یعنی تجسس۔

انسان دنیا کی واحد مخلوق ہے، جس کو جاننے کا، کھوج لگانے کا، سیکھنے کا، پتہ لگانے کا اور بات کی تہہ تک جانے کا شوق ہے۔ انسانی تاریخ کی ساری ترقی، سارا علم اور ساری کامیابی اس صفت کی مرہونِ منت ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آج انسان اپنی تحقیق اور تجسس کی صلاحیت کی بدولت یہ جان چکا ہے کہ دنیا میں بچھو کی بارہ سو اقسام ہیں۔ وہ یہ بھی جان چکا ہے کہ یہ کہاں کہاں پائے جاتے ہیں، کس بچھو کا زہر کس کام آ سکتا ہے، کون سے زیادہ نقصان دہ اور کون سے فائدہ مند ہیں۔ لیکن دنیا کا کوئی بچھو کسی بھی انسان کے

Scanned by CamScanner

متعلق کچھ نہیں جانتا کیونکہ رب کریم نے اسے علم سیکھنے کا مزاج اور صفت عطا نہیں کی۔

انسان کے سر پر عظمت کا تاج پہنا کر باقی مخلوقات کا سردار اس لیے بنا دیا کہ انسان ساری مخلوقات، چھوٹے سے چھوٹے جراثیم اور بڑے سے بڑے ڈائینو سار کے متعلق علم اکٹھا کر لے لیکن کوئی اور مخلوق دوسروں کے متعلق تو کیا اپنے متعلق بھی نہیں جانتی۔

تجسس ہماری زندگی میں ''کیوں، کیا اور کیسے؟'' کو پیدا کرتا ہے اور جس کی زندگی میں کیوں، کیا اور کیسے موجود ہو وہ خوش قسمت ہے، کیونکہ جب آپ کا سیکھنے کا شوق سلامت ہوتا ہے تو آپ کو اپنی حالت کی خبر ہونے لگتی ہے اور اپنی خبر آپ کو تبدیلی اور ترقی کیلئے اکساتی ہے۔ میں کامیاب کیوں نہیں ہو رہا؟ کامیاب ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ میں ترقی کیسے کر سکتا ہوں؟ یہ وہ تین قیمتی سوال ہیں جو واقعی اگر کسی کے پاس ہوں تو وہ ان کے جواب تلاش کر کے اپنی زندگی بدل سکتا ہے۔ یاد رکھیں، دنیا کے اندر بڑی سے بڑی تبدیلی کسی انسان کے تجسس کی وجہ سے اور اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کی وجہ سے آئی۔ مثال کے طور پر اگر رائیٹ برادران کے تجسس کی وجہ سے یہ سوالات ان کے اندر نہ اٹھتے کہ پرندوں کی طرح انسان ہوا میں کیوں نہیں اڑ سکتے؟ کیا ہوا میں اڑنے کا کوئی طریقہ موجود ہے؟ اور ہم کیسے ہوا میں اڑ سکتے ہیں؟ تو انسانی دنیا میں جو انقلاب ہوائی جہازوں کی وجہ سے آیا وہ نہ آپاتا۔ دنیا کی ساری ایجادات اور دریافتوں کی فہرست بنالیں، یہ سب انسان کے تجسس کا کمال ہیں۔ ہر شعبے کی ترقی اور آج کی آسانیاں سب تجسس کی وجہ سے ممکن ہوئی ہیں۔

جاننا ہماری جبلت میں شامل ہے۔ آپ ایسے لوگوں کو ذہن میں لائیں جو ترقی اور کامیابی کے طلب گار نہیں ایسے سب لوگ تجسس کو کھو چکے ہیں یا انہوں نے اس عطیہ خداوندی کو سلا دیا ہے۔ تجسس اور جاننے کی صلاحیت، آپ کی وہ صفت ہے، جسے کام

Scanned by CamScanner

تو غیب۔
میں لاتے رہیں تو یہ متحرک اور فعال رہتی ہے۔ اگر اس کو استعمال کرنا چھوڑ دیں تو یہ آپ کی پوری شخصیت کو فریز (Freeze) کردیتی ہے۔ آپ کو بعض لوگ جمود زدہ محسوس ہوں گے کیونکہ انہوں نے جاننا اور سیکھنا چھوڑ دیا ہے ان کو یہ غلط فہمی ہوگئی ہے کہ وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ میں اس غلط فہمی کو بدقسمتی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ جو اعزاز اللہ کریم نے خود بخشا ہو اس سے محروم ہونا تو بدقسمتی ہے۔ شعبہ تدریس سے وابستہ ہونے کی وجہ سے میرا بہت سا وقت ٹیچرز ٹریننگ میں گزرا ہے اور المیہ یہ ہے کہ سب سے کم تجسس اور سیکھنے کا جذبہ میں نے ٹیچرز میں دیکھا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی میں نے کسی ٹریننگ ورکشاپ میں پوچھا کہ آپ لوگ کتابیں پڑھتے ہیں تو مثبت جواب کم ہی ملا۔ عام طور پر انہیں اپنے ہی شعبے کی تازہ ریسرچ اور کتابوں کا علم نہیں ہوتا، نہ ہی وہ سیمینارز اور لیکچرز میں نظر آتے ہیں۔ آج انٹرنیٹ کا دور ہے، لوگ یوٹیوب اور فیس بک کے ذریعے میرے لیکچرز سن کر فیڈ بیک دے رہے ہوتے ہیں، لیکن شعبہ تدریس کے اکثر لوگ اس ٹیکنالوجی سے واقف نہیں اور نہ ہی سیکھنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کا طالب علم چھوٹا ہونے کے باوجود سیکھنے کا شوق اور جذبہ بھی رکھتا ہے، لیکن اساتذہ اُس کی پیاس بجھانے کا ذریعہ نہیں بنتے اور وہ محروم ہی رہ جاتا ہے۔

تجسس کی خوبی کا ایک بہت خوبصورت پہلو یہ ہے کہ ہم سب کا مزاج جدا جدا ہے اور ہم سب میں سیکھنے اور جاننے کا شوق بھی الگ الگ شعبے کا ہے۔ یہ شوق قدرت نے ہمیں عطا کیا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی زندگی میں درست پیشے اور کیریئر کا انتخاب کرسکیں۔ قدرت نے جس شعبے میں آپ کو ترقی دینا ہوتی ہے، اس فیلڈ کی انفارمیشن آپ کے پاس زیادہ ہونے لگتی ہے، کیونکہ آپ کے پاس اس شعبے کا تجسس اور شوق موجود ہوتا ہے۔ لوگ اپنے تجسس کو دریافت نہیں کرتے اور ساری زندگی غلط پیشے اور کام

Scanned by CamScanner

کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں۔ کامیابی کسی خاص پیشے میں نہیں ہوتی، کامیابی دراصل آپ کے اس پیشے کے ساتھ لگاؤ میں چھپی ہوتی ہے، اس لیے ایک ناکام ڈاکٹر بننے سے بہتر ہے کہ آپ ایک کامیاب ٹیچر بن جائیں۔

تجسس علم بڑھانے کا ذریعہ بنتا ہے اور علم آپ کی شخصیت میں اعتماد پیدا کرتا ہے۔اس لیے کبھی اپنے تجسس کو ٹھنڈا نہ ہونے دیجیے۔ لاعلمی کا احساس اور سیکھنے کا مزاج آپ کو ہمیشہ علم کا طالب بنائے رکھتا ہے اور طالب علم کے قلم کی سیاہی کو شہید کے خون سے افضل قرار دیا گیا ہے۔علم آپ کی زندگی میں روشنی کا سبب بنتا ہے۔علم والا خود کا علم بھی رکھتا ہے، اس لیے خود کو بہتر بنانے کو بھی جہاد قرار دیا گیا ہے۔

اشفاق احمد صاحب اپنے مشہور پروگرام ''زاویہ'' میں فرماتے تھے کہ ''کبھی بھی اپنے اندر کا بچہ نہ مرنے دینا، یہ اندر کا بچہ تمھیں سیکھنے پر اکساتا ہے'' آپ نوٹ کیجیے سیکھنے اور جاننے کی صلاحیت بڑوں سے زیادہ چھوٹے بچوں میں موجود ہوتی ہے، لیکن ان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ کیا جاننا ہے اور کیا نہیں جاننا، جبکہ ہمیں اچھائی اور برائی کا علم تو ہو جاتا ہے لیکن ہم سیکھنے کے جذبے کو گنوا دیتے ہیں اور اس طرح ہمارے ترقی کرنے کے سارے مسل فریز ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں پتھروں، دریاؤں اور پہاڑوں کی تقدیریں نہیں بدلتیں کیونکہ وہ بدلتے نہیں ہیں، انسان کی تقدیر روز، جی ہاں، ہر روز بدل سکتی ہے کیونکہ انسان ہر روز اپنے تجسس کی وجہ سے اپنا علم بڑھا سکتا ہے اور علم اس کی زندگی کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔

سکول، کالج اور یونیورسٹی اگر طالب علم کے تجسس کو بڑھانے کا ذریعہ بن جائیں تو طالب علم تحقیق کی طرف متوجہ ہوں گے۔ تحقیق یا ریسرچ کی بنیاد پر حاصل کی ہوئی تعلیم ہی اصل علم ہے۔تمنا اور شوق کے بغیر سبق کا یاد ہونا دراصل لاعلمی ہے، یہ وہ کھانا

Scanned by CamScanner

ہے جسے آپ نے بغیر بھوک کے کھا لیا۔ یقیناً نہ تو اس سے آپ لطف اندوز ہوں گے اور نہ ہی آپ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ تجسس آپ کو زندگی میں نئے راستے اپنانے پر اکساتا ہے، پھر آپ کے بنائے ہوئے راستوں سے ہزاروں لوگوں نے گزرنا ہوتا ہے، اس لیے تجسس آپ کو دوسروں سے نمایاں اور ممتاز بنا دیتا ہے۔

ذرا سوچیے، اس دنیا میں کتنے سیب درختوں سے زمین پر گرتے رہے ہوں گے، لیکن جب نیوٹن نے درخت سے سیب گرتے دیکھا تو اس کے تجسس نے اسے یہ سوال سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ''آخر سیب کو نیچے کھینچنے والی طاقت کون سی ہے؟'' اس تجسس نے ہی اس کو اتنا بڑا سائنس دان بنا دیا۔ آپ بھی اپنے تجسس کو ضائع نہ ہونے دیں۔ اس کو پہلے تو تلاش کریں، پھر اس کو درست سمت اور فائدہ مند علم اور معلومات کی طرف لگا دیں۔ آپ ایک سال کیلئے اپنے ''تجسس کی خوراک'' کی فہرست مرتب کریں۔ حیران نہ ہوں، تجسس کی خوراک، وہ کتابیں، وہ لیکچرز، وہ سیمینارز ہیں جن کو آپ اس سال اٹینڈ کریں گے۔ علم بڑھنے سے علم کی پیاس بھی بڑھ جاتی ہے۔ جس طرح ایک چھوٹی سی کامیابی ایک بڑی کامیابی کو کھینچتی ہے، اس طرح علم مزید علم کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہ بھی جانیں کہ کس کس شعبے میں آپ کو جاننے کی ضرورت ہے یا آپ جاننا چاہتے ہیں۔ جس شعبے کا تجسس آپ میں موجود ہے، اس شعبے کا علم حاصل کر کے آپ کو خوشی ملے گی اور راحت و اطمینان کا احساس بھی ہوگا۔

پچھلی صدی کا سب سے بڑا سائنسدان آئن سٹائن تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ ''تم میں اتنا ٹیلنٹ کس طرح پیدا ہوا؟'' اس نے تھوڑا سا وقفہ لیا، سوال کرنے والے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور جواب دیا، ''تجسس کی وجہ سے''۔ آپ خود اندازہ کریں کہ اتنا بڑا سائنسدان اپنی زندگی کی کامیابی کی وجہ تجسس کو ٹھہراتا ہے اور آج

Scanned by CamScanner

سوال پوچھنے والے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ چھوٹا بچہ سوال کرتا ہے، وہ قدرت سے سوال کرنے کا فن سیکھ کر آتا ہے، اس کا تجسس جوان ہوتا ہے، ہم اسے جواب نہیں دیتے بلکہ شرمندہ کر دیتے ہیں۔ اس کا تجسس جوانی میں ہی بوڑھا ہو جاتا ہے اور وہ جوانی میں ہی فوت ہو جاتا ہے، کیوں کہ سیکھنے کی عمر میں سیکھنے کے جذبے کا موجود نہ ہونا موت ہے۔ یا درکھیں اُستاد تجسس کو بڑھانے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ میں بھی ایک اُستاد ہوں۔ اس دنیا کا سارا حسن اس ایک چیز کے دم سے ہے۔ اگر انسانوں میں تجسس نہ ہوتا تو ہم آج بھی پتھر کے دور میں کسی غار میں بیٹھ کر گوشت انجوائے کر رہے ہوتے !!

Scanned by CamScanner

اپنی محرومی کو طاقت بنائیں

ناکامی کی وجہ معذوری نہیں، مایوسی ہے

ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ دکھ اور کرب کے سمندر میں ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں اس نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کی کوشش کی لیکن اس میں ناکام رہا۔ دوبارہ خودکشی کرنے کی ٹھانی لیکن اس بار اسے اپنے والدین کا خیال آیا اور اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ میرے لیپ ٹاپ پر اس کی تصویر ہے اور وہ تصویر میری زندگی کو سب سے زیادہ متحرک کرنے والی تصویر ہے۔ سوچیے کسی شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں نہ ہوں...... تو اس کی زندگی کیسی ہوگی؟ یہ تصویر نِک ووئی چیچ کی ہے۔ وہ جب پیدا ہوا تو اس کے ہاتھ اور پیر نہیں تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ دنیا کا معذور ترین بچہ تھا۔ لیکن آج نک دنیا کے متحرک ترین اور مؤثر ترین لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ لاکھوں لوگ اس کی زندگی بدلنے والی بیسٹ سیلر کتاب "Unstoppable" سے فائدہ اُٹھا چکے ہیں۔ امریکہ میں وہ ایک غیر تجارتی تنظیم "Life without limbs" کا صدر ہے۔ وہ ایک موٹیویشنل کمپنی "Attitude is Attitude" کا مالک بھی ہے۔ بے شمار ادارے اور یونیورسٹیاں نک کے رہنمائی فراہم کرنے والے لیکچرز سے متاثر ہو کر اپنی کارکردگی کو بہتر کر چکے ہیں۔ صرف تیس سال کی عمر میں اُس کا شمار دنیا کے کامیاب ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کس طرح دنیا کا معذور ترین انسان دنیا کا کامیاب ترین انسان

Scanned by CamScanner

بنا؟ اس کا مذاق اُڑانے والی آوازیں اور لوگوں کے طنز اس کے راستے کی رکاوٹ کیوں نہیں بنے؟ کس بات نے اسے اتنا متحرک کیا کہ آج وہ لاکھوں لوگوں کو تحریک دینے کا سبب بن گیا؟ ان سب سوالات کا جواب ہے ''اس کی محرومی اس کی طاقت بن گئی۔''

جی ہاں اس نے اپنی محرومی کو طاقت میں بدل دیا۔ دنیا کا ہر بڑا شخص، ہر بڑا ہیرو، ، ہر بڑا رہنما اور ہر بڑا فنکار اپنی محرومی کو طاقت میں بدل دیتا ہے کیوں کہ وہ یہ جانتا ہے کہ محرومی درحقیقت اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی سپیشل ٹریٹمنٹ کا ثبوت ہے۔ نک نے بھی یہ بات سمجھ لی کہ رب تعالیٰ نے اس کو وہ کمی دی جو دنیا میں کسی شخص کو نہیں دی۔ یہ کمی، یہ محرومی اور یہ کمزوری بغیر کسی وجہ کے نہیں مل سکتی۔ ضرور اس کے پیچھے کوئی حکمت کارفرما ہے۔ نک جان گیا تھا کہ اللہ جو کر رہا تھا صحیح کر رہا تھا، اللہ جو کر رہا ہے صحیح کر رہا ہے اور وہ آئندہ بھی جو کرے گا بالکل صحیح کرے گا۔ لہٰذا نک نے فیصلہ کرلیا کہ جس چیز کو وہ نہیں بدل سکتا اس کا گلہ نہیں کرے گا۔ اس دنیا میں اربوں انسان ہیں، جو صحیح سلامت ہیں، لیکن ان اربوں میں نک جیسا کوئی نہیں۔ نک نے اُنیس سال کی عمر میں پہلی تقریر کی اور اب تک وہ ہزاروں طالب علموں، اُساتذہ، بزنس مین، ڈاکٹر، سیاستدانوں اور مذہبی رہنماؤں کو لیکچر دے چکا ہے اور وہ اپنے ہر لیکچر میں ثابت کرتا ہے کہ ''اگر خدا تعالیٰ بغیر ہاتھوں اور پیروں والے شخص سے اتنا بڑا کام لے سکتا ہے تو جن کے ہاتھ اور ٹانگیں سلامت ہیں، ان سے کام کیوں نہیں لے سکتا۔''

نک کہتا ہے کہ دراصل دنیا میں آکر ہمیں ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ہم بھی دنیا میں موجود ہیں اور یہ کام کرنے کے لیے ہمیں کچھ کر کے دکھانا پڑتا ہے۔ وہ کام کیجیے جو دنیا میں آپ کی موجودگی کا اظہار بنے۔ اپنے کام پر اپنی مہر لگائیے کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔ نک کا ماننا ہے کہ ہمیں معجزوں کی تلاش کی بجائے خود ایک معجزہ بننا چاہیے تاکہ دنیا

Scanned by CamScanner

حیران ہو جائے کہ اتنی محرومی اور تکلیفوں کے باوجود بھی کوئی کامیاب ہو سکتا ہے۔

آپ گوگل پر جا کر نک کی تصویر دیکھیں یا یوٹیوب پر اس کی ویڈیو ملاحظہ فرمائیں۔ آپ حیران ہو جائیں گے کہ اپاہج ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر خوشی ہے اور آنکھوں سے اُمید ٹپک رہی ہے۔ کیوں کہ نک کا ماننا ہے کہ مقصد والی زندگی میں خود ترسی نہیں ہوتی۔ خود ترسی ایک عذاب ہے اور یہ عذاب ان پر نازل ہوتا ہے جو اپنی محرومی کو گلہ بنا کر دوسروں کے سامنے روتے دھوتے رہتے ہیں۔ نک کے احساسات اور جذبات اس کی شخصیت سے چھلک کر دوسروں کو اس کا گرویدہ بنا دیتے ہیں۔ نک کی خاموشی بھی بولتی ہے کیوں کہ دنیا کی بہترین کمیونیکیشن بغیر الفاظ کے ہوتی ہے۔ نک دراصل ایک شکر گزار انسان ہے۔ اس لیے وہ اکثر کہتا ہے کہ ''میں نے آج تک کسی شکر گزار کو پریشان نہیں دیکھا اور نہ کسی پریشان کو شکر گزار۔'' شکر گزاری منہ سے ''شکر الحمد للہ'' کہنے سے نہیں ہوتی بلکہ یہ احساسات اور عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ شکر گزار انسان خوش ہوتا ہے۔ اسے زندگی سے محبت ہوتی ہے اور یہی جذبہ وہ دوسروں میں بانٹتا پھرتا ہے۔ نک کا ایک جملہ لوگوں کے لیے بہت بڑی تحریک کا سبب بنتا ہے اور وہ جملہ یہ ہے کہ ''ممکن ہے اس وقت آپ کو کوئی راستہ نظر نہ آ رہا ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے لیے راستہ موجود ہی نہیں...... یقیناً کوئی نہ کوئی راستہ اور کوئی نہ کوئی منزل آپ سے زیادہ آپ کا انتظار کر رہی ہے۔''

اتنی بڑی کامیابی حاصل کرنے سے بہت پہلے نک اس حقیقت کو جان چکا تھا کہ ایک بار تو کیا سو بار ناکام ہونا بھی آپ کو کامیاب ہونے سے نہیں روک سکتا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ اعزاز دیا ہے کہ وہ اپنی ہار کو جیت میں بدل سکتا ہے۔ نک کہتا ہے کہ آپ ہاتھوں کے بغیر ہو سکتے ہیں اور ٹانگوں کے بغیر بھی لیکن ولولے کے بغیر آپ

Scanned by CamScanner

کچھ بھی نہیں ہیں کیوں کہ ولولہ آپ کی حدود زندگی کو لامحدود حد تک مؤثر بنا دیتا ہے۔
جس طرح محض ایک بیج میں موجود ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں سیب کے درخت اور سیب نہیں گنے جا سکتے اسی طرح ولولے کے ساتھ کیے گئے کاموں کے نتائج بھی لامحدود ہو جاتے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ آپ کے کام کے اثرات کہاں کہاں تک پہنچ رہے ہیں۔

نک کہتا ہے کہ تبدیلی کا انتظار مت کیجیے۔ بلکہ خود تبدیلی بن جائیے کیوں کہ بصیرت کے بغیر، ہمت کے بغیر اور محنت کے بغیر زندگی 'زندگی نہیں۔ اپنی تقدیر کو اپنی محنت اور اپنے ارادے سے بنائیے، نہیں تو دوسرے آپ کی تقدیر کی لگام پکڑ کر آپ کو اُلو بنا دیں گے۔ یاد رکھیے آپ کی تقدیر آپ کے ارادوں کے لمحوں میں بنتی ہے۔ جب آپ کسی بات، کسی شخص، کسی تحریر، کسی کہانی یا کسی واقعہ سے اتنے متاثر ہوں کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں تو فوراً کچھ کرنے کا عزم کریں۔ بغیر انتظار کیے کچھ کر کے دکھانے کا فیصلہ کریں اور اسی وقت اللہ کریم سے دعا کریں۔ کبھی نہ بھولیے کہ اللہ تعالیٰ محروم کی زیادہ سنتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اس پر نظر ضرور پڑتی ہے جس کی آنکھوں میں آنسو ہوں۔ جب کوئی اس کا بندہ بے قرار یا پریشان ہو کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتا ہے تو رب کعبہ کی قسم اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایسے متوجہ ہوتا ہے جیسے ایک ماں اپنے لاڈلے بچے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پکار کے اور دعا کے صلے میں اس کے دل میں الہام کرتا ہے کہ وہ ارادہ کرے، عزم کرے، کچھ کر کے دکھانے کا، اور پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہمت کی دولت سے نواز دیتا ہے۔ میاں محمد بخش کے ایک پنجابی شعر کا مفہوم ہے کہ جسے میدان میں اللہ تعالیٰ کھڑا کر دے اسے کون گرا سکتا ہے۔ نک جانتا تھا کہ اللہ صرف محبت ہے اور محبت کبھی بھی تباہی نہیں بن سکتی۔

Scanned by CamScanner

نک ایمان کی حد تک مانتا ہے کہ زندگی کے بعض زخم، تکلیفیں اور چوٹیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ یہ آپ کو کیا سے کیا بنا دیتی ہیں، آپ کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ دراصل ہر مصیبت میں فائدے کے کئی بیج چھپے ہوتے ہیں۔ ہر محرومی دراصل رب تعالیٰ کی عنایت ہوتی ہے لیکن ہمیں وہ عنایت نظر نہیں آ رہی ہوتی۔ اگر ہم اس کو قبول کرلیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر گلہ نہ کریں تو وہ رحمت بن جاتی ہیں۔ ہم گلہ کرتے ہیں اور گلہ دوری پیدا کرتا ہے حالانکہ ہمیں شکر کرنا چاہیے کہ اللہ ہم سے کوئی کام لینا چاہ رہا ہے۔

میرا پسندیدہ ناول نگار پائیلو کوہلو کہتا ہے کہ ''آپ کی زندگی میں آنے والا ہر شخص (اچھا یا برا)......ہونے والا ہر واقعہ (اچھا یا برا) دراصل آپ کے فائدے کے لیے ہوتا ہے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں اس میں آپ کا کوئی نہ کوئی بھلا چھپا ہوتا ہے۔'' اس لیے محرومی اور کمی کو سامنے رکھتے ہوئے یقین کر لیجیے گا کہ اس میں ہمارا کوئی نہ کوئی فائدہ ہے۔ محرومی کسی بھی طرح کی ہو، ممکن ہے آپ ایک غریب گھر میں پیدا ہوئے ہوں، آپ خوبصورت نہ ہوں، آپ کا قد بہت چھوٹا ہو، آپ بہت ذہین نہ ہوں، آپ جسمانی طور پر معذور ہوں یا آپ بہت سخت حالات کا سامنا کر رہے ہوں۔ یہ یاد رکھیے اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ موجود ہے جو آپ کو نظر نہیں آ رہا۔ اسے تلاش کیجیے اور اس محرومی کو طاقت بنائیے۔ آپ اُن لوگوں کی لسٹ بنائیے جو محرومی کا سامنا کر چکے ہیں اور اس محرومی کے باوجود کامیاب ہیں۔ ان کی کہانی کو سامنے رکھیے۔ یہ آپ کے لیے ایک تحریک بن جائے گی۔

نک کو بہت سے لوگ برا بھلا کہتے تھے لیکن نک جانتا تھا کہ ''جن کی وجہ سے دنیا میں کوئی فرق پڑتا ہے وہ بُرا نہیں مناتے اور جو بُرا مناتے ہیں ان کی وجہ سے دنیا میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں کامیاب ہونے کے لیے اپنی برداشت بڑھانی ہوتی

ہے کیوں کہ دنیا کے عظیم لوگوں میں برداشت کرنے کی طاقت عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے مذاق اور آوازوں کے جواب زبان سے نہیں دیتے، بلکہ وہ اپنے کام سے ثابت کردیتے ہیں کہ تم نہیں جانتے میں کتنا سپیشل انسان ہوں''۔

اپنے اردگرد نظر دوڑایئے، آپ کو بے شمار صحیح سلامت لوگ سڑکوں پر بھیک مانگتے نظر آئیں گے۔ لیکن آپ کو اپنی ہی سوسائٹی میں نک جیسے چند خوددار اور باہمت لوگ بھی ملیں گے، جو نیچے والا ہاتھ نہیں بنتے بلکہ اوپر والا ہاتھ بن کر ایک مثال قائم کرتے ہیں۔ دنیا والوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں کہ ''ہاں میں محروم تھا......ہاں میرے پاس یونیفارم نہیں تھا......ہاں مجھے میلوں پیدل چل کر اسکول جانا پڑتا تھا......ہاں میرے بیگ میں کتابیں بھی مکمل نہیں ہوتی تھیں اور نہ ہی میرے پاس دینے کے لیے فیس ہوتی تھی مگر آج تم میری تحریر پڑھ کر ہمت لے رہے ہو اور یہی میری کامیابی ہے۔''

اگر آپ کو بھی اپنی محرومی کو طاقت میں بدلنا ہے تو آپ کو نک کے انداز میں سوچنا ہوگا۔ آپ کو ماننا پڑے گا کہ نک صحیح کہتا ''دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا وہ شخص ہے جو آپ سے یہ کہتا ہے کہ تم کچھ نہیں کرسکتے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے کام کے لیے تمھیں دنیا میں بھیجا ہے......تمھارے بغیر دنیا نامکمل تھی۔ تم آئے تو آج یہ مکمل ہوئی......کتنا بڑا جھوٹا ہوگا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو سچا نہیں مان رہا۔''

Scanned by CamScanner

اپنے رب سے تعلق کامیابی کی راہیں ہموار کرتا ہے

احسان، درگزر، نیک نیتی، صلہ رحمی

اور

خوش اخلاقی کو اپنا شعار بنائیں

بادشاہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ شکار پر تھا۔ وہ جنگل میں راستہ بھول گیا۔ پیاس سے برا حال تھا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کو ایک پرانی کٹیا مل گئی۔ اندر داخل ہوا تو ایک بزرگ کو عبادت کرتے پایا۔ وہ اپنی عبادت سے فارغ ہوئے تو اس کی طرف متوجہ ہوکر آنے کا مقصد پوچھا۔ بادشاہ نے پیاس اور راستہ بھولنے کا بتایا۔ بزرگ نے پانی پلایا اور راستہ بتا کر دوبارہ عبادت کرنا چاہی تو بادشاہ بولا حضرت ایک چھوٹا سا تحفہ آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر اپنی انگوٹھی ان کے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا کہ میں بادشاہ ہوں آپ جب چاہیں میرے محل میں آ جا سکتے ہیں۔ فقط دربان کو یہ انگوٹھی دکھایئے گا وہ بغیر کسی سوال کے آپ کو مجھ تک پہنچا دے گا۔ بادشاہ وہاں سے رخصت ہوگیا۔ کچھ دن بعد بزرگ کو کچھ پیسوں کی شدید ضرورت آن پڑی وہ انگوٹھی لیے محل کو چلے۔ دربان نے بغیر سوال کے داخل ہونے دیا۔ سب دروازے کھول دیے گئے اور وہ بادشاہ کے کمرے تک چلے گئے۔ کمرے کے باہر ہی انہیں کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا اندر جھانک کر دیکھا تو حیران ہوئے بادشاہ سجدے میں سر رکھ کر اللہ کے سامنے رو رہا تھا۔ وہیں سے واپس چل پڑے۔ قدموں کی چاپ سے بادشاہ متوجہ ہوا اور وہیں رکنے کا کہہ دیا۔ بادشاہ نے عرض کی حضرت حکم فرمایئے میں آپ کی کیا مدد کرسکتا ہوں۔

Scanned by CamScanner

بزرگ نے کہا ''میں کچھ مانگنے آیا تھا لیکن میں خود شرمندہ ہو گیا ہوں کیونکہ جو خود مانگتا ہو اس سے کیا مانگنا۔''

یہ کہانی پورا فلسفہ بیان کرتی ہے اور ہم میں سے اکثر اس فلسفے سے ناآشنا ہوتے ہیں کہ ''جو خود مانگتا ہو اس سے کیا مانگنا''۔

ہم ساری زندگی گزار دیتے ہیں لیکن اپنے رب سے محبت کا تعلق نہیں بنا پاتے کیونکہ ہم رب کے تعلق کو اہم نہیں سمجھتے۔ انسان کی نفسیات میں شامل ہے کہ وہ ہر اس تعلق کو قائم رکھتا ہے اور اہم سمجھتا ہے جس سے اس کا فائدہ جڑا ہوا ہو۔ ہم اپنی شعوری زندگی میں اپنے اور اپنے رب کے تعلق کی اہمیت کو جان ہی نہیں پاتے اس لیے ہم اس تعلق کو جوڑنے کا نہیں سوچتے اور نہ ہی اس کو اہمیت دیتے ہیں۔ ایک بہت اہم اصول جان لیجیے کہ ''انسان جس بھی کام کو اہم سمجھے اور کرنا چاہے اس کا راستہ بننا شروع ہو جاتا ہے'' سب سے پہلے تو اس بات کی اہمیت کو سامنے رکھ لیجیے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد اور رہنمائی کے کوئی بڑا کام ممکن نہیں۔ رب کی ذات کی عظمت یہ ہے کہ وہ آپ سے بڑا کام بھی کرواتی ہے اور اس کام میں برکت بھی ڈالتی ہے۔ آپ کی ذات سے کسی کو نقصان نہ پہنچنا بلکہ فائدہ ملنا برکت اور فضل کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جسمانی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ اپنے جسم کی طاقت سے وزن اٹھا سکتے ہیں، جسمانی محنت کر سکتے ہیں، دوڑ سکتے ہیں لیکن جسمانی صلاحیتیں دوسری مخلوقات میں بھی موجود ہیں۔ گھوڑے کی طاقت کی وجہ سے ''ہارس پاور'' کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ ہرن اور چیتا انسان سے کئی گنا تیز دوڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح آپ کو ذہنی صلاحیتیں بھی عطا کی گئی ہیں۔ آپ کی یادداشت، آپ کی آبزرویشن اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت ذہن کے تابع ہیں لیکن آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ

Scanned by CamScanner

شاہین ایک وقت میں ساٹھ مربع کلومیٹر کا علاقہ دیکھ کر اپنے شکار کو تلاش کر لیتا ہے۔ ریچھ کی یادداشت کے کئی واقعات آپ نے سنے ہوں گے۔قوت فیصلہ کسی حد تک بندر اور بن مانس میں بھی ہے لیکن ایک واحد صلاحت جو صرف انسان میں ہے اور باقی مخلوقات میں نہیں وہ روحانی صلاحیت ہے۔

روحانیت دراصل خدا اور بندے کے درمیان تعلق کا نام ہے اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اس سفر کا راستہ آپ کو مل جاتا ہے جس سفر کو آپ اہمیت دیتے ہیں۔ زندگی کا ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ ''جب ہم کچھ سیکھنا چاہتے ہیں تو سیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں۔'' یہ تمام باتیں جن کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے سیکھنے کا بہترین وقت لڑکپن اور جوانی ہے۔ آیئے آج ان پانچ طریقوں کو جانیں جن سے آپ کی روحانیت بیدار ہو سکتی ہے۔

1- اللہ تعالیٰ سے تعلق یا روحانیت تب بیدار ہوتی ہے جب آپ دعا کا سہارا استعمال کرتے ہیں۔آپ مکمل یقین کے ساتھ بغیر دیکھے اللہ کی ذات سے مانگتے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں کا اٹھنا، آنکھوں کا جھکنا اور آنسو اس بات کی علامت ہوتے ہیں کہ آپ کا دینے والے سے کوئی تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے در کی گدائی آپ کو در در کی ٹھوکروں سے بچا لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنا بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کی طاقت کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور جب آپ کو پتا ہوتا ہے کہ جس سے میں مانگ رہا ہوں وہ اس کائنات کا سب سے طاقت ور بادشاہ ہے بلکہ یہ کہہ لیں کہ اصل بادشاہ ہے تو آپ کا اعتماد مزید بڑھ جاتا ہے۔ درحقیقت دعا پر اعتماد ہی اللہ پر اعتماد کی نشانی ہے۔ اس لیے آج سے دعا مانگیں۔ رب سے شرمائے بغیر مانگیں۔ مانگنا تعلق کو ظاہر کرتا ہے اس لیے اپنی کامیابی مانگیں، جذبہ مانگیں، خیر مانگیں اور برکت مانگیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کا مانگنا بہت اچھا لگتا ہے۔

Scanned by CamScanner

پورے مان کے ساتھ مانگیں۔ یہ کہہ کر مانگیں کہ "اے میرے اللہ تیرے علاوہ میرا ہے کون جس سے میں مانگوں"۔ اپنے آپ پر مان آپ کے اندر روحانیت کو بیدار کرتا ہے۔ یاد رکھیں روح دینے والے سے تعلق روحانیت کو بیدار کر دیتا ہے۔ آج سے یہ حقیقت سامنے رکھیں کہ آپ روح والی مخلوق ہیں، دعا مانگنے والی، رب سے تعلق بنانے والی اور رب پر مان کرنے والی مخلوق۔ ذرا سوچیے کتنے عرصے سے آپ نے اپنے رب سے بات چیت ہی نہیں کی۔ اپنوں سے تو رابطے قائم رہنے چاہئیں۔ کسی بہت اپنے کو کچھ کہنا ہو تو انتظار کس بات کا، ابھی بات کیجیے۔ وضو کیجئے سر سجدے میں رکھیے اور دل کا حال بیان کر دیجئے۔ آج ہی ٹوٹے ہوئے تعلق کو برقرار کیجئے۔ یاد رکھیے آپ کی آمد کا اللہ تعالیٰ کو بہت انتظار ہے۔ وہ تو خود انتظار کرتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے مانگے اور میں نواز دوں۔

2- اپنے اللہ سے تعلق کیلئے دوسروں کو معاف کرنا سیکھیں۔ حدیث پاک ہے کہ "جو معاف کرتا ہے اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے۔" رب تعالیٰ کو معاف کرنے والے بہت پسند ہیں۔ معاف کرنے والے کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ گلہ نہیں کرتا۔ معاف کرنے سے آپ اپنی انرجی بچا لیتے ہیں۔ آپ بھی آج سے معاف کرنا شروع کریں۔ دوسروں کو اللہ کیلئے معاف کریں۔ جب آپ اللہ کے لیے معاف کرتے ہیں تو آپ کا اپنے رب سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ معاف کرنے والا خالق اور مخلوق دونوں کا پسندیدہ ہوتا ہے۔ معاف کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ دوسروں کے معافی مانگنے سے پہلے ہی معاف کر دیں تا کہ اس کو معافی مانگنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ معاف کرنے سے آپ کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں۔ سقراط کے پاس بہت دور دور سے لوگ سوال پوچھنے آتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص اُس کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے

Scanned by CamScanner

بہت اکھڑ اور برے لہجے میں جواب آیا''سقراط گھر پر نہیں ہے''۔ وہ شخص ڈھونڈتا ہوا بازار گیا اور وہاں سقراط مل گیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنا سوال کیا اور سقراط نے جواب دے دیا پھر وہ شخص بولا۔''اے وقت کے دانش ور یہ تو بتا کہ تو فہم و فراست کا پیکر ہے اور تیری گھر والی اتنی بدتمیز اور بد زبان کیوں ہے''۔سقراط بولا اس کے بدتمیز ہونے کی وجہ تو میں نہیں جانتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ اس بدتمیز اور بدزبان کو معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھے دانش اور سمجھ سے نوازتا ہے اس لیے آپ بھی معاف کرنا سیکھیں۔ یاد رکھیں معاف کرنا ایک عادت ہے اور عادت سیکھی جا سکتی ہے اور پیدا بھی کی جا سکتی ہے۔اپنی شخصیت میں معاف کرنے کی عادت پیدا کریں یہ عادت نبیوں کی عادت ہے، یہ عادت ولیوں اور اللہ والوں کی عادت ہے، یہ عادت آپ کے اندر روحانیت بیدار کردیتی ہے۔

3- رنگ محل بازار میں ایک باباجی رہتے تھے۔ پیشے کے اعتبار سے وہ موچی تھے۔ ان کا نام بابا فیروز تھا۔ان کے متعلق ایک بات بہت مشہور ہے کہ وہ صاحبِ دعا تھے۔ دوسروں کے لیے دعا کرتے تھے اور اللہ کریم ان کی دعا سنتا بھی تھا۔ان کے درویش اور ولی اللہ ہونے پر بہت سے لوگوں کا یقین تھا۔کسی نے ان سے پوچھا کہ باباجی اللہ سے دوستی کیسے ہوئی؟ کہاں موچی اور کہاں اللہ کا ولی؟ بابا جی نے جواب بہت خوبصورت دیا فرمانے لگے''میں نے پوری زندگی میں جس کا بھی جوتا مرمت کیا ہے اس نیت سے مرمت کیا ہے کہ یہ میرے اللہ کا بندہ ہے اور یہ میرے رسول اللہ ﷺ کا امتی ہے''۔اگلا جملہ بہت خوبصورت ہے۔ فرماتے ہیں:''کام بڑا نہیں ہوتا، کام کی نیت کام کو بڑا بنا دیتی ہے''۔ یہ راز بہت کم لوگوں کو پتہ ہوتا ہے کہ کام کی عظمت دراصل نیت کی عظمت میں چھپی

Scanned by CamScanner

ہے۔ خلوصِ نیت تو ولیوں کا شیوہ ہے۔ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں۔ کاروبار، پڑھائی، نوکری، دوسروں کی مدد، سیاست، ڈاکٹری یا انجینئرنگ، تبلیغ، رہنمائی یا تدریس وغیرہ، آج سے ابھی سے اس کام کی نیت بہترین کریں۔ اللہ کی نظر میں پسندیدہ وہ ہے جس کی نیت بہترین ہے۔ قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ احترام کی نظر سے دیکھی جانے والی کتاب بخاری شریف ہے اور حدیث کی اس کتاب کے اعمال والے باب کی ابتدائی حدیث یہ ہے ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔ اللہ اس سے محبت کرتا ہے جس کے کام اور محنت کی نیت مخلوق کی خیر اور اللہ کی خوشنودی ہو۔ آپ بھی اپنے کام میں نیت کریں کہ مخلوق خدا کی خیر کرنی ہے پھر دیکھیں اللہ آپ کو دوست کیسے بناتا ہے۔

4- اللہ کریم کو وہ بندہ بہت پسند ہے جس کا اخلاق بہت اچھا ہے۔ اچھا اخلاق دوسروں کو بے لوث پیار کرنے اور احترام دینے سے شروع ہوتا ہے۔ ترمذی شریف حدیث کی معروف کتاب ہے اس میں ایک حدیث موجود ہے جو اخلاق کی قدر و قیمت بیان کرتی ہے۔ ''قیامت کے روز مومن کے نامہ اعمال میں سب سے وزنی شے اس کا حسنِ اخلاق ہوگا۔'' نرم زبان میں بات کرنا، شرم و حیا کا خیال رکھنا اور دوسروں کو قدر دینا اخلاق کے زمرے میں آتا ہے۔ اگر آپ اللہ کی مدد چاہتے ہیں تو دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے معاملہ کریں۔ اچھے اخلاق والے لوگوں کے دوست زیادہ ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں عزت اور محبت ہمیشہ دینے سے ملتی ہے۔ ہم عزت اور محبت کا تقاضا کیے بغیر دوسروں کو محبت دے رہے ہوتے ہیں۔ آپ اچھے اخلاق سے پیش آ کر دیکھیں تو سہی، آپ خود کہیں گے کہ میٹھے بول میں جادو ہے۔ ان لوگوں کا اخلاق زیادہ اچھا ہوتا ہے جو یہ جانتے ہیں کہ اخلاق کی طاقت ''جسمانی طاقت'' سے زیادہ ہے۔ آپ اپنی

Scanned by CamScanner

یادداشت پر زور ڈالیے، آپ کے دل میں ان سب کی محبت بھری یاد ہوگی جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ ماہرین کی ریسرچ کے مطابق ان لوگوں کے کاروبار ترقی کرتے ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔ بد اخلاق انسان اپنے دنیاوی دوستوں سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور اللہ کی دوستی بھی اسے نہیں ملتی۔ آج سے اپنے اخلاق کو بہتر کریں۔ اچھے بول بولنا سیکھیں۔ دوسروں سے پیار کرنا سیکھیں یہ سوچ کر اکہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

5- اللہ کی محبت ان لوگوں کیلئے ہوتی ہے جو احسان کرتے ہیں۔ احسان کرنے والا سخی ہوتا ہے اور سخی اللہ کو بہت پسند ہے۔ سخاوت کرنے والا اپنے اس عمل سے اس بات کا اظہار کر رہا ہوتا ہے کہ میرا ایمان اس ہستی پر ہے جو تمام خزانوں کا مالک ہے۔ سخاوت آپ کے کاموں اور مال میں برکت ڈال دیتی ہے۔ آپ یقینی طور پر کامیاب ہو سکتے ہیں اگر آپ اپنی زندگی کے ثمرات میں دوسروں کو شریک کرتے رہیں۔ سخاوت مال کی موجودگی میں ہی نہیں ہوتی بلکہ دل سے ہوتی، یہ حوصلے سے ہوتی ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اصل سخی وہ ہے جو دل کا سخی ہے۔ دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے والا، اپنے علم سے دوسروں کی زندگی میں روشنی کرنے والا اور مایوس لوگوں کو امید کی دولت دینے والا بھی سخی ہی کہلائے گا۔

Scanned by CamScanner

احساسِ گناہ سے بچیں

خود کو مجرم سمجھنے سے ترقی کا عمل رُک جاتا ہے

دنیا کا کوئی میڈیکل ٹیسٹ، ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ اس بیماری کی تشخیص نہیں کرسکتا کیونکہ یہ بیماری جسمانی نہیں ہے۔ ماہرین نفسیات اس کو ذہنی بیماری قرار دیتے ہیں لیکن یہ ذہن کے ساتھ ساتھ روح کو بھی کھا جاتی ہے۔ اس بیماری کا نام ہے احساسِ گناہ۔ اسے گلٹ بھی کہتے ہیں۔ تقریباً ہر انسان کو اس بیماری کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ہر انسان اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور یہ بیماری دیمک کی طرح اندر ہی اندر اس کو چاٹتی رہتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ بیماری ہمیں اپنا شکار کیسے بنا لیتی ہے؟ اس کا جواب ہے کہ ہم سب اپنے آپ کو جانچنے اور ماپنے کے معیار بناتے ہیں اور جب ہم اس پر پورا نہیں اُترتے تو ہم اپنی نظروں کے سامنے ہی مجرم بن جاتے ہیں۔ یہ احساسِ جرم ہمیں ہماری نگاہوں میں ہی گرا دیتا ہے اور ہماری ساری شخصیت تباہ ہو جاتی ہے۔ آیئے پہلے یہ جانیں کہ اپنے آپ کو ماپنے کے معیار کیسے بنتے ہیں؟

انتھراپالوجی (بشریات) انسان کے رویوں اور مزاج کا علم ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ "سیکھنا" ہماری جبلت میں شامل ہے۔ ہم شعوری یا لاشعوری طور پر علم حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ علم درست بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی لیکن ہم اپنے سیکھے ہوئے غلط علم کو بھی درست سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اس عمل کے نتیجے میں ایک مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ہماری زندگی میں سیکھا ہوا علم، ایسے جملے جن سے ہم متاثر ہوں اور ایسی باتیں جو

Scanned by CamScanner

ہم نے کسی ایسے شخص سے سنی ہوئی ہوں، جس سے ہم متاثر ہیں...... یہ سب کچھ ہمارے عقائد کو جنم دیتا ہے اور ہمارے عقائد، وہ معیار اور اُصول بنا دیتے ہیں جن سے ہم نے خود کو اور دوسروں کو پرکھنا اور جانچنا ہوتا ہے۔ معیار اور اُصولوں کو بنانے والا علم عموماً چار ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔

ہمارے علم کا پہلا ذریعہ ہمارے والدین ہوتے ہیں۔ والد اور والدہ میں سے والدہ کا کردار اور علم ہمیں زیادہ متاثر کرتا ہے۔ کیوں کہ ہم دنیا کی واحد مخلوق ہیں جس کو اپنی والدہ کے ساتھ کافی زیادہ وقت گزارنا ہوتا ہے۔ ہماری زندگی کے ابتدائی ایام کا سہارا ہمارے والدین ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم ان پر بھروسہ بھی کرتے ہیں اور ان کے بتائے اور سمجھائے ہوئے علم پر بھی مکمل یقین کر لیتے ہیں۔ والدین کا ادب واحترام اپنی جگہ لیکن لازمی نہیں کہ ان کا علم اور آگہی بھی قابلِ قبول ہو۔ یاد رکھیے علم آسانی پیدا کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں جہالت مشکلات اور پریشانیوں کو جنم دیتی ہے۔ بے شمار لوگ جس گلٹ کا شکار ہوتے ہیں وہ زندگی کے ابتدائی ایام کے سیکھے ہوئے علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ گلٹ ان کی زندگی کا سب سے وزنی بوجھ بن کر ان کی ذات اور صلاحیتوں کو دبا دیتا ہے۔ ماہرینِ نفسیات کے بقول اس گلٹ کو مینج (Manage) کرنا تھوڑا سا مشکل ہوتا ہے۔

ہماری زندگی کا دوسرا علم سوسائٹی اور معاشرے سے جڑا ہوتا ہے۔ ہم سب کے سوشل سرکل مختلف ہوتے ہیں اور یہ سرکلز ہمارے علم میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ علاقہ ومحلہ، شہر اور ملک سب کے اپنے اپنے طور طریقے اور رواج ہوتے ہیں۔ ان سے حاصل کیا گیا علم بھی ہمیں معیارات اور اصول دے دیتا ہے۔ یہ اصول ہمیں پرکھنے اور آزمانے پر اُکساتے ہیں اور جب ہم خود کو پرکھتے ہیں تو اگر ہم ان پر پورا نہیں اترتے تو

Scanned by CamScanner

ترغیب

اس کے نتیجے میں ہم گلٹ یا احساسِ گناہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ہم اردگرد کے لوگوں کے طنز اور مذاق سے گلٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم دوسروں کے کہے ہوئے جھوٹ اور منفی جملوں سے خود کو مجرم سمجھنے لگتے ہیں اور یہ عمل ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

ہمارا دین ہماری زندگی میں علم کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ہم بچپن میں قرآن پاک عربی میں پڑھتے ہیں اور اس کا ترجمہ نہیں پڑھتے۔ اس سے قرآن کریم کا اصل مفہوم ہم تک نہیں پہنچتا۔ ہم میں سے اکثر نے حدیثیں اتنی ہی پڑھی ہوتی ہیں جتنی دینیات کی کتاب میں لکھی ہوتی ہیں اور ان کو بھی ہم پرچے میں پاس ہونے کے لیے یاد کرتے ہیں۔ ہم قرآن وحدیث کا مطالعہ خود کرنے کی بجائے جمعہ کے خطبہ پر مکمل بھروسہ کر لیتے ہیں اور اس طرح اسلام کا ادھورا علم ہماری ذات کے ادھورے پن میں بدل جاتا ہے۔ اگر ہمیں ''موت کا منظر'' اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' کا زیادہ علم ہو جائے تو خدا تعالیٰ کا رحمان اور رحیم ہونا بھول جاتا ہے۔ تصوّرِ رحمت پر یقین نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے اندر ایک خوفناک گلٹ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو ہمیں ایک ہی دفعہ مارنے کی بجائے روز اندر ہی اندر ہمارا گلا دباتا رہتا ہے۔

یہ ایک سنجیدہ سوال ہے کہ ہمیں گناہ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اور توبہ کرتے ہوئے ہم شرم کیوں محسوس کرتے ہیں؟

ہم روز ٹی وی دیکھتے اور اخبار پڑھتے ہیں۔ اکثر اوقات دیواروں پر لگے ہوئے اشتہار بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ٹی وی، اخبار اور دیوار پر لگے اشتہار کو بنایا ہی ایسے جاتا ہے کہ دیکھنے والا متاثر ہو۔ یہ سب کچھ 'خریدار' پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے اور ہم نہ صرف خریدار بنتے ہیں بلکہ ایک اچھا ''شکار'' بھی بن جاتے ہیں۔ علم کا یہ ذریعہ ہمارے معیار

Scanned by CamScanner

اور پیمانوں کو بدل دیتا ہے۔ ہم بسا اوقات سگریٹ پینے کو اعزاز سمجھتے ہیں اور خالص دودھ پینے کو بیماری کا ذریعہ۔ اس طرح لاشعوری طور پر ہم کئی طرح کے نفسیاتی مسائل کا شکار ہوجاتے ہیں۔ میڈیا لوگوں کے سوچنے کے انداز کو متاثر کرتا ہے۔ آپ کی شرافت آپ کے گلٹ کا سبب بن جاتی ہے کیوں کہ آپ میڈیا کے دیئے گئے ''ڈان کلچر'' پر پورے نہیں اُتر رہے ہوتے۔

علم کے ان ذرائع کو جاننے کے بعد اس حقیقت کو سامنے رکھیے کہ ہمارا ''سیکھا ہوا علم غلط اور اَدھورا ہوسکتا ہے۔'' ہمیں اپنے علم کو پرکھنے اور جانچنے کے لیے بھی علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ گنجائش ہمارا مسئلہ حل کردیتی ہے۔ آئیں اب اس خطرناک دشمن یعنی گلٹ کا مقابلہ کرنا سیکھیں۔

1- کہا جاتا ہے کہ خدا انسان کو معاف کردیتا ہے لیکن انسان خود کو معاف نہیں کرتا۔ اپنے آپ کو معاف کرنا سیکھیں۔ ہر وقت خود کو مجرم نہ سمجھیں۔ خود سے پیار کریں۔ نفسیات میں ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے جسے آٹوسجیشن کہتے ہیں یا اُردو میں اس کو خود کلامی کہہ سکتے ہیں۔ اس طریقہ علاج کو آسانی سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آپ صبح اٹھنے کے بعد اور رات سونے سے پہلے اپنا دایاں ہاتھ سینے پر رکھیں اور پوری توجہ اور ارتکاز کے ساتھ خود دس بار یہ جملہ کہیں ''میں نے خود کو معاف کیا اور میں اپنے آپ سے بہت محبت کرتا ہوں۔'' صرف چند دن کی مشق کے بعد آپ اپنے آپ کو احساسِ جرم اور احساسِ گناہ سے آزاد محسوس کریں گے۔

2- اللہ کریم سے سچے دل سے توبہ کریں۔ توبہ اور استغفار اللہ کا انعام ہے۔ جب ہم توبہ کرتے ہیں تو ہمارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور ہمارا احساس معطر ہوجاتا ہے۔ یاد رکھیے سچی توبہ گناہ کی یاد کو ختم کردیتی ہے۔ دراصل گناہ کی یاد ہی

Scanned by CamScanner

احساسِ گناہ کو زندہ رکھتی ہے۔ جب ہم مکمل یقین کے ساتھ کہ ہمارا رب ہمیں معاف کرسکتا ہے توبہ کرتے ہیں تو گلٹ ختم ہوجاتا ہے۔

3- اس علم کو پرکھیں جو آپ نے اپنے بچپن سے حاصل کیا ہے۔ اپنے خیالات اور عقائد پر سوالات اُٹھائیں۔ مثلاً اگر کوئی عقیدہ یا خیال گلٹ کا سبب بن رہا ہے اور آپ کو تکلیف دے رہا ہے، آپ کے اندر ایک گھٹن اور چبھن پیدا کر رہا ہے تو اس پر سوال اُٹھائیں کہ ''کیا یہ بات حقیقت ہے؟ یا میری فرضی سوچ ہے؟'' اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ ''جیسا کہ یہ سوچیں مجھے ایک عرصے سے نقصان پہنچا رہی ہیں کیوں ناں ان کو چھوڑ دیا جائے۔'' یاد رکھیں اپنی سوچ، علم اور عقیدہ پر سوال آپ کے اندر شک پیدا کرتے ہیں اور یہ شک آپ کو نیا علم سیکھنے پر مجبور کرتا ہے۔

4- ہم ماضی، ماضی کی یادوں اور ماضی کی باتوں کو نہیں بدل سکتے۔ اگر ہمیں یہ تنگ کریں اور گلٹ کا شکار بننے دیں تو ماضی سے رابطہ توڑ دیجیے۔ ہم نے اپنے وزن سے زیادہ اپنے ماضی کا وزن اُٹھایا ہوتا ہے۔ ماضی ایک ''مردہ وقت'' کا نام ہے اس کو ساتھ لے کر نہ پھریئے۔ ماضی سے سبق حاصل کیجیے اور تنگ کرنے والی یادوں اور واقعات کو بھلا دیجیے۔ ہم اپنے گھر کی ہر پرانی اور بے کار شے کو باہر پھینک دیتے ہیں اسی طرح بے کار ماضی کو بھی پھینک دیجیے۔

5- اگر آپ حساس طبیعت کے مالک ہیں تو ڈپریس (Depress) کرنے والے لوگوں سے بچیں۔ لوگ منفی رائے دینے اور تنقید کرنے کے ایکسپرٹ ہوتے ہیں۔ آپ ابھی سوچیے، کئی چہرے آپ کے ذہن میں آجائیں گے۔ لازمی نہیں کہ آپ ان سے اپنا تعلق توڑ دیں۔ بہتر ہے کہ آپ اپنے ذہن میں ان کو لیبل دے دیں کہ ان کی بات کا اثر نہیں لینا اور نہ ہی ان سے زیادہ گفتگو کرنی ہے۔

Scanned by CamScanner

ہمارے کئی ساتھیوں کو، شرمندگی محسوس کرواتے ہوئے شرمندگی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ خواب چرانے والے لوگ ہوتے ہیں اور سب سے بڑا چور وہ ہے جو آپ کے خواب چرالے۔ آپ کو گلٹ کی اندھی دلدل میں پھینک دے۔ جیسے کار کے آگے گائے آجائے تو ہمیں دومنٹ کے لیے اس کے ہٹنے کا انتظار کرنا ہوتا ہے بالکل اسی طرح ان کے راستے سے ہٹنے کا انتظار کیجئے اور پھر زندگی کے سفر پر رواں دواں ہوجایئے۔

6- ہم کالی عینک لگا کر دنیا کو دیکھتے ہیں اور دنیا کالی نظر آتی ہے۔ یہ کالی عینک ہمارے سوچنے کا انداز ہوتا ہے۔ سوچنے کا انداز بدلنے سے آپ کی زندگی بدل جاتی ہے۔ گلٹ آپ کی شخصیت کے ادھورے پن کا اظہار بھی ہوتے ہیں۔ آپ اگر ان کو سمجھ جائیں تو یہ رائی بن جاتے ہیں اور اگر نہ سمجھیں تو پہاڑ۔

7- خود کو سمجھنا شروع کریں۔ اپنی عادتوں، سوچوں، خوبیوں، خامیوں اور شخصیت کو سمجھیں۔ خود شناسی آپ کے اندر سے احساسِ گناہ کو ختم کردیتی ہے۔ ہم سب کو جانتے اور سمجھتے ہیں لیکن کبھی خود کو جاننے اور سمجھنے کی طرف دھیان نہیں دیا ہوتا۔ جس طرح آئینہ دیکھنے سے آپ کو اپنی شکل وصورت میں بہتری کا موقع ملتا ہے بالکل اسی طرح خود کو جاننے سے اپنے اندر موجود گلٹ پر کام کرنے اور اسے ختم کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

ایک بات بہت اہم ہے کہ گلٹ اور ندامت میں فرق ہے۔ ندامت ایک مثبت احساس ہے۔ آپ اس احساس کی وجہ سے خود کو تبدیل کرنے کا سوچتے ہیں، لیکن گلٹ کے احساس میں آپ اپنی اصلاح کا نہیں سوچتے اور کئی سالوں تک اس شرمندگی کے احساس کو ساتھ لیے پھرتے ہیں۔

یاد رکھیے وہ گناہ بڑے کمال کا گناہ ہے جو آپ کو ندامت اور رب کی بارگاہ میں

Scanned by CamScanner

لے جائے۔ آپ توبہ کریں اور خدا آپ کی توبہ منظور کر کے اسے قبول کرے۔ کیوں کہ ہمارے گناہ جتنے مرضی ہو جائیں اور ہماری شخصیت میں جتنی مرضی ندامت آجائے ہمارے گناہ ہمیشہ اللہ کی رحمت اور فضل کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ اس کی ذات ہم پر اپنا کرم کر کے رہتی ہے۔

Scanned by CamScanner

بے روزگاری سے نجات: مگر کیسے؟

نوکری نہ ملنے کی وجوہات

اور

اس مسئلے کے حل کے لیے رہنما تحریر

داستان کے تین حصے ہیں اور مجھے تین حصوں کو بیان کرنے کے لئے تین کہانیاں سنانا پڑیں گی۔

ہر اتوار کو اس کمپنی کا اشتہار اخبار میں لگ رہا تھا اور میرے دوست کی کمپنی کو جلد سے جلد اس سیٹ پر ایک شخص کو نوکری دینی تھی مگر دو سو لوگوں کے انٹرویو لینے کے بعد میں اور میرا دوست سر پکڑ کر بیٹھ گئے کیونکہ ڈگریاں سب کے پاس تھیں اور اہل کوئی بھی نہیں تھا۔ ہم دونوں کروڑوں کی کمپنی کو کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ نالائق کے حوالے نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے بار بار اشتہار لگا کر ایک اہل اور قابل شخص کا انتظار کر رہے تھے۔

دوسری کہانی کا کردار چھبیس سالہ وہ نوجوان ہے جو روز اپنی ڈگریوں کا انبار لے کر میرے دفتر آ جاتا تھا۔ اس کے پاس صرف ناامیدی تھی اور یہ ناامیدی سوفٹ دور سے محسوس کی جا سکتی تھی۔ تمام ڈگریوں کے اے پلس مارکس بھی اس کے مسئلے کو حل نہیں کر پا رہے تھے۔ وہ چلتا پھرتا مایوسی کا اشتہار بن چکا تھا۔ ہر مجلس، ہر محفل اور ہر جگہ مفت مایوسی بانٹ رہا تھا۔ اس ملک میں تعلیم کی قدر نہیں، اس جملے کی تسبیح کو پڑھتے پڑھتے وہ اپنی جوانی کے دنوں کو بڑھاپے کے انداز میں گزار رہا تھا۔

Scanned by CamScanner

کہانی کو مکمل کرنے کے لیے ہمیں کہانی کے تیسرے کردار پروفیسر صاحب کا تذکرہ کرنا پڑے گا۔ پروفیسر صاحب عرصہ بیس سال سے یونیورسٹی میں وہی کچھ پڑھا رہے تھے جو انہوں نے خود بیس سال پہلے پڑھا تھا۔ بیس سال میں اپنے لیکچرز میں نہ کوئی ''کا'' نکالا اور نہ ہی کوئی ''کے'' شامل کر سکے۔ انہوں نے جاب مارکیٹ نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی انہیں ان مسائل کا پتہ تھا جو ڈگری لینے کے بعد طالب علموں کو پیش آتے ہیں۔ آنکھوں پر کھوپے چڑھا کر کولہو کے بیل کی طرح بیس سال چلنے کے باوجود وہ وہیں کے وہیں تھے جہاں سے انہوں نے سفر شروع کیا تھا۔

یہ ہماری کہانی کی تین تصویریں تھیں مگر ان تینوں کو اکٹھا کیے بغیر کہانی مکمل بھی نہیں ہوتی اور سمجھ بھی نہیں آتی ۔جاب مارکیٹ کو سمجھنے سے پہلے یاد رکھیے کہ ایک نوکری دینے والا ہے دوسرا وہ ہے جسے نوکری کی تلاش ہے اور تیسرا وہ ہے جس نے نوکری کی تلاش کرنے والے کو پڑھایا ہے۔ نوکری دینے والا شخص جس طرح کے فرد کو ڈھونڈ رہا ہے وہ مل نہیں رہا۔ نوکری تلاش کرنے والے کو جو کچھ پڑھایا گیا ہے وہ اس میں وہ خوبیاں ہی پیدا نہیں کر سکا جس کی مارکیٹ میں مانگ ہے اور نہ پڑھانے والے میں خود وہ خوبیاں موجود ہیں اور نہ ہی وہ دوسرے میں پیدا کر سکتا ہے کیونکہ برتن سے نکلتا وہی ہے جو اس میں ڈالا گیا ہو۔

نوکری کا نہ ملنا، بے روزگاری پاکستانی نہیں عالمی مسئلہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا میں ایک سو ستانوے ملین لوگ بے روزگار ہیں۔ چونکہ نوکری سے ہمارا معاش اور رزق ہوتا ہے اس لیے مالی پریشانی عذاب بن جاتی ہے۔ بہت غور و خوض سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہمیں نوکری یا کام نہیں چاہیے ہوتا بلکہ پیسے چاہیے ہوتے ہیں ۔نوکری کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی زندگی اور وقت کا ایک حصہ بیچ کر اس

Scanned by CamScanner

سے وہ رقم حاصل کرتے ہیں جس سے ہماری ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ آج ہم آپ کو کچھ ایسے طریقے بتائیں گے جن کی مدد سے آپ اپنا بے روزگاری کا مسئلہ آسانی سے حل کرلیں گے

1- یاد رکھیے ہر شخص کے لئے نوکری کرنا مناسب نہیں ہوتا کئی لوگوں میں بزنس کرنے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اونے پونے داموں دوسروں کے ہاتھوں فروخت کردیتے ہیں۔ اس لئے نوکری تلاش کرنے کی بجائے اپنا کام کرنے کا سوچئے۔ یہ سوچئے کہ آپ نے کئی لوگوں کو نوکری دینی ہے۔ جب آپ اس انداز سے آگے بڑھتے ہیں تو آپ میں اعتماد پیدا ہوجاتا ہے۔ میں بے شمار کاروباری لوگوں سے ملا ہوں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں نوکری مل جاتی تو آج ہمارا ذاتی کاروبار نہ ہوتا۔ ہمیں ٹرین کا ڈبا بننے کی بجائے ٹرین کا انجن بننا ہوتا ہے اور ہم نوکری نہ ملنے پر دل ہار جاتے ہیں اور ایک اچھا موقع بھی گنوا دیتے ہیں۔

2- ہم پرانے کپڑے بدل لیتے ہیں، پرانے جوتے بھی تبدیل کر لیتے ہیں لیکن ان خامیوں کو تبدیل کرنے کا نہیں سوچتے جو ایک عرصے سے ہمارا راستہ روک رہی ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نوکری نہ ملنے والے افراد میں تین طرح کی خامیاں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں میں اعتماد کی کمی پائی جاتی ہے آپ خود اندازہ لگالیں کہ اگر آپ خود پر اعتماد نہیں کرتے تو کوئی دوسرا آپ پر کیسے اعتماد کرے گا۔ ان لوگوں کا دوسرا مسئلہ ان کی کمزور پرسنیلٹی ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو اچھی ڈریسنگ کا پتہ نہیں ہوتا۔ ان کو بات چیت کرنا نہیں آتی اور تیسرا مسئلہ کمٹمنٹ کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ وقت کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ لوگ پریشر برداشت کرسکتے ہیں۔ آپ اپنی خامیوں کو جانئے اور ان کو ٹھیک کیجیے۔ ویسے بھی خوش اخلاق انسان کی

Scanned by CamScanner

زندگی میں مواقع زیادہ آتے ہیں۔

3- ہمیں یہ سکھایا ہی نہیں گیا ہوتا کہ انٹرویو دینا کیسے ہے۔ ہمیں ہاتھ ملانا اور سلام کرنا، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات چیت کرنا سیکھنا چاہیے۔ ہمیں کمرے میں داخل ہونے اور کمرے سے باہر جانے کے آداب کا پتہ نہیں ہوتا ہے اور نوکری دینے والا ہمیں ہی کمرے سے پکاپکا باہر نکال دیتا ہے۔ آپ یہ سب کچھ سیکھیں ہو سکے تو کسی ایکسپرٹ سے مشورہ کرلیں۔

4- اکثر لوگ پوری معلومات نہیں رکھتے اس لئے وہ جس نوکری کی تلاش کیلئے انٹرویو دے رہے ہوتے ہیں اس کے حوالے سے کنفیوز ہوتے ہیں۔ ہمیں نوکری اور کمپنی کے مطابق اپنا علم بڑھانا ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ نہ کریں تو نوکری دینے والا آپ کو کوئی توجہ نہیں دے گا کیونکہ آپ کو صرف نوکری چاہیے اس کی کمپنی میں آپ کو کوئی انٹرسٹ نہیں ہے

5- یہ بہت بڑی حقیقت ہے کہ سکوپ کسی فیلڈ میں نہیں ہوتا بلکہ سکوپ اس بندے کی خوبیوں اور صلاحیتوں میں ہوتا ہے جو کسی فیلڈ کو منتخب کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اپنا سکوپ بنائیے۔ خود کو قیمتی بنائیے۔ اگر آپ کمپنی کی ضرورت بن جاتے ہیں تو کمپنی آپ کی ضروریات خود بخود پوری کر دے گی۔ آپ کسی جگہ نوکری کے لیے جائیں تو ان کی ضروریات اور ٹارگٹ کو سامنے رکھ کر جائیں۔ یاد رکھیں کوئی کمپنی اپنے فائدے کے بندے کو مس نہیں کرنا چاہتی۔

6- ہم اپنی ڈگری مکمل کرتے ہیں اور اس کے فوراً بعد تمنا کرتے ہیں کہ ہمیں توپوں کی سلامی کے ساتھ ایک اچھی نوکری مل جائے۔ ہم بڑی سے بڑی نوکری چاہتے ہیں اور وہ نہیں ملتی۔ اگر ہم یہ توقع چھوڑ دیں اور کسی چھوٹی موٹی نوکری سے اپنے کیریئر کا آغاز کرلیں تو کچھ برسوں کی محنت کے بعد ہمیں ایک اچھی نوکری مل

Scanned by CamScanner

جاتی ہے۔ پانچ لاکھ روپیہ تنخواہ' ایک عدد اٹھارہ سو سی سی کار اور کنال کے گھر والی نوکری کرنے والے شخص سے میں نے یہ راز پوچھا تھا کہ اتنی کمال کی نوکری کیسے لی؟ اس نے بہت خوبصورت جواب دیا ''میں نے کمپنی کی ٹینشن لینی شروع کی ہے اور کمپنی میری ہر ٹینشن کو دور کر دیتی ہے۔''

7- ہجرت کریں کیونکہ بعض اوقات ہمارا دانہ پانی کسی اور جگہ لکھا ہوتا ہے اور ہم ہجرت کا چانس نہیں لے رہے ہوتے۔ اپنے روابط میں تلاش کریں کہیں نہ کہیں کوئی آپ کو تلاش کر رہا ہوگا۔ آپ علاقہ شہر گاؤں اور ملک بدل کر دیکھیں آپ کی تقدیر بدل جائے گی۔

8- بعض لوگ ایسی نوکری کی تلاش میں ہوتے ہیں جس میں کام نہ کرنا پڑے۔ مہربانی فرما کر آپ پہلے ایک ہارڈ ورکر بنیں۔ اگر آپ محنتی نہیں تو آپ کو کبھی بھی اچھی نوکری نہیں ملے گی اور مل بھی گئی تو اس میں ترقی نہیں کر سکیں گے۔ ساری زندگی کلرک بادشاہ کی طرح گزار کر ایک دن ریٹائر ہو جائیں گے۔ ہمیں نوکری کی بجائے کام تلاش کرنا چاہیے۔ اگر کام مل جائے تو ترقی انسان خود بخود کر جاتا ہے۔ اپنا طرزِ فکر تبدیل کیے بغیر نوکری نہیں مل سکتی۔

9- کسی جگہ انٹرن شپ کریں کسی بھی کمپنی کے لیے دو یا تین ماہ کے لیے مفت کام کریں۔ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک میں طالبعلم اپنی ڈگری مکمل کرنے کے بعد بغیر معاوضے کے کسی جگہ پر کام کرتے ہیں تاکہ ان میں نوکری کرنے کی سمجھ بوجھ پیدا ہو جائے۔ اگر آپ باصلاحیت ہیں تو کمپنی آپ کی انٹرن شپ کو مستقل نوکری میں تبدیل کر دیتی ہے۔ انٹرن شپ منگنی کی طرح ہوتی ہے۔ اگر یہ کامیاب رہے تو شادی یعنی نوکری پکی ہو جاتی ہے۔

یہ بات نہ بھولیے گا کہ نوکری کی تلاش ایک مشکل کام ہے۔ ہمت نہ ہاریے۔

Scanned by CamScanner

اگر آپ اہل ہیں تو کوئی نہ کوئی آپ کو تلاش کر رہا ہے اور اگر آپ اہل نہیں ہیں تو فوراً اپنے اندر اہلیت پیدا کریں۔ ایک راز کی بات آپ کو بتا دوں کہ ہماری زندگی میں آنے والے مواقع اچھے انسانوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور ہمیں انسانوں سے پیار کرنا، اچھا برتاؤ کرنا اور دوسرے کے کام آنا نہیں آتا اس لیے انسان دور نہیں جاتے بلکہ مواقع دور چلے جاتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

کامیاب بزنس مین بننے کے راز

کامیابی کے لیے پیسہ نہیں
بلکہ جذبے اور تحریک کی ضرورت ہوتی ہے

ہر شعبۂ زندگی میں کامیابی کا حصول انسانی فطرت میں شامل ہے۔ جس کی تگ ودو میں انسان اپنی ساری زندگی صرف کر دیتا ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ کامیابی یا ناکامی دونوں صورتوں میں انسان زندگی سے بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ ناکامی سے سبق اور کامیابی سے دولت، شہرت اور عزت اس کے حصے میں آتی ہیں۔ کامیابی اور ناکامی کے عمل میں سب سے زیادہ اہم سمت کا انتخاب ہے اور یہی چیز انسان کو بلندی یا پستی میں لے جاتی ہے۔

بعض لوگ کھلی آنکھوں سے خواب دیکھتے ہیں اور پھر ان کی تعبیر بھی پا لیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک نام منیر بھٹی کا بھی ہے۔ جنھوں نے نوکری حاصل کرنے کی بجائے نوکری دینے والا بننے کا خواب دیکھا اور اس خواب کو پورا کرنے کے لیے اُنھیں دن رات محنت کرنا پڑی۔ انھوں نے اندرونِ شہر لاہور سے زندگی کا سفر شروع کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ مضبوط پس منظر اور لمبی چوڑی تعلیم کے بغیر بھی نجی کاروبار میں کامیابی ممکن ہے۔ انہوں نے مسٹر ڈینم (Mr. Denim) کے نام سے جینز کا کاروبار شروع کیا۔ آج ان کے پاس ملازمین کی تعداد ہزاروں میں ہے اور تین بار بیسٹ ایکسپورٹر کا ایوارڈ بھی جیت چکے ہیں۔ کمال کی بات یہ ہے کہ اُنھوں نے کاروبار بغیر کسی

Scanned by CamScanner

سرمائے کے شروع کیا بلکہ شروع میں لیٹر پیڈ پرنٹ کروانے کے لیے بھی پیسے نہیں تھے لیکن دنیا کی سب سے قیمتی چیز ''آگے بڑھنے کا جذبہ'' ان کے پاس تھا۔ دس سال کے لیے انھوں نے اپنے ٹارگٹ وضع کر لیے اور دن رات محنت شروع کر دی۔ منیر بھٹی کے بقول ان کو پیسہ کمانے کا اتنا شوق نہیں تھا جتنا ترقی کرنے کا اور کچھ کر دکھانے کا تھا۔ دس سال کے لیے انھوں نے اپنا نفع ونقصان نہیں دیکھا صرف محنت کی۔ ان کا یقین ہے کہ اگر آپ کسی کام کے لیے دس سال کا ٹارگٹ سیٹ کر کے چل پڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ پر مہربانی ضرور کرتے ہیں۔ اگر آپ کام کے لیے کام کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو انعام ضرور دے گا۔

منیر بھٹی کی کاروباری کامیابی کی کہانی نوجوانوں کو موٹیویشن (تحریک) فراہم کرتی ہے۔ بے شمار تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں انھیں لیکچر کے لیے دعوت دیتے ہیں اور وہ خوش دلی سے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے طالب علموں کو نوکری لینے والا بننے کے بجائے نوکری دینے والا بننے کی تحریک دیتے ہیں۔ منیر بھٹی اپنے انٹرویو اور لیکچرز میں طالب علموں کے ساتھ دو راز شیئر کرتے ہیں۔ ان کی سکسیس سٹوری (success story) اور کاروباری راز بتانے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ کامیاب لوگوں کی کہانیاں زیادہ تر امریکہ اور برطانیہ کی بتائی جاتی ہیں جبکہ ہمارے ملک میں بے شمار ہیرو ایسے ہیں جن کی داستان یہ بتاتی ہے کہ پاکستان میں رہ کر بھی کامیاب بلکہ انتہائی کامیاب ہونا ممکن ہے۔ دوسرا نوجوانوں کو کچھ کر گزرنے کا جذبہ ملے۔ ہر بڑے کام کے پیچھے کوئی جذبہ اور تحریک ہوتی ہے۔ کیا معلوم یہ کامیابی کی کہانی کتنے لوگوں کی کامیابی کو ممکن بنا دے۔

آیئے منیر بھٹی سے کامیابی کے گُر سیکھیں۔ یہ تمام گُر کتابی باتیں نہیں ہیں بلکہ

Scanned by CamScanner

ایک عملی انسان کے سیکھے اور سمجھے ہوئے اصول ہیں۔ منیر بھٹی کہتے ہیں:

1- کامیابی کے پیچھے سب سے زیادہ اہم کردار ان کی خوش اخلاقی کا ہے۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی انہوں نے اپنی خوش اخلاقی کو کبھی نہیں چھوڑا۔ چینی کہاوت ہے ''جس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں اور جس کا اخلاق اچھا نہیں اسے دکان نہیں کھولنی چاہیے'' وہ اس کی تائید کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ خوش اخلاق انسان اور اچھا انسان بہترین مواقع زیادہ حاصل کرتا ہے۔ اگر آپ کو کاروبار شروع کرنا ہے اور اس میں کامیاب بھی ہونا ہے تو آپ کو بہت زیادہ خوش اخلاق ہونا پڑے گا۔

2- کاروبار میں کامیاب ہونے کے لیے آپ کو ایک پروڈکٹ یعنی ایک آئٹم پر کام کرنا ہوتا ہے۔ اگر آپ ایک آئٹم کو بہت کامیاب طریقے سے مارکیٹ کر سکتے ہیں تو باقی آئٹمز خود بخود آگے بڑھنے لگتی ہیں۔ منیر بھٹی کے بقول جب آپ بہت سی پروڈکٹس پر اکٹھے کام کر رہے ہوتے ہیں تو آپ کا فوکس ختم ہو جاتا ہے اور ترقی کرنے کے لیے آپ کو فوکس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں ہر فن مولا نہیں بننا چاہیے۔ ایک کام کریں مگر کمال کا کریں۔ باقی کاموں کے لیے ماہر لوگ ہائر کریں۔

3- قدرت مستقل مزاج اور محنتی انسان پر ضرور مہربان ہوتی ہے۔ بے شمار لوگ اس لیے کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ ان میں استقامت نہیں ہوتی۔ مستقل مزاج انسان دراصل اس یقین کا اظہار بھی کر رہا ہوتا ہے کہ قدرت اس کی محنت کو ضائع نہیں کر سکتی اور کچھ وقت میں شاندار انعام ضرور ملے گا۔

4- تھامس سٹینلے نے ہزاروں کروڑ پتی لوگوں پر ریسرچ کی اور ان سب کی کامیابی کا نمایاں ترین فیکٹر ''ایمان داری'' کو پایا۔ منیر بھٹی کا بھی یہی ماننا ہے کہ کامیابی

Scanned by CamScanner

ان کے قدم چومتی ہے جن کی ایمان داری کی قسمیں ان کے دشمن بھی کھائیں۔ ایمان داری آپ دوسرے کے لیے نہیں کر رہے ہوتے ہیں یہ دراصل آپ کا اپنا فائدہ ہوتا ہے۔اُن کا کہنا ہے کہ کاروبار شروع کرنے کے بعد ان کو بے شمار دفعہ قرضہ لینا پڑا لیکن شدید مشکل حالات کے باوجود اُنھوں نے وہ بروقت واپس کیا۔

5- منیر بھٹی کا ماننا ہے کہ اُمید ہی وہ طاقت ہے جو ہمیں قدم اُٹھانے اور آگے بڑھنے پر اُکساتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مایوسی کو گناہ سمجھیں۔ مایوسی آپ کے خواب چھین لیتی ہے اور کامیابی کے لیے خواب کا زندہ رہنا بہت ضروری ہے۔ میرے راستے میں ہزار رکاوٹیں اور مشکلات آئیں لیکن میں نے کبھی بھی اُمید ترک نہیں کی۔

6- اُنھوں نے کمال کا ایک راز بتایا کہ لوگ بہت سا پیسہ کمانا چاہتے ہیں اور کامیاب بھی ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی معاشرے میں ایک باعزت مقام حاصل کرنے کا نہیں سوچتا۔ ان کے بقول ترقی کرنے کے مواقع تب زیادہ ہوتے ہیں جب آپ ایک عزت دار مقام حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیتے ہیں۔ کیوں کہ عزت ہمیشہ اس کو ملتی ہے جو اہل ہوتا ہے۔ جب آپ اہلیت کے لیے محنت کرتے ہیں تو کامیابی خود بخود آپ کے قدم چومتی ہے۔ آپ کا پیسہ ہی آپ کی کمائی نہیں بلکہ عزت بھی کمائی کا حصہ ہے۔

7- کاروبار کی کامیابی یا ناکامی میں آپ کی ٹیم کا بہت بڑا کردار ہے۔ کوئی بھی ادارہ اُس وقت ترقی کرتا ہے جب ساری ٹیم کے لوگ اسے اپنا ادارہ سمجھیں۔ ون مین شو ہمیشہ ناکام ہو جاتا ہے۔ منیر بھٹی کہتے ہیں کہ چھوٹا کاروبار چلانے کے لیے ٹیم اتنی اہم نہیں لیکن ایک بڑے بزنس کے لیے آپ کو ایک بہترین ٹیم درکار ہوتی ہے۔ دراصل ٹیم بھی وہی شخص بنا سکتا ہے جس میں لیڈر شپ کی صلاحیت

Scanned by CamScanner

پائی جاتی ہے۔ ایک اچھا ٹیم لیڈر باصلاحیت لوگوں کو پہچان لیتا ہے اور ان کو اس مقام پر تعینات کرتا ہے جہاں وہ بہترین نتائج دے سکیں۔

8- لوگ جو قیمت ادا کرتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں لیکن آپ کے پروڈکٹ کی کوالٹی کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ اس لیے اُنھوں نے کبھی بھی اپنی مصنوعات کی کوالٹی پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ کوالٹی بھی ایک دم نہیں بنتی بلکہ یہ کئی سالوں کی ان تھک محنت اور قربانیوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کاروباری سفر کی شروعات میں کئی دفعہ انھوں نے کوالٹی کو برقرار رکھنے کے لیے بہت سے نقصانات برداشت کیے۔ یہ ان کے معیاری کام کا ہی کمال تھا کہ ان کی برانڈ نے تین بار بیسٹ ایکسپورٹر کا ایوارڈ جیتا۔ ان کا ماننا ہے کہ کوالٹی اور کام کا معیار پیسے اور خوشحالی کو خود بخود کھینچ لیتا ہے۔

منیر بھٹی کی کامیابی کی کہانی اور ان کے بتائے ہوئے راز بے شمار نوجوانوں کے کام آسکتے ہیں۔ ان کے مطابق تعلیمی انقلاب تب ہی ممکن ہے جب تعلیم آپ کے اندر خوبیاں پیدا کرے۔ صرف ڈگری سے امیر نہیں ہوا جا سکتا۔

Scanned by CamScanner

اپنی دلچسپی کے پیشے کا انتخاب کریں

اصل کامیابی اطمینان کے احساس میں پنہاں ہوتی ہے

تیس سال بددلی سے کام کرنے کا تجربہ اور ایک مرجھایا ہوا چہرہ لیے وہ میرے سامنے بیٹھا تھا۔ مجھے پہلی بار یہ احساس ہوا کہ لوگ جوانی میں ہی مرجاتے ہیں لیکن دفنائے بڑھاپے میں جاتے ہیں۔تیس سال کام کرنے کا مطلب ہے آدھی زندگی کسی کام پر لگا دینا۔ اتنے طویل عرصے کی محنت کے بعد اس کے پاس پیسہ، دولت، گھر اور گاڑی سب کچھ تھا لیکن خوشی نہ تھی۔ وہ سر سے پاؤں تک پریشان دکھائی دیتا تھا۔ اس کو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ آخری بار وہ کب خوش ہوا تھا۔ اس کے اندر کی اداسی اس کی زندگی کے ہر مزے کو خراب کر رہی تھی۔ اس کو زندگی بے ذائقہ اور زندگی کے رنگ بھی مدھم دکھائی دیتے تھے۔ ایک سمندر تھا.... منفی سوچوں کا سمندر جو اس کے ہر لمحے کو عذاب بنا دیتا تھا۔ بس وہ مرچکا تھا اور موت کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے پاس افسوس اور ''کاش'' کا لفظ تھا۔ یہ ''کاش'' اس وجہ سے تھا کہ جو کام وہ آدھی زندگی کرتا رہا تھا اس میں اس کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے اللہ نے اس کو کسی اور کام کیلئے دنیا میں بھیجا تھا۔ یہ خالی پن اس کی زندگی کا بوجھ بن کر اس کی پہلے سے جھکی ہوئی کمر کو توڑے جا رہا تھا۔ اپنے بچپن میں وہ پڑھائی کو زندگی کا مقصد سمجھتا رہا۔ جوانی میں اچھی نوکری اور پیسہ کمانے کو مقصدِ حیات بنا بیٹھا۔ باقی عمر بچے پالنے کے نام ہوگئی لیکن ساری زندگی کو کوئی ''نام'' نہ ملا۔ بے مقصد زندگی کا کوئی نام نہیں ہوتا۔ وہ اس بے مقصد

Scanned by CamScanner

زندگی سے تنگ آچکا تھا اور اس ساری اُداسی، پریشانی اور ندامت کو ساتھ لیے میرے سامنے بیٹھا تھا۔ یہ کہانی کسی ایک نوجوان کی نہیں ہے، ے زیادہ تر لوگ زندگی میں جو کام کرتے ہیں وہ ان کی پسند کے مطابق نہیں ہوتے۔ لوگ درست وقت میں اپنی دلچسپی، اپنی شخصیت اور اپنی ذہانت کو دریافت نہیں کرتے۔ ساری زندگی کسی ایسے کام میں گزار دیتے ہیں جس کیلئے ان کو پیدا نہیں کیا گیا ہوتا۔ یاد رکھیے انسان دنیا کی وہ باکمال مخلوق ہے جس کی پسند اور ناپسند ہوتی ہے۔ ہم ''بور'' ہوتے ہیں اور بورنگ یا اُکتا جانا اللہ کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ جس طرح کمپاس سمت بتانے کے کام آتی ہے بالکل اسی طرح خدا تعالیٰ نے ہمارے اندر پسند اور ناپسند کی کمپاس رکھ دی ہوئی ہے۔ جو کام ہماری ذہانت اور شخصیت کے مطابق نہیں ہوتے ان کو کرتے ہوئے ہمیں اداسی اور بوریت محسوس ہونے لگتی ہے۔ ہر وہ کام جس کیلئے دلچسپی اور جذبہ ہم میں موجود ہوتا ہے وہ ہمیں خوشی اور راحت دیتا ہے۔ کبھی نہ بھولیے گا کہ یہ اندر کی کمپاس آپ کو احساس کے ذریعے آگاہ کرتی ہے۔ دلچسپی کے کام کرتے ہوئے ہمیں اچھا محسوس ہوتا ہے اور باقی کام ہمیں اکتاہٹ محسوس کرواتے ہیں۔

ایک ریسرچ کے مطابق ایک شخص جس کی عمر پینسٹھ سال ہو اس کو نوے ہزار گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ اب نوے ہزار گھنٹے اگر اس کو وہ کام کرنا پڑے جس کیلئے وہ پیدا نہیں ہوا تو یقیناً وہ ایک تکلیف دہ زندگی گزارے گا۔ آپ اپنے پین (Pen) سے چھری کا کام لیں اور چھری سے لکھنے کا کام لیں۔ یقیناً یہ ناممکن ہے کیونکہ پین لکھنے کیلئے بنا ہے اور چھری کاٹنے کیلئے۔ اسی طرح ہر انسان دوسرے انسان سے الگ مقصد کے لیے بنا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ ہماری اقدار جدا جدا اور ہمارے مزاج بھی ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اگر آپ ایک دن کیلئے

Scanned by CamScanner

خوش ہونا چاہتے ہیں تو پکنک پر نکلیں، اگر ایک ہفتے کیلئے خوش ہونا چاہتے ہیں تو ایک ہفتے کی چھٹی لیں اور کسی پہاڑی علاقے میں وقت گزاریں۔ اگر آپ ایک مہینے کیلئے خوش ہونا چاہتے ہیں تو شادی کروالیں۔ اگر آپ ایک سال کیلئے خوش ہونا چاہتے ہیں تو اپنی وراثتی دولت کو مزے لے کر اڑا دیں اور اگر آپ زندگی بھر کیلئے خوش ہونا چاہتے ہیں تو وہ کام کریں جس سے آپ کو محبت ہے۔ کیوں کہ ہم نے اپنا بہت سا وقت کام کرنے میں گزارنا ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں وہ پروفیشن منتخب کرنا چاہیے جس میں ہمارا پیشن (Passion) یعنی دلچسپی موجود ہو۔

کپڑوں کی دکان بھری ہوتی ہے اور آپ اسی بھری دکان میں سے اپنے لیے ایک سوٹ منتخب کرتے ہیں۔ کسی ہوٹل میں بیٹھے ہوئے، کئی اقسام کے کھانوں میں سے آپ کوئی ڈش اپنے لیے منگواتے ہیں اور جوتوں کے سٹور میں ہزاروں جوتوں کے باوجود آپ ایک جوڑا لے کر گھر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح زندگی گزارنے کے لیے آپ نے اپنی دلچسپی اور مزاج کے مطابق پیشے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ دنیا میں ہزاروں پیشے ہیں لیکن آپ نے ان ہزاروں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ آپ کا پیشہ اور اس پیشے کی محبت آپ کو آپ کی اصل شناخت، اصل پہچان، اصل نام اور اصل شکل عطا کرتے ہیں۔ ہمارے کلچر میں بچوں کو تعلیم دلوائی ہی اس لیےجاتی ہے کہ اچھی نوکری مل جائے۔ نوکری کے چکر میں وہ اپنے پیشن (Passion) کو نظر انداز کر دیتا ہے اور ایک بے مزہ سی زندگی گزار کے رخصت ہو جاتا ہے۔ کام کرنے کا مزہ تب آتا ہے جب اس کام سے آپ کو محبت ہو۔ آج دنیا کے ہر شعبے کے کامیاب ترین لوگ اپنے انٹرویوز میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے وہ کام کیا جس میں ان کی دلچسپی تھی۔ اس دلچسپی کی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے۔ اس بات کو کبھی نظر انداز نہ کیجئے گا کہ نوکری

Scanned by CamScanner

سے حاصل ہونے والے پیسے اصل کامیابی نہیں۔ اصل کامیابی اس کام کو کر کے ایک اطمینان کے احساس کی شکل میں حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کبھی اپنی قیمت اتنی کم نہ لگوائیں کہ چند پیسوں کی خاطر خود کو بیچ دیں اور ہمیشہ کیلئے خوشی اور راحت سے محروم ہوجائیں۔ آج ہم آپ کو وہ طریقے بتاتے ہیں جن سے آپ اپنی دلچسپی اور پیشن (Passion) کو دریافت کرسکتے ہیں۔ یہ دریافت آپ کی زندگی کی سب سے بڑی دریافت ہوگی۔

1- اگر آپ کو اپنا کام کرتے ہوئے وقت ضائع ہونے کا احساس ہوتا ہے تو آپ خوش قسمت ہیں کیوں کہ یہ احساس بہت قیمتی ہے۔ یہ اشارہ ہے کہ آپ غلط پیشے میں ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے جو ذہانت دی ہے آپ اس کو استعمال میں نہیں لا رہے اور بدلے میں آپ کو وقت ضائع ہوجانے کا احساس مل رہا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری میں اس احساس کو ''احساسِ زیاں'' کہا گیا ہے اور یہ احساس نعمت سے کم نہیں۔ یہ احساس آپ کو جگا دیتا ہے۔ یہ بیدار لوگوں اور بیدار قوموں کو نصیب ہوتا ہے۔ یہ احساس لہو کو گرماتا ہے اور مقصدِ حیات کی تلاش کو ممکن بناتا ہے۔ آپ کا وقت ہی زندگی ہے اور وقت کا ضائع جانا زندگی کا ضائع جانا ہے۔ کون احمق اپنی زندگی کو کاٹ کر کوڑے کے ڈھیر میں پھینکنا چاہے گا۔

2- جس کام کا پیشن (Passion) آپ میں موجود ہوتا ہے اس کام کی وجہ سے آپ کو دوسروں کی تعریف ملنا شروع ہوجاتی ہے۔ یہ تعریف درحقیقت قدرت کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ آپ درست جگہ پر موجود ہیں۔ انسان دنیا کی وہ مخلوق ہے جس کو زندہ رہنے کیلئے آکسیجن اور آگے بڑھنے کیلئے تعریف کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو آپ کے مخالفین بھی آپ کے کام کی تعریف کردیتے ہیں دراصل یہ تعریف کام کے ساتھ آپ کی لگن کا ثبوت ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

3- آپ نے کبھی اپنے سائز سے بڑے یا چھوٹے کپڑے پہنے ہیں؟ یا آپ نے کبھی تنگ جوتے پہننے کے بعد دوڑنے کا تجربہ کیا ہو؟ جو احساس اپنے سائز کے علاوہ کپڑے پہننے اور تنگ جوتے پہن کر دوڑنے میں ہے اس سے ملتا جلتا احساس آپ کو غلط پیشے اور شعبے میں کام کرنے سے ہوتا ہے۔ آپ کو وہ کام اپنا نہیں لگتا۔ آپ کام کر کے اعتماد محسوس نہیں کرتے۔ جس شعبے میں آپ کی دلچسپی ہوتی ہے اس شعبے کے کام میں آپ اپنی انرجی لگاتے ہیں اور آپ کا کام آپ کو بدلے میں مزید انرجی دیتا ہے۔ کام سے حاصل ہونے والی انرجی آپ کا اعتماد بن جاتی ہے اور یہ اعتماد آپ کو جچتا ہے۔

4- دنیا کے تمام ہیروز میں ایک چیز مشترک ہوتی ہے۔ ان کا کام ان کو صبح صبح نرم گرم بستر سے اٹھا دیتا ہے اور رات گئے تک جگاتا بھی ہے۔ دراصل کام میں دلچسپی ان کو متحرک رکھتی ہے۔ جس طرح ہر چلنے والی چیز کی ایک ڈرائیونگ فورس ہوتی ہے اسی طرح ان لوگوں کی ڈرائیونگ فورس ان کا کام ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی رکاوٹ اور کسی بھی طرح کی تھکاوٹ ان کو نہیں روک سکتی۔ یہ لوگ جسم کی توانائی سے کام نہیں کرتے بلکہ روح کی انرجی ان کو تھکنے نہیں دیتی۔

5- ہم جس فیلڈ کو اپنے لیے منتخب کرتے ہیں اس فیلڈ میں کئی لوگ ہم سے پہلے کامیاب ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے لیے انسپائریشن کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ ہم جب بھی ان کے کام کو دیکھتے ہیں تو ہمارے اندر ایک رشک کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں ان کی کہانیاں، واقعات اور باتیں جوش دلاتی ہیں۔ یاد رکھیے شیر شیر کی اور چوہا چوہے کی پہچان جلد کر لیتا ہے۔ آپ کے رول ماڈلز کے ساتھ آپ کا دلچسپی اور پیشن کا رشتہ ہوتا ہے۔ جس طرح آپ کو اپنا آپ دیکھنے کیلئے ایک آئینے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح آپ کو اپنے چھپے ہوئے ٹیلنٹ

Scanned by CamScanner

کو دیکھنے کیلئے کسی اور ٹیلنٹڈ انسان کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذہ اس فیلڈ اور پیشے کا انتخاب کریں جس پیشے کے لوگ آپ کو متاثر کرتے ہیں۔

-6 ہمیں ہر شعبے کے علم کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ ہمیں اپنی پسند کے شعبے کے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔ علم ضرور حاصل کیجیے لیکن وہ علم حاصل کیجئے جو آپ کے کام آنا ہے۔ ایک ریسرچ کے مطابق ہمیں وہ کتابیں، انفارمیشن، رابطے، لوگ، یادیں اور وہ فلمیں نہیں بھولتیں جن میں ہماری دلچسپی ہوتی ہے۔ دلچسپی آپ کے حافظے کو بڑھا دیتی ہے۔ آج ہی نوٹ کریں کہ آپ کے پاس کس پیشے اور شعبے کا علم بغیر کسی وجہ کے بہت زیادہ ہے۔ وہ شعبہ آپ کی ترقی کا دروازہ کھول سکتا ہے کیوں کہ آپ کے پاس اس شعبے کی دلچسپی ہے۔

-7 جس کام کے لیے آپ پیدا کیے گئے ہیں وہ کام آپ کو عادت کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ وہ کام آپ کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ لگتا ہے۔ اس لیے وہ کام منتخب کریں جس میں آپ کا خشوع وخضوع عبادت والا ہے۔ اس کام میں ڈنڈی مارنے کو دل نہیں کرتا۔ آپ لاکھ چاہیں مگر اس کام میں ایمانداری ہی آپ کو اطمینان دے گی۔

-8 ہر چیز کی کوئی قیمت ہوتی ہے اور ہر کام کا ایک معاوضہ۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ جس کام میں آپ کی دلچسپی اور جذبہ موجود ہوتا ہے اس کام میں معاوضے کی پروا نہیں ہوتی۔ کوئی آپ کو خرید نہیں سکتا، کوئی آپ کے دام نہیں لگا سکتا سوائے آپ کے رب کے۔ آپ کے کام میں آپ کا جذبہ اور لہو شامل ہو جاتا ہے اور آپ مالی فائدے کو ترجیح اوّل نہیں بناتے۔

-9 ایک جملہ بہت مشہور ہے "Take your Passion and make it Happen" جس کام کی دلچسپی اور لگن آپ میں موجود ہو اس کام میں کامیابی کا

Scanned by CamScanner

یقین بھی آپ کو محسوس ہونے لگتا ہے۔ یہ یقین بھی انعام ہوتا ہے کہ آپ درست فیلڈ میں ہیں۔ یقین دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے۔کوئی کسی کا یقین دیکھ نہیں سکتا۔آپ کے کام کرنے کے انداز میں آپ کا یقین اور اعتماد نہ صرف نظر آتا ہے بلکہ آپ سے یقین اور اعتماد کی شعاعیں بھی خارج ہوتی ہیں جو دوسروں کو کام کرنے پر اُبھارتی ہیں۔آپ مثالیں دینے کی بجائے خود مثال بن جاتے ہیں۔ کہتے ہیں اپنے جذبے کا پیچھا کرو کامیابی تمہارا پیچھا کرے گی۔

خدارا خود پر ظلم نہ کیجیے۔ اپنے اندر کی آواز سنیے۔ اپنے جذبے اور دلچسپی کو دریافت کیجیے۔ دنیا کے ہر بڑے انسان کو اپنا پیشہ تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ اس میں شرم محسوس نہ کیجیے۔ وقتی فائدے کو چھوڑیئے۔ اپنے آپ کی کھوج لگا کر پیشے کا انتخاب کریں۔ خود کو دیکھیں آپ کہاں فٹ آتے ہیں۔ مس فٹ ہونے سے بہتر ہے آپ اپنی دلچسپی کو جان لیں۔اپنی ذہانت کا پتا لگائیں۔ زندگی کا راز آپ کے اندر ہی دفن ہے۔ یہی بات اقبال اپنے اشعار میں کرتے ہیں کہ ''اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی'' اس لیے اپنے اندر دیکھیے قدرت نے کیا خزانے دفن کیے ہیں۔ کیا پتا آپ کے ہاتھوں پر زمانے کی تقدیریں لکھی ہوئی ہوں کیوں کہ جو خود کو نہیں جانتا اس کی تقدیر دوسروں کے ہاتھوں میں لکھ دی جاتی ہے۔

Scanned by CamScanner

آپ ذہین ہیں

تھیوری آف ملٹی پل انٹیلی جنسز کیا ھے؟

وہ ذہنی معذور بچوں پر تحقیق کر رہا تھا۔ ہزاروں تجربات اور غور و فکر کے بعد اس نے دنیا میں ایک بہت بڑا انقلابی تصوّر پیش کیا۔ یہ تصوّر ذہانت کو جانچنے اور ذہانت کی اقسام کا تھا۔ 1983ء سے پہلے دنیا میں نمبروں کی جمع تفریق اور زبان سیکھنے کی صلاحیت کو ذہانت کا معیار سمجھا جاتا تھا۔ ہارورڈ گارڈنر نے اپنی ریسرچ سے دنیا کو بتایا کہ ذہانت ایک طرح کی نہیں ہوتی۔ ذہانت نو طرح کی ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک طرح کی ذہانت میں کمزور ہو اور کوئی دوسری ذہانت اس میں بہت بہتر طور پر موجود ہو۔ اس کی ریسرچ کو "The Theory of Multiple Intelligences" کا نام دیا گیا۔ یہ نو طرح کی ذہانتیں، یہ بھی بتاتی ہیں کہ دنیا میں انہی نو شعبوں میں انسانوں نے بہت ترقی کی ہے۔ یہ ترقی اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک طرح کی ذہانت سے دنیا میں اتنا تنوع (Variety) اور جدت نہ آتی۔ اس شعبے میں ریسرچ کی وجہ سے ہاورڈ گارڈنر کو بے شمار ایوارڈز سے نوازا گیا۔ وہ تیئس کتابیں لکھ چکا ہے اور ان کتابوں کا تیس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آئیں اور یہ جانیں کہ وہ نو ذہانتیں کون کون سی ہیں جو خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں۔

انسانوں میں پائی جانے والی پہلی ذہانت زبان کو سیکھنے اور بولنے کی ذہانت ہے۔ یہ ذہانت ابلاغ کی ذہانت ہے۔ جن میں یہ زیادہ موجود ہوتی ہے وہ زبان کو سیکھتے

Scanned by CamScanner

بھی جلدی ہیں اور زبان کو استعمال بھی بہتر انداز میں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنی بات کو جلدی سمجھا پاتے ہیں۔ اگر کسی میں یہ ذہانت کم پائی جائے تو اس کو زبان سیکھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔ یہ ذہانت موجود ہو تو آپ اچھے ٹیچر، مبلغ، اینکر پرسن، ہوسٹ اور کمیونیکیٹر بن سکتے ہیں۔ کئی بچوں میں اس ذہانت کا اظہار بچپن میں ہی ہو جاتا ہے۔ ایسے بچے بات چیت میں لطف محسوس کرتے ہیں۔ ان کو کوئی واقعہ یا بات بتانے اور سمجھانے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسے بچوں کیلئے کوئی نیا لفظ اور کوئی نئی زبان سیکھنا مشکل نہیں ہوتا۔ آپ کو اپنے تعلیمی کیریئر میں ایک یا دو ایسے استاد ضرور ملے ہوں گے جن کی بات بہت جلد سمجھ آتی ہے۔ دراصل ان کی "Verbal Intelligence" بہتر ہوتی ہے اور ایک دو ایسے ٹیچرز سے بھی آپ کا واسطہ پڑا ہوگا جس کو دو جمع دو سمجھانا پڑ جائے تو وہ یہ بھی نہیں سمجھا پاتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بات چیت کرنے کی ذہانت کمزور ہوتی ہے۔

ہم میں پائی جانے والی دوسری ذہانت نمبروں کے حساب کتاب سے متعلق ہے۔ اس کو "Logical Intelligence" کا نام دیا گیا ہے۔ اگر کسی کی یہ ذہانت بہتر ہو تو اس کو جمع تفریق میں آسانی ہوتی ہے۔ آپ کو ایسے لوگ ملیں گے جو بغیر کیلکولیٹر اور کمپیوٹر کے بہت سے نمبروں کو جمع کر سکتے ہیں اور ایسے لوگ بھی ملیں گے جو بنیادی جمع تفریق، ضرب اور تقسیم نہیں کر پاتے دراصل یہ لوجیکل ذہانت کی وجہ سے ہے۔ جن لوگوں میں یہ بہتر پائی جاتی ہے وہ ریاضی، اکاؤنٹس، بزنس، اکنامکس اور سٹیٹس (Statistics) وغیرہ کے شعبے میں جا سکتے ہیں۔ بچوں میں یہ ذہانت ماپنے کے بے شمار کھلونے اور ٹیسٹ مل جاتے ہیں۔ یہ ذہانت رکھنے والا بھی اس ذہانت کو چھوٹی عمر سے ہی ظاہر کرنے لگ جاتا ہے۔

آپ نے کئی لوگ ایسے دیکھے ہوں گے جن کو اگر کوئی راستہ سمجھایا جائے تو ان کو

Scanned by CamScanner

سمجھ نہیں آتا۔ درحقیقت ایسے لوگوں میں "Visual Intelligence" کی کمی پائی جاتی ہے۔ یہ ذہانت نقشے کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ ایسے لوگ جن کی یہ ذہانت بہتر ہوتی ہے وہ اپنے ذہن میں تصویریں بہتر انداز میں بنا سکتے ہیں۔ ان لوگوں میں تصوّر کرنے کی صلاحیت بہت بہتر ہوتی ہے۔ یاد رکھیے ہر شخص بہتر طور پر تصوّر نہیں کرسکتا کیوں کہ تصوّر کرنے کی صلاحیت ہر کسی میں برابر موجود نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ جن میں یہ ذہانت موجود ہوتی ہے وہ اچھے مصور، آرکیٹیکٹ، فوٹوگرافر، ٹاؤن پلانر اور ڈیزائنر بن سکتے ہیں۔ اگر یہ ذہانت کسی شخص میں بہت کم ہو تو وہ اپنے گھر کا راستہ بھی بھول سکتا ہے۔ بڑھاپے میں یہ ذہانت کم ہوجاتی ہے اور کئی لوگ اپنے گھر کے باہر کھڑے ہوکر اپنے گھر کا راستہ پوچھ رہے ہوتے ہیں۔ شاید آپ کے علم میں ہو کہ آرمی کے آفیسرز کو باقاعدہ طور پر نقشہ خانی (Map Reading) پڑھائی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی Visual ذہانت کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لاسکیں۔ اس ذہانت کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے۔

انسانوں میں پائی جانے والی چوتھی ذہانت موسیقی سے متعلق ہے۔ اس ذہانت کو ''میوزیکل انٹیلی جنس'' کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ جن میں یہ ذہانت پائی جاتی ہے وہ میوزک کی سمجھ بوجھ میں دوسروں سے بہتر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو موسیقی سن کر اپنے اندر تبدیلی محسوس ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے خیالات کو میوزک کے ذریعے منتقل کرسکتے ہیں اور دوسروں کے خیالات اور جذبات کو بھی میوزک کے ذریعے سمجھ لیتے ہیں۔ یاد رکھیے جس طرح کی ذہانت آپ میں موجود ہوتی ہے دراصل اسی طرح کی دلچسپی آپ میں موجود ہوتی ہے۔ اس لیے ایسے لوگ جن میں موسیقی کی ذہانت پائی جاتی ہے، وہ موسیقی کے آلات گٹار، پیانو، ڈھول، طبلہ، سارنگی اور وائیلن وغیرہ کو سن کر خوشی اور راحت محسوس کرتے ہیں۔ میوزک سے انسان کا بہت پرانا تعلق ہے لیکن ہر انسان کا

Scanned by CamScanner

میوزک سے تعلق نہیں بن پاتا۔ کئی لوگوں کو موسیقی میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی، در اصل ان میں اس کی ذہانت نہیں پائی جاتی۔ ایسی ذہانت رکھنے والے لوگ بہت اچھے موسیقار اور سنگر بن سکتے ہیں۔ اس ذہانت کا اظہار بھی بچپن کی عمر سے ہو جاتا ہے۔ مختلف طرح کی موسیقی بجا کر بچوں پر تجربات کیے گئے اور اس سے پتا چلا کہ بعض بچوں کے موڈ اور احساسات میں بہت تبدیلی آئی ہے۔ انسان کی اسی ذہانت کو سامنے رکھتے ہوئے اچھے ہوٹلوں میں کھانے کے دوران ہلکا سا میوزک آن کیا جاتا ہے تا کہ لوگ بھلا محسوس کریں۔ حتیٰ کہ جنگوں میں سپاہیوں کو جوش دلانے کیلیئے ترانے گائے جاتے اور ڈھول بھی بجایا جاتا ہے۔

انسانوں میں موجود پانچویں ذہانت کو "Bodily Intelligence" کہتے ہیں۔ اس ذہانت کی وجہ سے آپ جسم کے حصوں کو بہتر انداز میں استعمال کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جن لوگوں میں یہ ذہانت موجود ہوتی ہے وہ اپنے پٹھوں، ہاتھوں اور ٹانگوں کو بہتر طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ چست اور چوکس ہوتے ہیں۔ جسمانی ذہانت والے لوگ زیادہ تر کھیلوں میں بہتر ہوتے ہیں۔ یہ جلدی تھکتے بھی نہیں۔ اگر کسی میں یہ ذہانت کم پائی جائے تو آپ اس کی سستی اور جسمانی کمزوری سے جلد ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جن لوگوں میں یہ ذہانت پائی جاتی ہے وہ اچھے سپورٹس مین ثابت ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کھیلوں میں دلچسپی محسوس کرتے ہیں اور دوسروں سے زیادہ صحت مند بھی ہوتے ہیں۔ اچھا ڈانس کرنے والے لوگوں میں یہ ذہانت موجود ہوتی ہے۔

دنیا میں موجود بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کو قدرت کی خوبصورتی اور فطرت کے ساتھ بہت زیادہ وابستگی محسوس ہوتی ہے۔ ایسے لوگ "Naturalistic Intelligence" کے حامل ہوتے ہیں۔ ہر کسی کو گرتے جھرنے، بہتے دریا، ٹھاٹھیں

Scanned by CamScanner

مارتا سمندر، فلک بوس پہاڑ، پھولوں بھری وادیاں، بادلوں سے بھرا آسمان، کلی کا چٹکنا، درخت کی گھنی چھاؤں اور بارش کی پھوار اچھی نہیں لگتی۔ جن لوگوں کو قدرت اور فطرت کے نظاروں میں زیادہ دلچسپی محسوس ہوتی ہے ان کو "Nature Smart" کہتے ہیں۔ ایسے لوگ کسان، مالی یا دوسرے لفظوں میں زراعت میں ترقی کر سکتے ہیں۔ پودے لگانے اور پالتو جانوروں کا شوق بھی اسی ذہانت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی میں اس ذہانت کی کمی پائی جاتی ہو تو اس کو درختوں، پودوں، پھولوں، سمندروں، ندی، نالوں اور پالتو جانوروں میں کوئی کشش محسوس نہیں ہوتی۔ اس ذہانت کی شناخت بہت آسان ہے۔ آپ تھوڑے سے غور وفکر سے اس ذہانت کو پہچان سکتے ہیں۔

ساتویں ذہانت آپ کے اندر یہ سوالات پیدا کرتی ہے کہ زندگی کیا ہے؟ انسان پیدا کیوں ہوتا اور مرتا کیوں ہے؟ انسان کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہ غور وفکر کی صلاحیت کا دوسرا نام ہے۔ اس ذہانت کو "Existential Intelligence" کہا جاتا ہے۔ جن میں یہ ذہانت کم پائی جاتی ہو وہ اپنی زندگی کے مفہوم کو واضح نہیں کر پاتے۔ اس ذہانت کی موجودگی آپ کے اندر سنجیدگی پیدا کرتی ہے۔ اس ذہانت کے حامل لوگ اچھے دانش ور، فلاسفر اور محقق بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں دوسروں کی مدد کرنے اور عوامی فلاح و بہبود اور چیرٹی کے کاموں کا بھی رجحان پایا جاتا ہے۔

اپنی ذات کو سمجھنے کی ذہانت کو "Intrapersonal Intelligence" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ آٹھویں ذہانت ہے۔ اس ذہانت کی موجودگی کسی بھی فرد کی خود شناسی کو ممکن بناتی ہے۔ اپنی خوبیوں، خامیوں، صلاحیتوں، کمزوریوں اور حدود کو جاننے کی ذہانت اسی شعبے میں آئے گی۔ اس ذہانت کی وجہ سے کسی بھی فرد کی کارکردگی بہتر ہو جاتی ہے۔ ایسے افراد درست فیصلے کرنے کے ماہر ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے ساتھ رہنا

Scanned by CamScanner

آتا ہے۔ یہ اپنی ذات کے ساتھ دوستی کر لیتے ہیں۔ اس ذہانت کی غیر موجودگی اپنے آپ سے لاعلم کر دیتی ہے۔ خود اعتمادی اپنی ذات کو سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ ذہانت آپ میں موجود ہے تو آپ کو اپنے خوابوں اور ٹارگٹ کا علم ہوگا۔ اپنے مزاج کی شناخت نہ ہونا بذات خود ایک عذاب ہے۔ وہ لوگ جو اس ذہانت میں بہتر ہوتے ہیں وہ روحانیت کی طرف بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اپنا محاسبہ کرنا اس ذہانت کی موجودگی میں آسان ہو جاتا ہے۔

ذہانت کی نویں قسم "Interpersonal Intelligence" کہلاتی ہے۔
اس طرح کی ذہانت والے افراد کو "People Smart" بھی کہتے ہیں۔ اس ذہانت کی موجودگی کی وجہ سے لوگوں سے روابط پیدا ہوتے ہیں۔ اچھے تعلقات قائم کرنا اسی ذہانت کی وجہ سے ممکن ہے۔ ایسے لوگ جن میں یہ ذہانت پائی جاتی ہے وہ بہت اچھے ٹیم لیڈر ثابت ہوتے ہیں۔ اداروں کے سربراہان میں یہ ذہانت پائی جاتی ہے۔ ایک کامیاب لیڈر اس ذہانت کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اور لوگ اس کے ایک حکم پر اپنی جان کی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ جن لوگوں میں یہ ذہانت نہ پائی جاتی ہو وہ تنہائی میں سکون محسوس کرتے ہیں۔ اسذ ہانت کی موجودگی آپ کو ہر محفل کی جان بنا دیتی ہے۔ اس کو سوشل جینس (Social Genius) بھی کہا جاتا ہے۔ ایسے لوگ مارکیٹنگ، سیلز، بزنس، سیاست اور سوشل ورک میں بہت کامیاب ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے اکاؤنٹ میں پیسے ہوں نہ ہوں لیکن ان کا "People Bank" ہمیشہ بھرا ہوتا ہے۔ لوگ ان کے ساتھ چل کر خوشی محسوس کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے بھی فخر محسوس کرتے ہیں۔

ساتھیو! اگر یہ نو طرح کی ذہانتیں انسانوں میں موجود نہ ہوتیں تو ساری دنیا بے رنگ ہو جاتی۔ سب لوگ ایک جیسے محسوس ہوتے۔ ایک لمحے کیلئے سوچیے اگر ساری دنیا

Scanned by CamScanner

ترغیب

کے لوگ ہی موسیقار ہوتے تو کیا بنتا۔ اگر ساری دنیا کے لوگ سپورٹس مین ہوتے تو یہ نظام چل نہ سکتا۔ خدا تعالیٰ کا کمال یہ ہے کہ اس نے ہر فرد میں نو ذہانتیں تو رکھی ہیں لیکن نو کی نو ذہانتیں ایک جتنی مقدار کے ساتھ موجود نہیں ہوتیں۔ عموماً ہم لوگوں میں ایک ذہانت باقی ذہانتوں سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دو یا تین ذہانتیں بھی کسی حد تک پختہ ہوتی ہیں لیکن باقی کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

نظام تعلیم کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے امتحانات، پرچے اور ٹیسٹ ہماری زبان سیکھنے، بولنے اور نمبر جمع تفریق کرنے کی صلاحیت کو تو ماپ لیتے ہیں، مگر باقی صلاحیتیں جو رب تعالیٰ کا انعام ہیں ان کو نہیں جانچ پاتے۔ اس وجہ سے کتنے ہی قیمتی لوگ اپنی شناخت پائے اور اپنا حصہ ڈالے بغیر ہی دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ والدین اپنے بچے کو نالائق سمجھتے ہیں اور وہ کسی دوسری صلاحیت اور خوبی کی وجہ سے سب سے منفرد ہوتا ہے۔ اس نے ستارہ بننا ہوتا ہے اور ہم اسے دم دار ستارہ بنا کے چلتا کر دیتے ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ ان صلاحیتوں کو کام میں لا کر زندگی کو بدلا جا سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

امتحانات میں بہترین کامیابی کے راز

کسی بھی کام کی مشق بالآخر آپ کو اس کا ماہر بنا دیتی ہے

ہمیں خبر بھی نہیں ہوتی اور ہم ایک عرصے سے لاشعوری طور پر کسی نہ کسی موضوع پر تحقیق کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ریسرچ کسی موضوع، کسی واقعے اور زندگی کے حقائق کے بارے میں ہوسکتی ہے۔آپ کے پاس ایک تھیسیز جمع ہو چکا ہوتا ہے اور پھر آپ یہ چاہنے لگتے ہیں کہ یہ سارا مواد آپ دوسروں کے ساتھ شیئر کریں۔ اپنے ادارے میں کام کرنے کے دوران سولہسال سے یہ کام میرے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔ ان سالوں میں دس ہزار سے زائد طالب علم میرے ادارے سے پڑھ کے جا چکے تھے اور لاشعوری طور پر طالب علموں کی کامیابی اور ناکامی کے موضوع پر ریسرچ تھیسیز میرے پاس تیار تھا۔اس ساری مدت میں لائق ترین بچوں کے ساتھ بھی وقت گزرا اور ایسے طالب علم بھی دیکھے جو بہترین ٹیچرز اور وسائل ہونے کے باوجود بھی ناکام ہوئے۔اس تھیس کے مطابق امتحانات میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کے راز یہ ہیں:

1- سب سے پہلے اپنا ٹارگٹ طے کریں کہ کتنے فی صد نمبر حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ٹارگٹ سیٹ کرنے سے پہلے اپنی موجودہ حالت کو سامنے رکھ لیں۔کتنی تیاری ہے، کیا کیا تیار ہے اور کیا بالکل تیار نہیں ہے۔کس مضمون کو کس طرح اور کتنے وقت میں تیار کرنا ہے؟ ایک راز کی بات یہ ہے کہ اگر آپ نے کسی بھی مضمون کا ستر فی صد کورس اچھے طریقے سے تیار کیا ہوا ہے تو آپ کے نوے فی صد تک نمبر آسکتے ہیں۔لیکن مسئلہ یہ درپیش ہوتا ہے کہ بچوں کو ستر فی صد کورس پر بھی عبور

Scanned by CamScanner

حاصل نہیں ہوتا۔ سارا کورس پڑھا ہونا بڑی بات نہیں، تیار کتنا ہے یہ زیادہ اہم بات ہے۔ اپنا ٹارگٹ واضح طور پر لکھ لیں اور ہر مضمون کا الگ ٹارگٹ بنائیں۔ ہو سکے تو اپنے ٹارگٹ کو اپنی سٹڈی ٹیبل یا کسی دروازے پر چسپاں کر دیں تاکہ آپ کو یاد بھی رہے اور آپ کے لیے تحریک کا باعث بھی بنے۔

2- تمام لائق بچوں کے پاس مستقبل کے خواب ہوتے ہیں۔ کوئی ڈاکٹر، انجینئر، پائلٹ، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، ٹی وی اینکر اور کوئی سائنس دان بننا چاہتا تھا۔ ان طالب علموں پر تھوڑا سا غور کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ ان کے پاس پڑھائی کا شوق اور کچھ کر گزرنے کا جذبہ دوسرے طالب علموں سے زیادہ تھا۔ ہمارے خواب ہمیں تحریک دیتے ہیں۔ آپ بھی کوئی خواب دیکھئے۔ کچھ بننے کا خواب، کچھ کر گزرنے کا خواب......یاد رکھیے تصور ہی حقیقت میں بدلتا ہے۔

3- جو مضمون اور چیپٹر آپ نے تیار کرنا ہو اس کے چھوٹے چھوٹے حصے بنالیں۔ ہم ساری روٹی اکٹھے نہیں کھا سکتے۔ نوالے کو کھانا چبانا اور ہضم کرنا آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی بھی چیز کو یاد کرنا تب آسان ہوتا ہے جب آپ اسے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کر لیں۔ یہ بھی طے کریں کہ کس حصے کو کتنے وقت میں تیار کرنا ہے۔ کورس اور وقت کی تقسیم ہی سٹڈی پلاننگ کہلاتی ہے۔

4- ہمیں عادت پڑ جاتی ہے کہ ہم سے پہلے آسان چیز کو یاد کرتے ہیں جب کہ اکثر لائق طالب علم مشکل ٹاپکس (Topics) اور مشکل ابواب کو پہلے تیار کر لیتے ہیں کیوں کہ کسی بھی باب کے مشکل ٹاپک کو پہلے تیار کر لیا جائے تو اس سے ایک تو وہ چیپٹر آسان لگتا ہے دوسرا ''فتح کا احساس'' بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی طالب علم کو ایک مضمون مشکل لگ رہا ہو تو اگر وہ اس مضمون کو وقت اور توجہ دینی شروع کر دے تو وہ مضمون آسان ہو جائے گا۔ مشکل مضمون دراصل دو اشارے

دے رہا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ آپ کی اس مضمون میں دلچسپی نہیں دوسرا آپ اس کو وقت نہیں دے رہے۔

5- پچھلے دس سال کے میٹرک لاہور بورڈ کے پوزیشن ہولڈرز اس بات پر متفق ہیں کہ اساتذہ کی رہنمائی کے بغیر یہ کامیابی ممکن نہیں۔ استاد سے دوری دراصل کامیابی سے دوری ہے۔ لائق بچے اچھے استاد کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ ایک اچھا استاد عام سے طالب علم کو ہیرو بنا سکتا ہے۔ اچھا استاد وہ ہے جو پڑھائی کے ساتھ ساتھ پڑھائی کے شوق کے بارے میں بھی فکر رکھتا ہو۔ ہمارے ملک میں رہنمائی کا فقدان ہے اسی لیے ہم نے ان تمام موضوعات پر ویڈیو لیکچرز انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیے ہیں تاکہ طالب علم فائدہ اٹھا سکیں۔

6- ہمیں پرچہ حل کرنا نہیں آتا تو ہماری کامیابی ممکن نہیں۔ اکثر بچوں کو بورڈ کے پیٹرن کا علم نہیں ہوتا۔ بچے Paper Presentation کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگر آپ واقعتاً سنجیدہ ہیں تو فوراً پیٹرن کو دیکھیں اور ایک راز سے فائدہ اٹھائیں کہ آپ کی کلاس میں ہی پچھلے سال کا ٹاپر یا وہ طالب علم موجود ہوگا جو آپ سے بہتر نمبر لیتا ہے۔ اس کے کلاس کے ٹیسٹوں کا مشاہدہ کریں۔ آپ کو تھوڑے سے غور کے بعد پتا چلے گا کہ وہ ایسا کیا کر رہا ہے جو آپ نہیں کر رہے۔ یاد رکھیں کوئی پیدائشی لائق نہیں ہوتا۔ لائق بننے کا عہد آپ کو لائق بنا دیتا ہے۔ آپ آج لائق بننے کا ارادہ کریں قدرت آپ کے لیے راستے کھولنے لگے گی۔

7- ایک کام کی مشق آپ روز کریں گے تو اس کام کے آپ ماہر بن جائیں گے۔ بورڈ کے امتحانات میں کامیابی اس کو ملتی ہے جو بے شمار ٹیسٹ دے کر نمبر لینے کی مہارت حاصل کر چکا ہو۔ ٹیسٹ دینے سے آپ کو اپنی غلطی کا پتہ چلتا ہے اور

Scanned by CamScanner

آپ ان کو درست کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے سٹیڈیم میں کھیلنے والا ہی بڑے سٹیڈیم کا چیمپئن بنتا ہے۔ کلاس ٹیسٹ ضرور یاد کریں۔ کبھی نقل نہ کریں، اپنی محنت سے کریں کیوں کہ یہ آپ کی اپنی قابلیت کا امتحان ہے نہ کہ نقل لگانے کی قابلیت کا۔ نقل سے پاس ہوا جا سکتا ہے لیکن اعلیٰ کامیابی کے لیے محنت اور توجہ درکار ہوتی ہے۔ ایک راز آپ کو بتاتے چلیں کہ سبق آپ نے یاد کیا اگر آپ اگلے دن صرف پانچ منٹ لگا کر اس کو دہرا لیں تو وہ آپ کو بہت عرصے تک نہیں بھولے گا۔ اس لیے ٹیسٹ اور دہرائی کو کامیابی کے لیے لازم و ملزوم سمجھا جاتا ہے۔

8- ہزاروں لائق طالب علموں پر ریسرچ کرنے سے یہ بات پتہ چلی کہ وہ ''آنے والے کل کے کام کا تھوڑا سا حصہ آج مکمل کر لیتے ہیں۔'' جب آپ کل کا کام بھی آج کرنے لگ جائیں تو سمجھ لیں کہ کامیابی دور نہیں۔ منزل خود آپ کے قدم چومے گی۔ محنتی انسان کو یقین ہوتا ہے کہ قدرت نے اس کی محنت کا صلہ ضرور دینا ہے۔ اپنی محنت پر یقین دراصل خود پر یقین کا دوسرا نام ہے اور یہی اعتماد آپ کو کامیاب کر دیتا ہے۔

آخر میں ایک اہم بات۔ آپ کئی منزلوں کو تلاش کر رہے ہیں اور کئی منزلیں آپ کو تلاش کر رہی ہیں لہٰذا ہمت نہ ہاریں اور آگے بڑھیں۔

Scanned by CamScanner

بات سمجھانے کی صلاحیت کو بہتر بنائیں

سمجھانے کی صلاحیت کا چھپن فی صد انحصار جسم کی حرکات و سکنات
اور
سینتیس فی صد آواز کے اُتار چڑھاؤ پر ہوتا ہے

''گزشتہ دس سال میں آپ کتنے اُساتذہ سے پڑھ چکے ہیں؟'' یہ وہ سوال ہے جو یونیورسٹی کے طالب علموں سے تب ہی پوچھنا پڑتا ہے جب اس موضوع کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے۔ دس منٹ کی بحث کے بعد سب اس بات پر متفق ہوئے کہ گزشتہ دس سال میں سو کے قریب اُستاد انہیں ملے ہیں۔ ان میں سے کچھ سکول، کالج اور کچھ یونیورسٹی میں ان کو پڑھا چکے تھے۔ اگلا سوال تھا کہ ''ان سو میں سے کتنے ایسے اُساتذہ ہیں جن کی آپ کو مکمل سمجھ آئی یا جن کو آپ بہترین اُستاد مانتے ہیں۔'' پھر دس سے پندرہ منٹ کی بحث اور غور وفکر کے بعد تمام طالب علم اس بات پر متفق ہوگئے کہ دو یا تین اُستاد ایسے تھے جن کو ہم بہترین اُستاد مان سکتے ہیں۔ تیسرا سوال تھا کہ '' آخر ان دو یا تین اُساتذہ کی کون سی بنیادی خوبی یا صفت تھی جس کی وجہ سے آپ ان کو بہترین اُستاد مانتے ہیں؟'' جواب فوراً مل گیا کہ دراصل ان اُساتذہ کو اپنی بات سمجھانا آتی تھی۔

آپ سکول، کالج یا یونیورسٹی کے طالب علم ہیں، کیا آپ نے کبھی سوچا کہ ہمارے بے شمار ایسے اُساتذہ اور پروفیسر جن کے پاس اعلیٰ ڈگری ہے اور وہ باہر سے بھی تعلیم حاصل کرکے آئے ہیں لیکن ان کو اپنی بات سمجھانا نہیں آتی۔ جب کہ ہمیں بعض اوقات عام سے ٹیوشن سنٹر اور اکیڈمی میں کم تعلیم یافتہ اُستاد کی زیادہ سمجھ آرہی ہوتی ہے کیوں......؟

Scanned by CamScanner

دراصل بات سمجھانا اور ابلاغ کرنا ایک صلاحیت ہے۔ یہ صلاحیت ہر کسی میں موجود نہیں ہوتی۔ اس صلاحیت کا علم اور تعلیم یا ڈگری کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ بہت سے پی ایچ ڈی اس صلاحیت کے بغیر کلاسوں میں کرتب کرتے نظر آتے ہیں اور کتنے ہی کم تعلیم یافتہ دیہاتی گاؤں میں بوہڑ کے درخت کے نیچے شام کے وقت گفتگو کی محفل سجائے بیٹھے نظر آتے ہیں۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا بات سمجھانے کی صلاحیت صرف جملوں اور لفظوں پر منحصر ہوتی ہے؟ جواب ہے بالکل نہیں۔ بلکہ لفظوں اور جملوں کا کردار صرف سات فی صد ہے۔ پچپن فی صد انحصار جسم کی حرکات وسکنات پر ہے اور سینتیس فی صد آواز کے اُتار چڑھاؤ پر۔ اب یہ حقائق سامنے رکھیے تو آپ کو خود بخود پتا چل جائے گا کہ کئی ٹیچرز اور بعض لوگوں کی بات کیوں سمجھ نہیں آتی۔ ساتھ ہی ساتھ یہ المیہ بھی سامنے آجاتا ہے کہ جب ہمارے ملک میں اُساتذہ کو بھرتی کیا جارہا ہوتا ہے تو اِن کی تعلیم اور علم کی جانچ ہوجاتی ہے لیکن ان کو جس کام کے لیے تعینات کیا جارہا ہے یعنی ''پڑھانا'' اور بات سمجھانا، اِس صلاحیت کو چیک نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھیے قدرت نے جب کسی کام کا ٹیلنٹ کسی شخص کو نہ دیا ہو تو اس کے لیے کام بوجھ بن جاتا ہے اور اگر وہ ٹیلنٹ کسی میں موجود ہو تو اسے اپنا کام بھی کام نہیں لگتا بلکہ وہ کام کو کھیل کی طرح انجوائے کرتا ہے۔ آج ہم آپ کو ایسے پانچ نسخے بتائیں گے جن سے آپ کی ابلاغ کی صلاحیت بڑھے گی۔ یاد رکھیے ابلاغ صرف ٹیچرز کے لیے ہی ضروری نہیں بلکہ عام شخص کو بھی اپنی بات سمجھانا آنی چاہیے۔ اگر آپ میں بات سمجھانے کی خوبی موجود نہیں پھر بھی تھوڑی سی کوشش سے آپ اپنے ابلاغ کا معیار بہتر کرسکتے ہیں۔

1- دنیا میں کسی بھی فن کو سیکھنے کا سب سے آسان طریقہ ''ماڈلنگ'' یا کاپی کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ کسی کو اپنا رول ماڈل مان لیتے ہیں اور پھر اسی کے طریقے

Scanned by CamScanner

کو استعمال میں لاتے ہوئے ہنر مند بن جاتے ہیں۔ آپ ایک لسٹ بنائیں اور ان تمام لوگوں کے نام لکھ لیں جن کی بات چیت کرنے کا انداز آپ پسند کرتے ہیں، لازمی نہیں کہ وہ ٹیچرز ہی ہوں۔ اس لسٹ میں آپ کے دوست، فیملی ممبرز اور مذہبی سکالرز بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ لسٹ بنانے کے بعد ہر نام کے سامنے وہ خاص انداز لکھیے جس سے وہ اپنی بات کو آسانی سے سمجھا لیتے ہیں۔ ممکن ہے ان کی آواز میں کشش ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے چہرے کے تاثرات سے لوگ سمجھ جاتے ہوں۔ آپ اُن تمام تکنیکوں کو استعمال کریں۔

2- اگر آپ موویز، ڈرامہ اور ٹی وی دیکھتے ہیں تو آپ کے لیے ابلاغ سیکھنا بہت آسان ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ سب لوگ جو ہمیں فلم، ڈرامہ یا ٹی وی پر نظر آتے ہیں، ابلاغ کی صلاحیت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ ایک کردار بغیر کچھ بولے ہی سب کچھ کہہ رہا ہوتا ہے۔ نفرت، محبت اور جذبات کا اظہار چہرے کے تاثرات اور باڈی لینگویج سے کیا جا رہا ہوتا ہے۔ آپ اگر بغور ان کا مشاہدہ کریں گے تو حیران ہو جائیں گے کہ اگر ان کی آواز نہ بھی سنی جائے تو بھی مکمل کہانی اور بات سمجھی جا سکتی ہے۔

3- جب لوگ بات چیت کر رہے ہوں تو ان کے چہرے کے تاثرات اور جسم کی حرکات غور سے دیکھیں۔ آپ کو بہت سی ایسی باتیں سمجھ آنا شروع ہو جائیں گی جو وہ بول نہیں رہے لیکن ان کے چہرے کے تاثرات اور باڈی لینگویج بتا رہی ہے۔ جب آپ ابلاغ کی صلاحیت کو سمجھ کر لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو فطری طور پر آپ ابلاغ کو بہتر کرنے کا بھی سوچنے لگتے ہیں۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ امریکہ میں اُن لوگوں پر دس سال ریسرچ ہوئی جو لوگوں کو ملتے ہی اُن کے دل کا حال بتا دیتے ہیں یا پھر ان کے مستقبل کے بارے میں پیش گوئی

Scanned by CamScanner

کر سکتے ہیں۔ ایسے تمام لوگ دعویٰ رکھتے تھے کہ ان کے پاس کوئی موکل یا روحانی صلاحیت ہے۔جب کہ ریسرچ نے ثابت کردیا کہ دراصل یہ ان کا وہم ہے جو یقین کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ حالاں کہ ان کے پاس کوئی روحانی طاقت نہیں ہے۔ دراصل ان کو چہرے کے تاثرات پڑھنے اور باڈی لینگویج کو مفہوم دینے کی صلاحیت ملی ہوئی ہے اور وہ اسے کام میں لا کر لوگوں کے مستقبل کا حال بیان کردیتے ہیں۔

4- کہا جاتا ہے کہ ابلاغ کا سب سے پہلا اظہار آنکھوں سے ہوتا ہے، اسی لیے اگر کوئی شخص کسی معاملے یا فرد میں دلچسپی لیتا ہے تو غیر ارادی طور پر بار بار اس طرف دیکھنے لگ جاتا ہے۔ آنکھیں اگر کہیں متوجہ نہ ہوں تو یہ لاتعلقی کا اظہار ہوتا ہے۔آنکھیں جھکی ہوئی ہوں تو شرمندگی یا ادب کو ظاہر کرتی ہیں۔ چور کی آنکھ سو آنکھوں میں شناخت کی جا سکتی ہے۔محبت اور نفرت کا اظہار بھی آنکھوں سے ہوتا ہے۔ آپ دوسروں کی آنکھوں کو ضرور پڑھا کریں۔ آپ یہ جان کر شاید حیران ہوں گے کہ دنیا میں جتنی بھی شاعری محبت اور رومانس کے حوالے سے لکھی گئی ہے اس میں سے ستر فی صد شاعری میں محبوب کی آنکھوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ روحانیت میں آنکھوں کو روح کی کھڑکی بھی کہا گیا ہے۔ یعنی آپ کے اندر موجود روح آنکھوں کے راستے باہر جھانکتی ہے۔

5- یاد رکھیے ہم اُس صلاحیت کو بہتر نہیں کر سکتے جس کو مونیٹر اور پیمائش نہ کریں۔ آپ اپنی بات چیت کو ریکارڈ کر کے سنیں یا پھر ویڈیو بنا کر اپنی گفتگو کو سنیں۔ آپ کو اس میں کئی خامیاں نظر آئیں گی۔ ان خامیوں پر ایک ایک کر کے کام کریں۔ کچھ عرصے بعد وہ خامیاں دور ہو جائیں گی اور آپ کی بات کرنے اور بات سمجھانے کی صلاحیت بہتر ہو جائے گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھار شیشے

Scanned by CamScanner

میں خود کو دیکھتے ہوئے بات چیت کریں۔ بظاہر یہ ایک احمقانہ حرکت معلوم ہوتی ہے لیکن اس سے آپ کو اپنے چہرے کے تاثرات کا پتہ چلے گا اور آپ ان کو درست کر سکیں گے۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دوست احباب کی ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ آپ کے ابلاغ چہرے کے تاثرات الفاظ کی ادائیگی اور تلفظ کو چیک کریں۔ یہ کبھی مت بھولیے کہ محنت اور پریکٹس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ میں شعبہ تدریس سے وابستہ ہوں۔ اب تک ہزاروں لیکچرز ڈلیور کر چکا ہوں لیکن ان کو ڈلیور کرنے سے پہلے ہزاروں لیکچرز سن بھی چکا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی کسی بھی معاملے میں سنجیدگی ہی آپ کو باکمال بناتی ہے۔ اگر آپ اپنی ابلاغ کی صلاحیت بہتر بنانے میں سنجیدہ نہیں ہیں تو آپ کے لیے مذکورہ بالا آسان ٹپس کو فالو کرنا بھی مشکل ہوگا۔ اگر آپ سنجیدہ ہیں تو آپ آج ہی دنیا کے بہترین ابلاغ کی صلاحیت کے ساتھ پیدا ہونے والے لوگوں کی ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر کے ان سے مستفید ہو رہے ہوں گے۔

Scanned by CamScanner

کامیاب پروفیشنل ٹرینرز کیسے بنا جائے؟

مطلوبہ صلاحیت سیکھ کر آپ بھی لوگوں کی زندگی بدل سکتے ہیں

آپ کی اپنی کہانی، علم، پیغام اور تجربہ بے شمار لوگوں کی رہنمائی کرسکتا ہے لیکن ہم اسے عام سا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ زندگی گزارتے ہوئے ہمارے تجربات اور مشاہدات جدا جدا ہو سکتے ہیں اور انفرادیت ہمیں کچھ نیا سیکھنے اور دوسروں کو نیا سکھانے پر مجبور کرتی ہے۔ آپ کا ذاتی علم اور ذاتی کہانی کئی لوگوں کا وقت بچا سکتی ہے اور آپ ان کی زندگی میں ایک بڑی انقلابی تبدیلی کا سبب بن سکتے ہیں۔ نئی بات یہ ہے کہ آپ دوسروں کو گائیڈ کر کے پیسہ بھی کما سکتے ہیں کیونکہ اب دنیا میں ٹرینرز اور ایکسپرٹ لوگوں کی بہت مانگ ہے۔

امریکہ میں اس شعبے کو ایکسپرٹ انڈسٹری کا نام دے دیا گیا ہے اور ہمارے ملک میں بھی پچھلے دس سالوں میں اس شعبے سے کئی لوگ منسلک ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کی زندگیاں بدلی ہیں۔ دنیا میں اس وقت اس شعبے کو سب سے زیادہ پے (Pay) کرنے والا شعبہ مان لیا گیا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اس کی کوئی باقاعدہ تعلیم اور ڈگری موجود نہیں ہے۔

اس شعبے میں کی جانے والی ریسرچ یہ بتاتی ہے کہ ہر شخص دنیا میں ایک بڑی اور مثبت تبدیلی کا ذریعہ بن سکتا ہے بشرطیکہ اسے اپنا تجربہ اور اپنی کہانی دوسروں تک پہنچانی آتی ہو۔ اگر وہ ابلاغ کا فن جانتا ہے تو کئی لوگ اس کے تجربے کی وجہ سے اپنی زندگی کو ایک نئی سمت دے دیں گے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ٹیچر جتنے پیسے ایک مہینے میں کما

تا ہے اسی شعبے کا ٹرینر اتنے پیسے ایک دن میں کمالیتا ہے ۔ٹیچر ایک سال میں ایک کتاب پڑھاتا ہے اور پھر بھی سٹوڈنٹ کا قبلہ درست نہیں ہوتا جبکہ ایک ایکسپرٹ ٹرینر ایک لیکچر میں بے سمت انسان کو ایک واضح سمت، مستقبل کے لئے خواب اور اس خواب کی تکمیل کا یقین بھی دلا دیتا ہے۔

سب سے پہلے اپنے اندر جھانکیے اور یہ دیکھیے کہ آپ کے اندر دوسروں کو تبدیل کرنے کا اور سکھانے کا جذبہ اور شوق موجود ہے۔ اگر موجود ہے تو یہی وہ آگ ہے جس سے آپ اپنے سونے کو کندن بنا سکتے ہیں۔ انسانی مزاج اور نفسیات کے ماہرین کے مطابق ایسے لوگ ریفارمر یا تبدیلی کے ایجنٹ کہلاتے ہیں۔ان لوگوں کو تبدیل ہونے کا،تبدیل کرنے کا، سیکھنے اور سکھانے کا شوق ہوتا ہے اس شعبے میں آنے کے لئے آپ کو ایک خاص شعبے کی مہارت کے ساتھ ساتھ تبدیل کرنے کے جذبے کی آگ بطور ایندھن درکار ہے تو پہلے اس خزانے کی تلاش کریں۔ اب آتے ہیں عملی اقدام کی طرف جن کو کیے بغیر کوئی ٹرینر اعلیٰ پائے کا پروفیشنل ٹرینر نہیں بن سکتا۔

1- آپ کو ایک موضوع کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ یہ موضوع آپ کی ذاتی دلچسپی کا ہونا چاہیے۔ آپ کو اگر یہ تلاش کرنے میں دقت ہو تو یہ دیکھئے کہ کس شعبے کی انفارمیشن اور ڈیٹا آپ کے پاس زیادہ ہے۔ اگر یہ سارا نالج آپ نے فقط اپنے شوق اور تسکین کے لئے اکٹھا کیا ہوا ہے تو بہت آئیڈیل ہے کیونکہ یہ علامت ہے کہ خدا کی طرف سے ایک خاص موضوع اور شعبے کا رجحان اور پیاس آپ میں موجود ہے۔ ایک وقت میں ایک موضوع کا انتخاب کریں۔ بے شمار موضوعات پر تھوڑی تھوڑی کمانڈ سے بہتر ہے کہ آپ ایک موضوع میں ایکسپرٹ ہو جائیں ۔آپ کا رجحان کامیابی کے بارے میں پڑھانے اور

Scanned by CamScanner

سکھانے کا بھی ہوسکتا ہے اور آپ دوسروں کو لیڈرشپ کے راز بھی سکھا سکتے ہیں۔ بے شمار ایسے موضوعات ہیں جن کی طرف ہمارا دھیان نہیں جاتا مگر ان کی مارکیٹ میں بہت مانگ ہے۔لوگ موٹیویشن ،تقریر کرنے کا فن، اپنے تعلقات بہتر بنانے کا فن، اپنے رویے کو بہتر بنانا، جذباتی پختگی، یادداشت بہتر بنانا ،امتحانات میں کیسے نمبر لیے جائیں ،ایک اچھا طالب علم، ایک اچھا شہری، ایک اچھا باپ یا ماں کیسے بنا جائے جیسے بے شمار موضوعات کو سیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں ۔آپ ان کو یہ بھی گائیڈ کر سکتے ہیں کہ اپنی پرفارمنس کیسے بہتر کی جائے دوسروں کو جینے کا فن سکھانا ہی اصل جینا ہے۔

2- آپ میں تلاش، جستجو ،ریسرچ کرنے اور جاننے کا جذبہ موجود ہونا چاہیے۔ ماہرین کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی زندگی کے دس ہزار گھنٹے کسی خاص موضوع کو دے دیتا ہے تو وہ اس موضوع کا ایکسپرٹ بن جاتا ہے۔ آپ بھی اپنے پسندیدہ موضوع پر ریسرچ شروع کیجیے۔ آج کی ایڈوانس دنیا میں علم اور علم کی تلاش کا کام بہت آسان ہوگیا ہے۔ کتاب آسانی سے دستیاب ہے اور ساتھ ہی ساتھ انٹرنیٹ نے انفارمیشن کی دنیا میں ایک طوفانی انقلاب برپا کر دیا ہے ۔آپ گوگل پر ایک لفظ لکھیں تو سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں لنک آپ کے سامنے آجاتے ہیں ۔اپنے شعبے میں مہارت کے لیے کم ازکم سو کتابیں پڑھیں۔ یادرکھیں کہ تعلیم تو شاید آپ کی مجبوری تھی لیکن علم آپ کا اپنا انتخاب ہونا چاہیے۔ سو ایک موضوع پر اتنی ریسرچ کریں کہ عام شخص کے تصور میں بھی اتنی انفارمیشن نہ آسکتی ہو۔

3- جس شعبے اور موضوع کو آپ دوسروں کو سکھانے جارہے ہیں اس میں آپ کو خود ایک مثال بننا ہوگا۔ کبھی نہ بھولیے کہ لوگ اس کی بات سننا پسند کرتے ہیں جو خود ایک رول ماڈل ہو۔ اندازہ لگائیں کہ آپ کامیابی سکھا رہے ہوں اور خود ایک

Scanned by CamScanner

ناکام شخص ہوں تو کوئی آپ کی بات کو اہمیت نہیں دے گا۔ آپ کی نصیحت اور مشورہ دوسروں کے لیے اہم نہیں ہوگا۔ یاد رکھیے اس شعبے میں لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کیا کہا جا رہا ہے بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ کہنے والا کون ہے۔ اگر سکھانے والا خود ایک رول ماڈل ہے تو اس کی ہر بات کو لوگوں نے سونے کے حروف سے لکھنا ہے۔ آپ کے بولے ہوئے الفاظ سے زیادہ آپ کا کیا ہوا عمل بولتا ہے۔ ایک اچھا ٹرینر بننے کے لئے آپ کو ایک پریکٹیکل (عملی) انسان بننا پڑے گا۔ اگر آپ ہوا میں قلعے بنانے کے ماہر ہیں تو آپ کے لیے یہ شعبہ مشکل ہے۔ لوگ آپ کی بات سے کامیابی تب ہی سیکھیں گے جب آپ کی اپنی ذات کامیاب ہو۔ مجھے وہ یونیورسٹی کی کلاس نہیں بھولتی جس کو پڑھانے والا خود بولنا نہیں جانتا تھا اور اس کا اس دن کا موضوع ''اچھی بول چال کا فن'' تھا.

4- ایک اچھا ٹرینر بننے کے لئے آپ کو بات چیت کے فن کمیونیکیشن سکلز (Communication Skills) پر مکمل کمانڈ ہونی چاہیے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ کوئی بات تب زیادہ موثر ہوتی ہے جب اس میں چہرے کے تاثرات شامل کیے جائیں۔ ایک اچھا مقرر اور اچھا ٹیچر تھوڑی سی محنت سے ایک کامیاب ٹرینر بن سکتا ہے۔ اس فن کو سیکھنے کے لئے آپ ایسے لوگ تلاش کریں جن کی یہ صلاحیت بہتر ہے۔ ان کے اسٹائل کو کاپی کریں۔ تین چار لوگوں کا اسٹائل کاپی کر کے آپ اپنا نیا اسٹائل بنا لیں گے۔ کسی بات کو شروع کیسے کرنا ہے اور اس کو ختم کہاں کرنا ہے، کسی آئیڈیے کے لئے لوگوں کو قائل کیسے کیا جائے اور موضوع کو دلچسپ کیسے بنایا جائے، یہ سب کچھ ملحوظ خاطر رکھ کر ہی ایک اچھا ٹرینر بنا جا سکتا ہے۔

5- مارکیٹ میں ہمیشہ پروڈکٹس کی ڈیمانڈ ہوتی ہے۔ آپ کو بھی اپنی ٹریننگ کے

حوالے سے مختلف پروڈکٹس بنانے ہوں گے۔ ان میں فری لیکچرز، معاوضے کے ساتھ ورکشاپس، اخبارات اور رسالوں میں آرٹیکل لکھنا، بلاگ، اپنے موضوع اور شعبے کے حوالے سے کتابیں لکھنا، آڈیو اور ویڈیو سی ڈیز اور شارٹ کورس شامل ہیں۔ آپ اپنے شعبے کے حوالے سے کونسلنگ بھی فراہم کر سکتے ہیں اور اس سے اچھے پیسے بھی کما سکتے ہیں۔ جب آپ پوری تیاری اور اپنے پروڈکٹس کے ساتھ مارکیٹ میں داخل ہوتے ہیں تو بہت جلدی اپنی جگہ بنا لیتے ہیں۔

6- دنیا کی بہترین چیز بھی کسی کام کی نہیں اگر لوگوں کو اس کی خبر ہی نہیں۔ ٹرینرز کو بھی شہرت اور اپنی پروڈکٹس کو مارکیٹ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ اس کے لئے فیس بک، ٹویٹر، یوٹیوب اور اپنی ویب سائٹ کا سہارا لے سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے متعلق اور اپنے موضوع کے متعلق ایڈورٹائز نہیں کرتے تو ایک اچھا ٹرینر ہونے کے باوجود بھی آپ بہت کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ میرے ذاتی تجربے کے مطابق سکولز کالجز اور یونیورسٹیوں میں فری لیکچرز دینے سے یہ کام آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ آپ کی پریکٹس بھی ہو جاتی ہے۔ سب سے بڑی مارکیٹنگ آپ سے ٹریننگ لینے والے لوگ ہیں۔ اگر ان کو آپ سے فائدہ ہو رہا ہے تو آپ کی مارکیٹ خود بخود بنتی جائے گی۔

7- اگر آپ اچھے ٹرینر ہیں تو آپ کو ان لوگوں تک ضرور پہنچنا چاہیے جو آپ کی ٹریننگ پروڈکٹس کو خرید سکتے ہیں۔ آپ کو سستے اور مہنگے دونوں طرح کے پروڈکٹس بنانے چاہئیں تاکہ لوگ اپنی ضرورت اور حیثیت کے مطابق آپ کو پے (Pay) کر سکیں۔ پاکستان میں کم از کم ایک ہزار روپے اور زیادہ سے زیادہ چالیس ہزار روپے فی شخص چارج کیا جاتا ہے اور معروف ٹرینرز ایک دن میں تین سے چار لاکھ روپے کما لیتے ہیں۔ سیلز اور مارکیٹنگ کی کمپنیاں ایک دن کی

Scanned by CamScanner

ٹریننگ کا ایک عام ٹرینر کو تیس سے چالیس ہزار روپے دیتی ہیں۔ آپ بھی پے(Pay) کرنے والے کلائنٹس کو کسی اچھے مارکیٹر کے ذریعے بھی تلاش کر سکتے ہیں۔ آج کل ٹریننگ کی بے شمار کمپنیاں موجود ہیں جو اپنا شیئر رکھ کر آپ کو کلائنٹس تک پہنچا دیتی ہیں۔ یہ کبھی نہ بھولیں کہ اگر آپ کے ٹریننگ پروڈکٹ میں جان ہے تو لوگ خوشی خوشی آپ کو اچھا پے(Pay) کریں گے۔

8- اگر آپ کی ٹریننگ اور لیکچر میں آپ کی اپنی کہانی اور آپ کی ذاتی فلاسفی شامل نہیں ہوتی تو بھی یہ ایک ناکام تجربہ رہے گا۔ لوگ واقعات کو آپ کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ زندگی میں ہونے والے واقعات سب کے لیے ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ان واقعات کا ردِّعمل سب کا جدا جدا ہوتا ہے۔ اگر آپ کی آبزرویشن اچھی ہے تو آپ کو زندگی کے نئے نئے اسباق سمجھ آئیں گے۔ اسی طرح آپ کی شخصیت کی گہرائی بڑھے گی اور آپ کی ٹریننگ دلچسپ بھی بنے گی۔ زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی اپنی ذاتی اپروچ ضرور ہونی چاہیے۔ آپ کے سوچنے کا انداز آپ کے اندازِ بیاں کو بھی تبدیل کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ آپ کو منفرد بھی بنا دیتا ہے۔

جب تاریخ لکھنے والے تاریخ لکھ رہے ہوتے ہیں اسی وقت کچھ لوگ تاریخ بنا رہے ہوتے ہیں۔ دنیا کی دس ہزار سال کی ریکارڈڈ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کو تبدیل کرنے والے ہمیشہ اُستاد، عالم، مبلغ اور آج کے ماڈرن الفاظ میں ٹرینرز ہی رہے ہیں کیونکہ یہ لوگ لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے والے اور زمانے کو سمت دینے والے افراد ہوتے ہیں۔ آپ کی زندگی کے اختتام پر آپ کے اندر ہی یہ سوال ضرور سر اٹھائے گا کہ ''تم زندہ بھی تھے یا نہیں'' کیونکہ زندہ زندگی بانٹتا ہے اور تبدیل کرنے کے جنون کے ساتھ مرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

تنقید کا سامنا کرنا سیکھیں

منفی رائے اُس احساس کو بیدار کرتی ہے،
جو
آپ کی زندگی بدل سکتا ہے

زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے کچھ مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے سکول، کالجز اور یونیورسٹیاں تعلیم اور ڈگری تو دیتی ہیں لیکن زندگی گزارنے کی بنیادی مہارتیں نہیں سکھاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ امتحانات میں کامیاب ہونے والا زندگی میں ناکام ہوجاتا ہے۔ زندگی کے امتحان میں کامیابی انہی لوگوں کی ہوتی ہے جو ان سات مہارتوں میں بہتر ہوتے ہیں۔

1- اپنے مقاصد کو سامنے رکھنے کی صلاحیت
2- اپنی صلاحیت اور شخصیت پر اعتماد یعنی خود اعتمادی
3- درست فیصلے اور درست انتخاب کی صلاحیت
4- اپنی بات کو سمجھانے کی صلاحیت
5- دوسرے لوگوں سے روابط بنانے کی صلاحیت
6- اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت
7- مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنے کی صلاحیت

دنیا کے صف اول کے ادارے آج ان صلاحیتوں کو مدنظر رکھ کر تعلیم دے رہے ہیں۔ کیوں کہ یہ صلاحیتیں استعمال کیے بغیر آپ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام نہیں دے

Scanned by CamScanner

سکتے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی بھی شخص اپنی سو فیصد صلاحیتوں کو کام میں نہیں لا سکتا۔ بیسویں صدی کا ذہین ترین انسان اپنی صلاحیتوں کا صرف پندرہ فیصد استعمال کر سکا۔ عام شخص دس فیصد یا اس سے کم اپنی صلاحیتوں کو پوری زندگی میں استعمال کرتا ہے۔ آیئے آج ایک اہم مہارت سیکھیں۔ یہ مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنے کی صلاحیت سے متعلق ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں نیک سے نیک اور بد سے بد شخص کو تنقید اور منفی رائے کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دنیا نے ہر لیڈر، سائنسدان، آرٹسٹ، معلم، سیاستدان، عالم، ہیرو، بہادر اور ہر ولی اللہ کو برا بھلا ضرور کہا، لیکن یہ تنقید ان بڑے لوگوں کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکی۔ جب ماہرین نے اس بات پر تحقیق کی تو انہیں علم ہوا کہ یہ لوگ دل بھی رکھتے تھے اور ان کا دل ٹوٹ بھی جاتا تھا لیکن یہ تنقید اور منفی رائے کا سامنا کرنے کی صلاحیت سے واقف تھے۔ نفسیات کے ماہرین یہ مانتے ہیں کہ کچھ صلاحیتیں پیدائشی ہوتی ہیں۔ یہ خاص لوگوں کو ملتی ہیں۔ کچھ صلاحیتیں پیدا بھی کی جا سکتی ہیں اور ایک دوسرے سے سیکھی بھی جا سکتی ہیں۔ خوش قسمتی سے تنقید کا سامنا کرنے کی صلاحیت سیکھی جا سکتی ہے۔ اس صلاحیت کو سیکھنے سے پہلے قدیم یونان کی پانچ ہزار سال قدیم تہذیب سے ایک کہانی ضرور سن لیجیے۔

دیوتا جب انسان، پرندوں، جانوروں اور سمندری مخلوق کی تخلیق کر رہے تھے تو انہوں نے ایک کام کو ادھورا چھوڑ دیا اور وہ تھا ''زندگی کا راز''۔ دیوتا چاہتے تھے کہ زندگی کے راز کو ایسی جگہ چھپا دیا جائے جہاں سے انسان اس کو ایک خاص محنت اور جدوجہد کے بعد ہی حاصل کر سکے۔ دیوتا آپس میں بحث کرنے لگے کہ اس راز کو کہاں چھپایا جائے۔ ایک دیوتا نے کہا اس راز کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چھپا دیا جائے۔ لیکن

Scanned by CamScanner

دوسرے دیوتا نے کہا کہ ہم نے انسان کو ایسی شاندار صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ وہ ان صلاحیتوں کے ساتھ پہاڑوں پر چڑھ کر زندگی کے راز کو حاصل کر لے گا۔ پھر ایک دیوتا نے کہا کہ ہم زندگی کے راز کو گہرے سمندر میں چھپا دیتے ہیں تو دوسرے دیوتا نے کہا کہ ہم نے انسان کو بے پناہ صلاحیتیں دی ہیں۔ وہ گہرے ترین سمندروں میں اُتر کر اس راز کو حاصل کر لے گا۔ آخر میں دیوتاؤں نے فیصلہ کیا کہ ہم زندگی کے راز کو ایسی جگہ چھپائیں گے جہاں انسان اس کو دیکھ نہ پائے گا بلکہ جب وہ اس راز کو ہر جگہ تلاش کرنے کے بعد تھک جائے گا تو اس کے بعد اُمید کی روشنی سے اس کو حاصل کر سکے گا۔ تو انہوں نے اس راز کو انسان کے اندر دفن کر دیا۔ وہ راز یہ تھا کہ ''کوئی بھی انسان اگر سچے دل کے ساتھ چاہے تو کسی بھی صلاحیت کو محنت کر کے اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔''
یہ یونانی کہانی سنانے کا مقصد یہاں یہ تھا کہ آپ بھی سچی لگن اور محنت سے تنقید کو برداشت اور منفی رائے کا سامنا کرنے کی صلاحیت سیکھ سکتے ہیں۔

آئیں آگے بڑھتے ہیں۔ اب آپ کو جو آٹھ نکاتی نسخہ کیمیا دیا جا رہا ہے، اسے نہ صرف پڑھیے بلکہ اس پر عمل پیرا ہو کر فائدہ اٹھائیے۔

1- جس طرح ہر انسان اور زندہ چیز کی زندگی ہے اسی طرح ہر مثبت اور منفی احساس کی زندگی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی نارمل شخص نہ تو ہمیشہ خوش رہ سکتا ہے اور نہ ہی ہمیشہ غمزدہ۔ کسی کی منفی رائے اور تنقید کا اثر بھی ایک مخصوص وقت کیلئے ہوتا ہے۔ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ یہ اثر زیادہ دیر کے لیے دل پر نہ پڑے۔ خاص بات یہ ہے کہ کسی بھی بات یا احساس کو اہمیت دینا آپ کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ اس لیے اگر کسی کی تنقید اور تنقید سے پیدا ہونے والے منفی اثر کو آپ اہمیت نہیں دیتے تو یہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ آپ نے صرف آج کے بعد یہ فیصلہ کرنا ہے

Scanned by CamScanner

کہ کسی کی تنقید کو کتنی اہمیت دینی ہے۔

2- امتحان میں ایک مخصوص وقت دیا جاتا ہے جبکہ اس امتحان کی تیاری پر آپ نے زندگی لگائی ہوتی ہے۔ دس سال کی محنت اور چھ سات پرچوں سے اس دس سال کی محنت کی سند ملتی ہے اور آپ اسے میٹرک کی سند کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر کھیل کے میدان میں بھی وقت ہوتا ہے کہ یہ کھیل تین گھنٹوں کے بعد ختم ہو جانا ہے اور اس کے بعد فیصلہ ہو گا کون ہارا اور کون جیتا۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے یقین کر لیجئے گا کہ یہ زندگی بھی ایک مخصوص وقت کے لیے آپ کے پاس ہے۔ اتنے کم وقت کے کھیل میں اگر آپ تنقید کے اثرات کی زد میں آ کر ہی شہید ہو گئے تو کوئی بڑا کمال نہیں۔ اس تھوڑی سی زندگی میں کسی کی منفی رائے کو اہمیت اپنی زندگی سے کم ضرور دیں۔ کیوں کہ آپ کی زندگی اتنی قیمتی ہے کہ اس کی میٹھی ڈش کا ذائقہ خراب کرنے کی اجازت کسی اور کے پاس نہیں ہونی چاہیے۔

3- کسی کی منفی رائے کا اثر لینے سے پہلے ذہن میں رکھیں کہ کسی کی منفی رائے کو سننا اور اس کا اثر قبول کرنا یہ آخری انتخاب نہیں۔ نظر انداز کرنا، مثبت پہلو تلاش کرنا، دوسرے کی رائے کا اس کی شخصیت کا عکاس ہونا اور اس کی تنگ نظری کو بھی مد نظر رکھیں۔ آپ بہت سی آپشنز کو چھوڑ کر منفی رائے کا انتخاب نہ کریں۔ اپنی توجہ مثبت پہلو اور مثبت اقدام کی طرف رکھیں۔

4- جس طرح منفی رائے کا سامنا ہر کسی کو کرنا پڑتا ہے، اسی طرح ہر شخص کی زندگی میں کچھ اچھے اور معتبر لوگوں نے بہتر رائے بھی دی ہوتی ہے۔ ہمیشہ اچھے لوگوں کی رائے کو ذہن نشین رکھیں۔ انہیں بار بار دہراتے اور یاد کرتے رہیں۔ اس طرح آپ کا یہ یقین پختہ ہو جائے گا کہ اگر آپ کے متعلق اچھے لوگوں نے اچھا کہا ہوا ہے تو آپ کو کسی برے کی رائے کا اثر نہیں لینا۔

Scanned by CamScanner

5- غور کرنے سے پتا چلا کہ منفی رائے کا اثر وہ لوگ زیادہ لیتے ہیں جو خود ترسی کا شکار ہوتے ہیں۔ خود ترسی ہر اس شخص میں پائی جاتی ہے جو اپنے ذاتی اور حقیقی جوہر سے واقف نہیں ہوتا۔ جتنا زیادہ آپ کی اپنے بارے میں سمجھ بوجھ بڑھتی ہے، اُتنی ہی خود ترسی کم ہوجاتی ہے اور اتنا ہی دوسرے کی رائے کا آپ پر اثر نہیں ہوتا۔ اپنی خوبیوں کو جانیں اور اپنی خامیوں کو بھی پہچانیں۔ بلکہ یوں کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ اپنی خامیوں کو خوبیوں میں بدلیں۔ اس طرح آپ کی خود ترسی کم ہوجائے گی اور آپ ایک مضبوط شخصیت کے مالک بن جائیں گے اور دوسرے کی تنقید کا سامنا کرسکیں گے۔

6- ایک خوبصورت جملہ ہے کہ ''تنقید کرنے والا اور ہر بات میں کیڑے نکالنے والا وہ لنگڑا ہوتا ہے، جو بھاگنے کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔'' اس لیے یاد رکھیے کہ منفی رائے دینا اور تنقید کرنا بعض لوگوں کا مزاج ہوتا ہے۔ انہوں نے منفی رائے دینے میں پی ایچ ڈی کی ہوتی ہے۔ آپ ان کی رائے کو نہ قبول کرنے کی ڈگری لیں۔ زندگی کا ریموٹ کنٹرول کسی منفی سوچ کے ہاتھ میں نہ دیں کہ وہ جب چاہے آپ کا چینل بدل دے۔

7- بابا اشفاق احمد کہا کرتے تھے کہ ''اگر آپ کسی بڑے کام کیلئے گھر سے نکلے ہیں اور آپ کو کتا پڑ گیا ہے تو یہ لازم نہیں کہ آپ اس کو پڑ جائیں۔'' یقیناً آپ اس سے راستہ لیں گے اور آگے گذر جائیں گے۔ یاد رکھیں آپ کسی کی بات کو اہمیت تب دیتے ہیں، جب اس کی ذات کو اہمیت دیتے ہیں۔

واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بڑی منزلوں کے مسافر چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں نہیں پڑتے۔'' اگر آپ نے زندگی میں بڑے مقاصد اور بڑی منزلوں کا انتخاب کیا ہوا ہے تو چھوٹے جھگڑوں میں نہ پڑیں، یہ آپ کا

Scanned by CamScanner

وقت اور صلاحیت دونوں کو برباد کردیں گے۔

8- مقناطیس کے گرد اس کی ایک فیلڈ ہوتی ہے، اس میں اس کی مقناطیسیت اثر کرتی ہے۔ اسی طرح اچھے لوگوں کا بھی ایک اپنا اثر ہوتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اچھے لوگوں کی مجلس اختیار کرنے اور اچھے کام کرنے والوں پر منفی رائے اور تنقید کا اثر کم ہوتا ہے۔ آپ بھی اچھے لوگوں کو تلاش کریں۔ ان کی سنگت اختیار کریں۔ آپ کے اندر ایک جذباتی اور ذہنی پختگی پیدا ہو جائے گی اور آپ پر منفی لوگوں کا اثر نہیں ہوگا۔

آخری بات، جو سب باتوں سے اہم ہے، کبھی کبھی کسی کی منفی رائے اور تنقید آپ کی زندگی بدل کر رکھ دیتی ہے کیوں کہ منفی رائے اور تنقید کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو، ایک فائدہ سارے مانتے ہیں کہ یہ آپ کے اندر سوئے ہوئے احساس کو جگاتی ہے۔ کیوں کہ جس کو احساس نہ جگائے اسے کون جگا سکتا ہے۔

Scanned by CamScanner

چہرے پر لکھی کہانی

قصے اور کہانیاں پڑھنے کی عادت ہمیں بچپن سے ہی پڑ جاتی ہے۔ ہر کہانی الگ ہوتی ہے اور کہانیوں کا منفرد ہونا ہی انہیں پُر لطف بناتا ہے۔ ہر کہانی کی کہیں ابتدا ہوتی ہے اور چلتے چلتے ایک نتیجہ خیز انجام۔ کہانی لکھنے والا اگر انجام بتانا بھول بھی جائے تو بھی کہانی پڑھنے والوں کے خیالات اس سٹیج پر آ چکے ہوتے ہیں کہ اپنی سمجھ کے مطابق ایک نتیجہ اخذ کر سکیں۔ آج کسی کے پاس بیٹھیں، کسی کو توجہ دیں یا کسی کو گفتگو کی اجازت دیں تو وہ شخص ایک کہانی سنانا شروع کر دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر شخص ایک مکمل داستان ہے، افسانہ ہے۔ بس ایک چیز کی کمی نظر آئے گی کہ اس کے پاس الفاظ کا اتنا ذخیرہ نہیں ہوگا کہ وہ اس کہانی کو چار چاند لگا سکے یا پھر وہ ماہر کہانی نویس کی طرح جملوں کو ترتیب دینا نہیں جانتا ہوگا ورنہ ہر کوئی مصنف اور ادیب ٹھہرتا۔ دنیا میں انسان بے شمار ہیں لیکن ان کے مزاج گنے چنے ہی ہیں۔ مثلاً آپ اگر تمام دنیا کے انسانوں کی فہرست بنائیں تو وہ تقریباً ساڑھے سات ارب نفوس پر مشتمل ہوگی لیکن ان تمام انسانوں کے مزاجوں کی لسٹ بنائیں تو وہ اس طرح کی ہوگی ...... اچھا، برا، سخی، بخیل، محبت کرنے والا، سچا، کھرا، جھوٹا، بد، بے چین، انسان دوست، شر پسند وغیرہ وغیرہ...... یہ فہرست بہت مختصر معلوم ہوگی۔ یہ مزاج اپنی کہانیوں کو اٹھائے گلیوں، بازاروں اور کوچوں میں دندناتے پھرتے ہیں لیکن کسی کے پاس وقت نہیں کہ ان کی داستان سن لے۔ ان کے دل کا بوجھ ہلکا کر دے اور ان کو اطمینان بخش دے۔ آخر کار وہ اپنی داستانوں کو اپنے ساتھ لیے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ بے قرار زندگی کو بھی

Scanned by CamScanner

فرار کی موت کہاں ملتی ہے۔

ہم ابھی بہت چھوٹے تھے، کہانیاں سننے کے دور کی بات ہو رہی ہے، امی جان رات سونے سے پہلے ایک کہانی سنایا کرتی تھیں کہانی سنتے سنتے لوری شروع ہو جاتی اور ہم کہانی سننے کو بھول کر کہانی دیکھنے میں مست ہو جاتے تھے۔ اسی دور میں ایک عجیب بات ہمارے تجربے سے گزری کہ جب بھی ہم کوئی غلط کام یا غیر مناسب حرکت کر کے گھر میں داخل ہوتے تو امی جان فوراً چہرہ دیکھتے ہی پوری داستان کو سمجھ جاتیں اور پھر فوراً پوچھتیں کہ یہ کارنامہ کیوں انجام دیا پھر اپنی اس کہانی کو چھپانے کے لیے ایک نئی اور جھوٹی کہانی پیش کرنا پڑتی مگر سچی کہانیاں کہاں چھپتی ہیں۔ آپ کے چہرے کی کتاب کو سب سے پہلے پڑھنے والے قاری کا نام آپ کی ماں ہے۔ اس کہانیاں سننے والے دور میں یہ حقیقت سمجھ نہیں آتی تھی لیکن آج جب چار کتابیں پڑھ لی ہیں تو بچپن کے اس تجربے کو سند مل گئی ہے۔ کیونکہ ماہرین نفسیات کی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ انسان کا چہرہ اس کے دل و دماغ میں چھپے جذبات، احساسات اور خیالات کو بیان کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن دیکھئے آپ کے چہرے کو سب سے پہلے جس ماہر نفسیات نے پڑھا وہ آپ کی اپنی ماں تھی۔

سب جانتے ہیں کہ زندگی ایک سفر ہے۔ اس کی ابتداء پیدائش سے ہوئی اور انجام موت ہے۔ اس سفر کی داستان ہر چہرے پر نقش ہے۔ ہم مان لیتے ہیں کہ کسی کی کہانی سننے کا وقت ہمارے پاس کہاں؟ لیکن اس ساری داستان کو چند لمحوں میں جاننے کیلئے چہرے ضرور پڑھے جا سکتے ہیں۔ چہرے کے خدوخال، آنکھوں کی نمی، ماتھے کے بل اور ہونٹوں کی مسکان ساری کہانی کو بیان کر رہی ہوتی ہے۔ مجرم جرم کرنے کے بعد لاکھ جج کر آئے اس کا جرم اس کے چہرے پر نقش ہوتا ہے۔ مزدور کی مشقت کا ثبوت اس کے جبڑوں کا کھچاؤ اور چہرے کی پیلاہٹ ہے۔ مکار اپنی مکاری کو کیسے چھپائے،

اس کا چہرہ پکار پکار کر اس کی داستان کو منظر عام پر لانا چاہ رہا ہوتا ہے۔ بچہ معصوم ہوتا ہے یہ معصومیت اس کے چہرے پر نقش ہوتی ہے۔ ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت اس کے چہرے پر عیاں ہوتی ہے۔ نظریں ملانے والے اور نظریں چرانے والے کچھ بیان کرنا چاہ رہے ہوتے ہیں۔ مظلوم کا چہرہ بے بسی کی تصویر بنا ہوتا ہے اور ظالم کے چہرے کی لالی کسی مظلوم کے بہتے خون کی داستان ہوتی ہے۔

طنز کرنے والے کو اپنے چہرے کے سوا کوئی چہرہ نظر نہیں آرہا ہوتا۔ ہم اپنے اصل چہرے پر لاکھوں چہرے چڑھانے کے عادی ہیں لیکن اصل چہرہ کیسے چھپے جو اس مالک نے خود اپنے ہاتھوں سے عیاں ہونے کیلئے بنایا ہے۔ اصل چہرے اور نقل چہرے کا فرق ہی ہمیں منافق بناتا ہے۔

کئی چہرے ہمارے لیے بے قراری کا باعث بن جاتے ہیں۔ وہ چہرہ جو ہمیں بے قرار کر رہا ہے کیا پتہ کسی کے لیے سکون کا باعث ہو۔ آج حالات کی چکی ہر ایک کو پیس رہی ہے اور حالات کی داستان چہروں پر لکھ رہی ہے۔ نتیجے میں ہر چہرہ نا امید ہوا پڑا ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ نا امید شخص اور مردہ شخص میں کوئی فرق نہیں ہوتا اس لیے ہر چہرہ حالات کی بے رحمی کی وجہ سے ایک کتبہ بنتا جا رہا ہے اور اگر کوئی آج کے زمانے کی سب سے ستم ناک، دردناک اور وحشت ناک داستان پڑھنا چاہتا ہے تو کسی کو سر راہ روک لے اور اس کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑ دیں، سب کچھ بیان ہو جائے گا۔

Scanned by CamScanner

خوشحالی کا راز

کامیابی کا انحصار ذہانت، اعلیٰ تعلیم، خاندانی حالات پر نہیں

بلکہ

خاص رویے اور مزاج پر ہے

اینڈریو کارنیگی تیرہ سال کی عمر میں قلاش مہاجر کی حیثیت سے امریکہ میں داخل ہوا اور ریاست پنسلوانیا میں آباد ہوا۔ یہاں آ کر اس نے چھوٹی چھوٹی نوکریاں کر کے اپنا پیٹ پالا اور کسی قسم کی کوئی جھجک محسوس نہیں کی۔ پہلے سوتی مل میں پھر تار گھر میں چپڑاسی ملازم ہوا لیکن اس کے ذہن پر ترقی کا بھوت سوار تھا۔ آخر کار اس نے انتہائی محدود وسائل کے باوجود امریکا میں ایک بہت بڑی صنعت قائم کی جو انیسویں صدی کی سب سے بڑی صنعت تھی۔ 1900ء میں کارنیگی سٹیل کمپنی پورے ملک کا ایک چوتھائی فولاد تیار کرنے کے قابل ہوگئی تھی۔ لیکن 1901ء میں اُس نے اپنا لوہے کا کاروبار امریکی سٹیل کارپوریشن کے ہاتھ پچیس کروڑ ڈالر میں فروخت کر دیا۔ صرف تیس سال کی عمر میں اینڈریو کارنیگی سٹیل انڈسٹری کا بادشاہ بن چکا تھا اور اپنی زندگی میں وہ دنیا کا امیر ترین آدمی بن گیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد جب اس کی وصیت کھولی گئی تو اس میں رقم تھا ''میں بہت سی دولت جمع کرنا چاہتا ہوں اور پھر اس دولت کی مدد سے انسانیت کا بھلا کروں گا۔'' تیرہ مارچ 1901ء کو کارنیگی نے اپنے کاروبار سے ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا اور کہا وہ اپنی باقی زندگی اپنی دولت بانٹنے میں صرف کر دے گا' جو اندازاً تین سو ملین

Scanned by CamScanner

ڈالر سے زائد تھی۔ اس نے چار ملین ڈالر کی خطیر رقم سے اپنی سٹیل مل کے ریٹائرڈ ملازمین کے لیے فنڈ کے قیام کا اعلان کیا۔ چھ کروڑ ڈالرز مختلف اداروں، کتب خانوں اور تنظیموں کو دیے، کئی فنڈز اور کئی انسٹیٹیوٹ قائم کے۔ اس نے رفاہِ عامہ کے لیے پینتیس کروڑ ڈالرز کا ترکہ چھوڑا۔ لیکن ان تمام کارناموں کے علاوہ بھی اینڈریو کارنیگی کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ زندگی کے آخری ایام میں کارنیگی کو ایک زبردست خیال آیا کہ کیوں ناں کامیابی کے اصولوں سے دوسروں کو آگاہ کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے اس نے ایک نوجوان نپولین ہل کو ساتھ ملایا اور کامیابی کے فلسفے پر غور و خوض کرنے کی دعوت دی۔ نپولین ہل کے لیے یہ ایک نادر موقع تھا جس کے ذریعے وہ ان اصولوں کو جان سکتا تھا جن پر عمل کر کے ہر فرد کامیاب ہو جائے۔ لہٰذا اس نے کئی سال تک ریسرچ کر کے کامیابی کے رازوں کو دنیا کے سامنے کتابی شکل "Think and Grow Rich" کی صورت میں پیش کیا۔ اس کتاب میں جو اصول بیان کیے گئے ان کے مطابق کامیابی کا انحصار ذہانت، اعلیٰ تعلیم، قسمت اور خاندانی حالات پر نہیں بلکہ کامیاب ہونا ایک مزاج اور روّیے کا نام ہے۔

کامیاب لوگ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق نہیں ہوتے بلکہ وہ آپ کی دنیا میں رہنے والے آپ ہی کی طرح کے انسان ہوتے ہیں مگر وہ ایک خاص ذہنی روّیے "Success Attitude" کے ذریعے اتنی بڑی کامیابیاں حاصل کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان لوگوں کا ایک واضح مقصد ہوتا ہے اور یہ اپنے مقصد کے ساتھ سچی لگن رکھتے ہیں۔ انہیں اپنی کامیابی کا یقین ہوتا ہے اور یہ لوگ حد درجہ مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ کامیاب انسان ان لوگوں سے زیادہ جدوجہد نہیں کرتے جو ناکام ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کے نزدیک یہ بات بڑی

تعجب خیز ہے کہ اکثر وہ لوگ زندگی میں زیادہ کامیاب ثابت ہوتے ہیں جنھوں نے یا تو بالکل تعلیم حاصل نہیں کی یا اگر کی تو بہت کم۔ اس کے برعکس بعض انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ ہمیں ہر جگہ ناکامی کا شکار نظر آتے ہیں۔ کامیاب لوگوں کا اندازِ فکر ناکام لوگوں سے بہت جدا ہوتا ہے۔ ان کے نظریات ان کو کامیابی کے لیے اُکساتے ہیں۔ ہم نپولین ہل کی تحقیق کو ان نکات میں ترتیب دے سکتے ہیں۔

1- کامیاب لوگوں میں کامیابی حاصل کرنے کی شدید خواہش پائی جاتی ہے۔ خواہش کی شدت اتنی طاقت رکھتی ہے کہ دنیا کی کوئی رکاوٹ ان کا راستہ نہیں روک سکتی۔ بی تھوون بہرا تھا اور ملٹن اندھا لیکن انہوں نے اپنے جذبات کو دوسروں تک پہنچانے کا عزم کر رکھا تھا اس لیے ان کے نام تاریخ انسانیت میں روشن ہیں۔

2- ہر کامیاب شخص اپنی زندگی کا ایک واضح اور قطعی مقصد رکھتا ہے اور ہر ناکام شخص بے مقصد زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ عام انسان کے مقاصد اور مسائل بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔ وہ آٹا، نمک جیسے چھوٹے مسائل سے باہر نہیں سوچ سکتا۔ دوسری طرف کامیاب لوگ کئی نسلوں کو متاثر کر جاتے ہیں اور یہ لوگ قوموں کی تقدیروں کو بدل دیتے ہیں۔

3- کیا آپ جانتے ہیں کہ کامیاب لوگ اتنی سخت محنت کیوں کرتے ہیں؟ یہ لوگ اتنے مسائل اور مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے بھی نہیں گھبراتے اور اپنی صحت، زندگی، سکون اور آرام اپنی کامیابی پر نچھاور کر دیتے ہیں آخر کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اس بات کا پختہ یقین ہوتا ہے کہ انھوں نے کامیاب ہو جانا ہے۔ ناکام لوگ یقین کی دولت سے محروم ہوتے ہیں۔

4- کامیاب لوگوں کے راستے میں رکاوٹیں، مشکلات، مسائل اور پریشانیاں آتی ہیں

Scanned by CamScanner

لیکن وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ رات کے بعد روشن دن نے آنا ہے۔اس لیے وہ جوانمردی سے ان کا سامنا کرتے ہیں اور کامیاب ہوجاتے ہیں۔کامیابی اور ناکامی سے قطع نظر ہر کامیاب انسان کو اپنے کام سے بہت محبت ہوتی ہے۔

-5 واشنگٹن کے سائنس میوزیم میں ہزاروں ایسی ادھوری ایجادات پڑی ہیں جن کے موجد اگر ثابت قدمی سے انہیں مکمل کرتے تو نہ صرف دنیا کو فائدہ پہنچتا بلکہ خود موجد بھی امر ہوجاتے۔عدم استقلال آپ کی ترقی اور کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

-6 کاروبار میں کامیابی حاصل کرنے والے لوگ کامیابی اور خوشحالی کے متعلق سوچتے رہتے ہیں۔ کامیابی کے تصوّرات اور خواب انہیں آگے بڑھنے پر اُکساتے ہیں۔ ان کی تمام تر سوچ اور فکر اپنے مقصد سے متعلق ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں وہ مرکوز توجہ کے حامل ہوتے ہیں۔کوئی بھی شخص بہت سے شعبوں میں بیک وقت کامیاب نہیں ہوسکتا کیوں کہ جب کوئی اپنے خیالات کو مختلف راستوں میں بانٹ دیتا ہے تو اس کی توجہ کی طاقت بھی تقسیم ہوجاتی ہے۔

-7 ہر کامیاب شخص کو ہر لمحہ، ہر آن اور ہر وقت یہ خیال آتا ہے کہ ''زندگی ایک بار ملی ہے، وقت بہت تھوڑا ہے اور کام زیادہ ہیں۔ میں اپنی زندگی کو چھوٹے چھوٹے مسائل کے حوالے نہیں کرسکتا۔ اس لیے مجھے صرف اپنی منزل کی طرف بڑھنا ہے۔

-8 کامیاب کاروباری لوگ ہم خیال لوگوں میں رہتے ہیں۔ انہیں علم ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص تن تنہا کامیاب نہیں ہوسکتا۔ کامیابی کے لیے ٹیم ورک بہت ضروری ہے۔ اس لیے کامیاب لوگ ان لوگوں کی ٹیم بنا لیتے ہیں جو ان کے مقاصد میں معاون بن سکتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

9- کامیاب لوگ اپنی ذات سے آشنا ہوتے ہیں۔ خود شناسی کی وجہ سے وہ اپنے خوف پر قابو پا لیتے ہیں۔ وہ حقیقت پسند بن جاتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کامیابی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کی اپنی ذات ہے۔ اس لیے وہ اپنے اندر چھپے خوف کو ختم کر ڈالتے ہیں۔ یہ لوگ خطرہ مول لینے کے عادی ہوتے ہیں۔

نپولین ہل کی اس ریسرچ بک "Think & Grow Rich" نے تہلکہ مچا دیا۔ اس کتاب نے لاکھوں، کروڑوں لوگوں کی زندگی بدلی۔ لیکن اگر سچ کہا جائے تو اس پھل کا شکریہ اس مالی اینڈریو کارنیگی کا ادا کرنا چاہیے جس نے نپولین ہل کو ریسرچ پر اُکسایا۔ ساتھ یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ ہمارے ملک کے بڑے بڑے سیٹھ، تاجر اور کامیاب بزنس مین غریب کی مدد کر کے اِسے پکا پکا مفلس اور بھکاری بنا دیتے ہیں حالاں کہ بہترین مدد یہ ہے کہ آپ کسی انسان کی مدد کرنے کی بجا ئے اسے دوسروں کی مدد کرنے کے قابل بنا دیں۔ ایک چینی کہاوت ہے: ہر روز کسی کو مچھلی دینے سے بہتر ہے کہ اُسے مچھلی پکڑنا سکھا دیا جائے۔

Scanned by CamScanner

www.facebook.com/qasfound
www.qasimalishahfoundation.org
info@qasimalishahfoundation.org
info.qasf@gmail.com

اپنی تلاش

انسانی زندگی میں خوشی اور ترقی کیلئے سب سے اہم ''خودشناسی'' ہے۔ مولف کا یہ خاص موضوع ہے جس پر وہ گزشتہ دو دہائیوں سے کام کر رہے ہیں۔ اور اب، یہ کتاب شاہ صاحب کے اس موضوع پر ذہن افروز افکار اور جدید ترین سائنسی تحقیقات کے ساتھ قارئین کیلئے دست یاب ہے۔

گھر بیٹھے کتاب منگوانے کیلئے درج ذیل نمبر پر فون کیجئے: 0340-4235023

دیدہ زیب سرورق　　صفحات:176　　قیمت:400 روپے

اس موضوع پر جناب قاسم علی شاہ ''اپنی تلاش'' نامی ورکشاپ بھی باقاعدگی سے کراتے ہیں جو خاص و عام میں بہت مقبول ہے۔ تفصیل اور شرکت کیلئے فون نمبر 0334-4120759 پر رابطہ کیجیے

Scanned by CamScanner

www.facebook.com/qasfound
www.qasimalishahfoundation.org
info@qasimalishahfoundation.org
info.qasf@gmail.com

اونچی اُڑان

گھر بیٹھے کتاب منگوانے کیلئے درج ذیل نمبر پر فون کیجئے:

0340-4235023

بڑی سوچ ہی آدمی کو بڑے مقام تک لے جاتی ہے۔ سوچ جتنی بڑی اور بلند ہوگی، زندگی کی اُڑان بھی اتنی ہی اونچی ہوگی۔
قاسم علی شاہ کی دانش سے معمور چالیس مضامین جن کا مطالعہ آپ کو زندگی میں اونچی اُڑان کے قابل کرسکتا ہے

قیمت: 500 روپے | صفحات: 208 | دیدہ زیب سرورق

Scanned by CamScanner

www.facebook.com/qasfound
www.qasimalishahfoundation.org
info@qasimalishahfoundation.org
info.qasf@gmail.com

بڑی منزل کا مسافر

گھر بیٹھے کتاب منگوانے کیلئے درج ذیل نمبر پر فون کیجئے:

0340-4235023

قاسم علی شاہ کے کئی برس کے علم اور تجربات کا نچوڑ یہ کتاب نہ صرف ٹائٹل کے اعتبار سے بڑی منزل کے مسافر کے خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ پڑھنے والے کو واقعۃً بڑی منزل کا مسافر بننے کی راہ دکھاتی ہے

دیدہ زیب سرورق

صفحات:256

قیمت:500 روپے

Scanned by CamScanner

قاسم علی شاہ۔ایک تعارف

قاسم علی شاہ عصر حاضر کے عظیم اُستاد اور مقبول ترین ٹرینر ہیں۔ آپ نامور پبلک سپیکر، کاؤنسلر، لائف کوچ اور مصنف کے ساتھ بے شمار اداروں کے ایڈوائزری بورڈ کا حصہ ہیں۔آپ پاکستان کے ساتھ دنیا بھر میں ایک باا ثر رہنما، رول ماڈل اور نوجوانوں کے آئیکن کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ قاسم علی شاہ دو دہائیوں سے معاشرے کی اصلاح اور فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہے ہیں۔ آپ کا فلسفہ ہے کہ تعلیم کا اصل مقصد تربیت ہے۔جس کے تحت نوجوانوں کی اخلاقی تربیت اور تعمیر شخصیت پر بہ طور خاص توجہ دیے ہوئے خود کو نئی نسل کی ٹریننگ کیلئے وقف کر چکے ہیں۔آپ بے شمار گورنمنٹ، پرائیویٹ اور کارپوریٹ اداروں کے افسران کو بطور ٹرینر اپنی خدمات سے مستفید کر چکے ہیں۔جن میں سرفہرست فوجی افسران، پولیس آفیسرز، کسٹم آفیسرز کے ساتھ عدلیہ، سول سروسز، نیشنل ہائی ویز اور موٹروے پولیس کے افسران شامل ہیں۔آپ تعلیمی اداروں (سکولز، کالجز، یونیورسٹیز) میں پرنسپلز، ٹیچنگ سٹاف اور طلباء کو ٹریننگ دے چکے ہیں۔آپ کی ٹریننگ کو وقت کی اہم ضرورت سمجھا جاتا ہے۔آپ بے شمار لیکچرز سیلف ہیلپ کے مختلف موضوعات پر دے چکے ہیں۔آپ کی قومی اور بین الاقوامی سطح پر لائیو آڈینس تیرہ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ آپ کے شاگردوں، سننے اور چاہنے والوں میں ہر عمر اور تمام شعبہ ہائے جات کے افراد شامل ہیں۔

قاسم علی شاہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان کی سیاحتی خدمات کے اطراف میں اُزبک حکومت نے انہیں ٹورزم ایمبسڈر نامزد کیا۔ قاسم علی شاہ کی زیرِ سرپرستی قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے ازبکستان، ترکی اور مصر کا دورہ کیا گیا۔آپ نے لوگوں میں سیاحت کے شوق کے ساتھ علمی افادیت کا شعور اُجاگر کیا۔

قاسم علی شاہ ایک دانشور کی حیثیت سے میڈیا کی دنیا میں اپنی مہارت اور تجربے کی بنیاد پر کافی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں۔آپ نے پاکستان میں پہلی بار سال 2018ء کی رمضان ٹرانسمیشن میں سیلف ہیلپ کی تھیوریز کو متعارف کروایا۔آپ دس سے زائد ٹی وی چینلز جیسے پی ٹی وی، سماء ٹی وی، بول ٹی وی، جیو نیوز، سٹی 42، ایکسپریس نیوز، وقت نیوز، 7 نیوز، مائی ٹی وی، پیغام ٹی وی، ہوپ ٹی وی اور بے شمار ریڈیو چینلز کے مختلف پروگرامز میں اپنی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔

قاسم علی شاہ پاکستان کے نہایت موثر مصنف ہیں۔مختلف اخبارات میں کئی آرٹیکلز کے ساتھ ساتھ ان کی بارہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔جن میں کامیابی کا پیغام، ذرا نم ہو، آپ کا بچہ کامیاب ہو سکتا ہے، بڑی منزل کا مسافر، اُونچی اُڑان، اپنی تلاش، سوچ کا ہمالیہ، انسائیکلو پیڈیا کیریئر، 365 اقوالِ خود شناسی، جیت کی جانب، گفتگو قاسم علی شاہ کے ساتھ اور ترغیب شامل ہیں۔ان کا شمار پاکستان کی بیسٹ سیلر کتابوں میں ہوتا ہے۔آپ پر دو کتابیں بھی لکھی جا چکی ہیں۔شاہ صاحب کے فلسفوں سے متاثر نوجوان شاگرد ابو بکر ظہور کی کتاب انگلش میں ''Evening Rides with My Guru'' اور اس کا اُردو ترجمہ ''گرو'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ دوسری کتاب آپ کی سیاحت سے متاثر الطاف عامر کی ''تاشقند سے استنبول'' شائع ہو چکی ہے۔حلقہ فکر و ادب میں سے معروف و ممتاز کالم نگار جیسے قیوم نظامی، طارق بلوچ صحرائی، فرخ سہیل گوئندی، سلمان عابد، ڈاکٹر عرفان قیصر، حافظ صہیب طیب، عتیق انور راجا، عقیل انجم، جہانزیب راضی کی طرح بہت سے مصنف آپ پر کالمز لکھ چکے ہیں۔اس کے علاوہ بے شمار آرٹیکلز، بلاگز مداحوں کی جانب سے لکھے جا چکے ہیں۔قاسم علی شاہ کی علم و ادب سے محبت اور لگن کو دیکھتے ہوئے اُنھیں پاکستان کے سب سے بڑے کتاب میلے ''لاہور فیسٹیول'' کا سال 2018ء میں چیئرمین مقرر کیا گیا۔

قاسم علی شاہ کو سال 2018ء میں ایک سروے کے تحت پاکستان کا نمبر ون پبلک سپیکر نامزد کیا گیا۔آپ سوشل میڈیا پر اس وقت پاکستان کے سب سے زیادہ سرچ کیے جانے والے موٹیویشنل سپیکر ہیں۔دنیا بھر سے لاکھوں لوگ واٹس ایپ، فیس بک اور یوٹیوب پر آپ کے آڈیو اور ویڈیو لیکچرز سے مستفید ہو رہے ہیں۔آپ کے فیس بک پیج پر کئی ملین فالورز موجود ہیں۔آپ کو نا صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں مقبولیت حاصل ہے۔جہاں کہیں اُردو شناس موجود ہیں وہ آپ کے لیکچرز سے مستفید ہو رہے ہیں۔

آپ نے سال 2017ء میں تربیتی ادارہ قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن قائم کیا۔جو نسل نو کی سوچ پر کام کر رہی ہے۔کیونکہ آپ کا فلسفہ ہے کہ سوچ بدلے گی تو پاکستان بدلے گا۔یہاں مختلف موضوعات پر ورکشاپس، سیمینارز اور سیشنز منعقد کروائے جاتے ہیں۔فاؤنڈیشن کے مقبول ترین کورسز میں ٹرین دا ٹرینرز، اپنی تلاش، ادبی نشستیں شامل ہیں۔اسی پلیٹ فارم سے قاسم علی شاہ نے ''بدل دو مہم'' کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع میں جا کر بے شمار سیشنز کا انعقاد کیا اور کامیابی، خود شناسی کے پیغام کو عام کیا۔

قاسم علی شاہ اور قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن فیس پیج، قاسم علی شاہ اور قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن یوٹیوب چینلز پر 3000 سے زائد ویڈیوز اپ لوڈ کی جا چکی ہیں۔جن کے ناظرین کی تعداد 2 بلین سے زائد ہے۔قاسم علی شاہ اور قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے درج ذیل لنکس کو سبسکرائب کریں۔

1: قاسم علی شاہ فیس بک پیج: https://www.facebook.com/Qasim.Ali.Shah

2: قاسم علی شاہ فاؤنڈیشن فیس بک پیج: https://www.facebook.com/qasfound

https://www.youtube.com/channel/UC

نئی سوچ

آفس نمبر 46-47 فرسٹ فلور،